نصرۃ میگزین



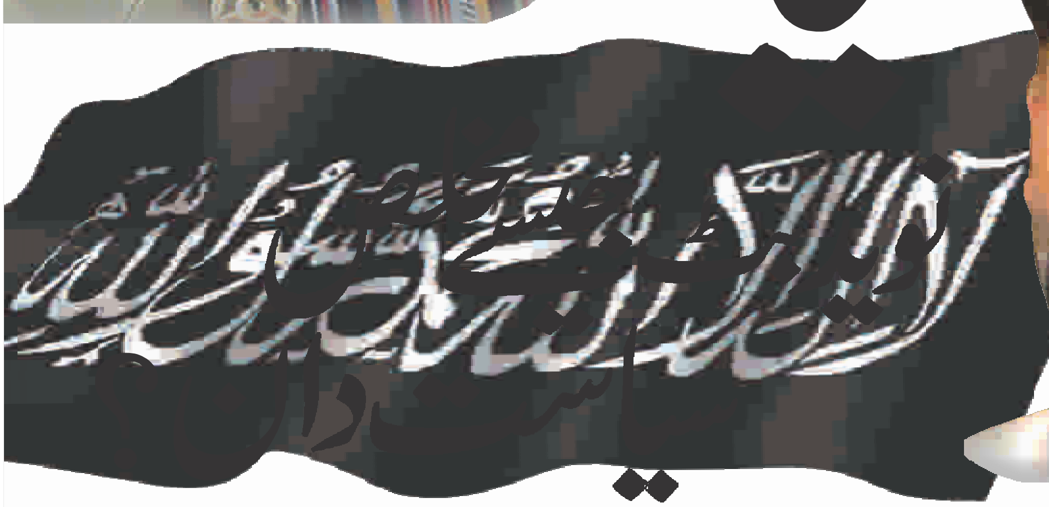
شمارہ نمبر 6 : مئی/جون

پاکستان میں حکمرانی کا حقدار کون؟



کیانی جیسے غدار حکمران؟

یا





11 مئی جنرل کیانی کی ایجنسیوں نے
پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان کو اغوا کرلیا

فہرست

اداریہ	1
جنرل کیانی کے نام حزب التحریر کی طرف سے کھلا خط	2
غذائی اجناس کی مہنگائی وقلت۔حقیقت اور اِس کا حل	4
''امت کا انقلاب: اسے ناکام بنانے کی سازشیں اور فیصلہ کن اسلامی وژن''	7
''اور جو کوئی میرے ذکر (قرآن) سے روگردانی کرے گا، اس کی معیشت تنگ رہے گی''	10
حزب التحریر سے متعلق عام طور پر پوچھے جانے والے سوالات اور اُن کے جوابات	12
اللہ اپنے پسندیدہ بندوں ہی پر آزمائش ڈالتا ہے	16
خلافت کے لیے جدوجہد کریں، جمہوریت کے لیے نہیں!	18
دنیا بھر کی خبریں	20
پاکستان میں حزب التحریر کے میڈیا آفس سے جاری ہونے والی اہم پریس ریلیز ز	25
''سرمایادارانہ نظام کا زوال اور متبادل کے طور پر اسلامی معاشی نظام''	29
اسلام کا نظام حکومت صرف خلافت ہے	33
ترکی اور یورپ کے درمیان گیس پائپ لائن کا معاملہ	35
'خلیفہ ہی ریاست ہے'	40
مذاکرات اور افغانستان کے مسئلے کا حل	42
پاکستان کے بنیادی وسائل پر ایک نظر	43
انڈونیشیا میں تیل اور گیس کی لبرلائزیشن	46
حزب التحریر کی سرگرمیاں	47

رائے اور مرضی پر مبنی حکمرانی قریب ہے!

اس سال 28 رجب 1433ھ بمطابق 18 جون 2012 کو خلافت کے انہدام کو 91 سال ہو جائیں گے، جب 1342ھ میں برطانیہ اور فرانس نے ترک اور عرب ایجنٹوں کی مدد سے خلافت کو تباہ کیا تھا۔

اُس وقت سے لے کر آج تک، مسلمانوں پر جبر اور طاقت کے ذریعے حکمرانی کی گئی، نہ کہ اُن کی رائے اور مرضی کے مطابق۔ خلافت کے خاتمے کے بعد، مغربی استعمار نے طاقت کے ذریعے مسلم علاقوں پر قبضہ کیا، طاقت کے ذریعے اُن کو تقسیم کیا، اور طاقت کے ذریعے ان میں سے ہر علاقے پر ایسے ایجنٹ حکمران مسلط کر دیے، جو اُن کے مفادات کے محافظ تھے۔ آج تک، یہ حکمران کسی بھی ایسی مخالف آواز کو بلند ہونے نہیں دیتے، جو اُن کے آقا، مغربی استعمار، کے خلاف ہو۔

1990-91 میں دوسری خلیجی جنگ کے بعد سے، اُمت میں اس کے اصل مسئلے، یعنی اسلام، کے لیے واضح بیداری پیدا ہوئی ہے۔ لیکن اُمت کی اس بیداری کو اُن کی رائے اور مرضی کے طور پر قبول نہیں کیا گیا، بلکہ اس کے برعکس، اس کا طاقت و جبر سے مقابلہ کیا گیا، اور یہی آج تک جاری ہے۔ 80 کی دہائی میں الجزائر میں، مغربی استعمار نے حکومت کی طرف سے، مسلمانوں کو اسلامی ریاست کا مطالبہ کرنے سے روکنے کے لیے، فوجی طاقت کے استعمال کی پذیرائی کی، اور جمہوریت کو بچانے کے لیے 'غیر جمہوری' طریقہ کو سپورٹ کیا۔ استعماری حکومتوں نے جابر حکمرانوں سے قریبی تعلقات قائم کیے، جیسا کہ ازبکستان کا کریموف، جو ایسے لاتعداد مسلمانوں پر تشدد اور اُنہیں شہید کر چکا ہے جو خلافت کی تمنا رکھتے ہیں۔ شام میں گزشتہ ایک سال سے مسلمان ریلیاں اور احتجاج کر رہے ہیں، اور ان کا مطالبہ اسلام ہے۔ مگر ان کی پکار ''الشعب یریدالخلافة الجديدة ۔۔ مسلمان نئی خلافت چاہتے ہیں'' کو امریکی ایجنٹ جابر بشرالاسد جہازوں اور ٹینکوں سے آگ برسا کر، روک رہا ہے۔

اور پاکستان میں، امریکہ کے کہنے پر، حکمرانوں نے اُن مسلمانوں پر تشدد کرنے، اُنہیں اغوا کرنے، اُن پر مظالم ڈھانے، اور انہیں عہدوں سے ہٹانے کی پالیسی اپنا رکھی ہے، جو اسلام اور خلافت کے لیے آواز بلند کرنے کی جسارت کریں۔ چاہے ایسے لوگ فوج میں ہوں یا سولینز میں سے۔

یہ مغرب کے اس نعرے کی اصل حقیقت ہے کہ ''حقِ رائے دہی بنیادی انسانی حقوق میں سے ہے''۔ مغرب نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ بنیادی حق نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ شرائط منسلک ہیں۔ مسلمانوں کو جمہوریت و آمریت کی صورت میں غیر اسلامی حکمرانی پر خاموش رہنا ہے، ورنہ اُن کو طاقت سے کچلا جائیگا۔ جونہی مسلمان اسلام کی حکمرانی کی تمنا کرے گا، وہ سزا کا حقدار ٹھہرے گا۔

مگر ہمیں رسول ﷺ کی زندگی سے نظر آتا ہے، کہ طاقت کبھی بھی حق پر غالب نہیں آسکتی، چاہے یہ طاقت کتنی زیادہ اور لمبے عرصے کے لیے ہو۔ طاقت کا استعمال صرف مومنین کے عزم کو مضبوط کرتا ہے اور کفار کے باطل پن کو بے نقاب کرتا ہے۔ طاقت نہ تو رسول اللہ ﷺ کو اسلامی ریاست کے قیام سے روک سکی، اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے والوں کو خلافت کے دوبارہ قیام سے روک سکے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ ثم تكون جبرية، فكتون ماشاء الله ان تكون، ثم يرفعها اذا شاء ان يرفعها، ثم تكون خلافة على منهاج النبوة'' ثم سكت ﴾

''پھر جابرانہ حکومت کا دور ہوگا، وہ تم میں رہے گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر جب اللہ چاہے گا۔ اُسے ختم کر دے گا۔ پھر نبوت کے نقش قدم پر خلافت قائم ہوگی۔ پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے'' (مسند احمد و مسند تیالسی بروایت حذیفہؓ)

> 80 کی دہائی میں الجزائر میں، مغربی استعمار نے حکومت کی طرف سے، مسلمانوں کو اسلامی ریاست کا مطالبہ کرنے سے روکنے کے لیے، فوجی طاقت کے استعمال کی پذیرائی کی، اور جمہوریت کو بچانے کے لیے 'غیر جمہوری' طریقہ کو سپورٹ کیا

پاکستان میں امریکی مفادات کے محافظ جنرل کیانی کے نام

حزب التحریر کی طرف سے کھلا خط

سلامتی ہو اُس شخص پر جو ہدایت کی راہ پر چلا،

ہم ایک ایسے موقع پر آپ کی طرف یہ کھلا خط بھیج رہے ہیں، جب آپ پا کستان کی مغربی اور مشرقی سرحدوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، اسے مزید خطرے میں ڈالنے کے لیے نئے اقدامات اٹھا رہے ہیں۔ اور ہم ایسے وقت پر آپ کو خط لکھ رہے ہیں جب پوری اُمتِ مسلمہ خلافت کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے جابر حکمرانوں کے خلاف اُٹھ رہی ہے، خواہ یہ تیونس کا بن علی ہو یا شام کا بشار الاسد۔

ہم اس بات کو جانتے ہوئے آپ سے مخاطب ہیں کہ پاکستان کے کفریہ استعماری نظام کو برقرار رکھنے کے لیے امریکہ کے اصل چوکیدار آپ ہی ہیں، اور آپ نے پاکستان کے اعلیٰ ترین ادارے کی قیادت امریکی مدد کے ذریعے اور امریکی احکامات کے تحت حاصل کی ہے۔ اور امریکیوں نے آپ کو یہ عہدہ آپ کے غداریوں سے بھرے ہوئے کیریئر کے صلے میں عطا کیا ہے۔

آپ کا چناؤ امریکہ کے اہم ترین ایجنٹ کے طور پر کیا گیا جبکہ اس کام کو کرنے کے لیے اور لوگ بھی آمادہ تھے۔ امریکہ کی طرف سے آپ کے انتخاب سے قبل ہی آپ امریکہ کی خوشنودی اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ناراضی کو مول لے چکے تھے۔ چنانچہ اپنے پیش رو مشرف کے دور میں آپ نے تقریباً ایک دہائی تک پاکستان کی سرحدوں کے اندر امریکہ کی عسکری اور انٹیلی جنس موجودگی کو ماضی کے مقابلے میں کئی گنا بڑھانے میں مشرف کی بھرپور مدد کی۔ آپ مشرف کی مجرمانہ غداری میں برابر کے شریک تھے، کیونکہ آپ نے امریکہ کے لیے اِس خطے کے دروازے کھولنے میں مدد فراہم کی اور امریکہ کو فوجی اڈے اور فضائی وزمینی رستہ مہیا کیا، جو کہ افغانستان پر حملہ کرنے کے لیے نہایت ہی ضروری تھا، اور یوں اُمت کے وسائل کو اُمت ہی کے خلاف استعمال کیا گیا۔ اور پھر جب امریکہ قبائلی علاقوں کے بہادر مسلمانوں کی وجہ سے افغانستان میں پھنس گیا اور اس کا قبضہ ڈولنے لگا، تو اُس موقع پر آپ نے آئی ایس آئی کے چیف کی حیثیت سے لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے قتلِ عام میں بنیادی کردار ادا کیا۔ یہ قتلِ عام قبائلی علاقوں میں فتنے کی جنگ کا بھیانک آغاز تھا۔ ایک ایسی مہنگی جنگ، جس کے ذریعے آپ نے امت کی مسلح افواج اور مجاہدین کو اکٹھا کر کے اُنہیں قابض کفار کے خلاف لڑانے کی بجائے، آپس میں لڑا کر اُمت کی طاقت کو امت ہی کے خلاف استعمال کیا۔ یوں آپ نے صلیبیوں کے ناجائز اور ظالمانہ قبضے کے تحفظ کی خاطر ہزاروں مسلمان فوجیوں اور مسلمان شہریوں کو قربان کر دیا، وہ صلیبی جو قرآن کی توہین کرتے ہیں، شہداء کی لاشوں پر پیشاب کرتے ہیں، بچوں کو ذبح کرتے ہیں اور عورتوں کی عصمت دری کرتے ہیں۔

اور جہاں تک ہندو دشمن کا تعلق ہے تو مشرف اور آپ نے قابض ہندو فوج کے خلاف جہاد کو جرم قرار دے کر کشمیر کے مسلمانوں سے دستبرداری اختیار کر لی۔ آپ دونوں نے مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کے منصوبوں کو تقویت دی جس کے نتیجے میں ہندو ریاست نے بلوچستان اور قبائلی علاقے کے معاملات سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا۔ اور امریکہ کے افغانستان میں داخل ہونے کے بعد آپ کی مدد سے بھارت نے بھی افغانستان میں نئے سرے سے جگہ بنا لی تاکہ وہ وہاں بیٹھ کر فسادی کاروائیاں کر سکے۔

اور جب مشرف بے نقاب ہونا شروع ہو گیا تو آپ کا استعماری آقا، امریکہ اِس بات پر مجبور ہو گیا کہ وہ پاکستان میں اپنے مدمقابل برطانیہ سے حمایت طلب کرے۔ اس موقع پر جنرل صاحب! یہ آپ ہی تھے، جس نے ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارے اور بینظیر بھٹو کے ساتھ ڈیل طے کی۔ آپ نے مشرف کی غداریوں میں اس کی معاونت اتنی خوش اسلوبی سے سرانجام دی کہ جب مشرف مکمل طور پر بے نقاب ہو گیا تو تب امریکہ کے نائب وزیرخارجہ جان نیگروپونٹے نے بذاتِ خود آپ کو پاکستان میں امریکہ کا ایجنٹ حکمران مقرر کیا اور پھر آپ کو گھنٹوں ہدایات دیتا رہا، اس کے بعد ہی اُس نے مشرف کو آگاہ کیا کہ اس کے جانے کا وقت آ گیا ہے، کیونکہ مشرف اب کسی فائدے کا نہیں رہا تھا۔ مشرف کے انجام میں آپ کے لیے عبرت ہے اگر آپ واقعی اسے سمجھیں۔

امریکہ کی عطا کردہ یہ پروموشن اور اِس کے بعد مدتِ ملازمت میں توسیع نے آپ کو امریکہ کی تابعداری کے لیے مزید پُرعزم بنا دیا۔ جبکہ امریکہ نے مشرف کی غلطی سے سبق سیکھا اور آپ کو زرداری اور گیلانی کی شکل میں مزید دو ایجنٹ مہیا کیے، جن کے پیچھے آپ نے اپنے آپ کو چھپا رکھا ہے۔ تاکہ آپ پسِ پردہ رہ کر بلا روک ٹوک امریکہ کی مدد جاری رکھیں جبکہ گیلانی اور زرداری عوام کے سامنے رہتے ہوئے کفریہ سرمایہ دارانہ پالیسیاں نافذ کریں کہ جن کی وجہ سے آج تیل، گیس، بجلی، تعلیم، صحت اور بنیادی ضروریات کی چیزیں دستیاب ہونے کے باوجود اُن کی قوتِ خرید سے باہر ہو چکی ہیں، اور بیش بہا وسائل موجود ہونے کے باوجود پاکستان کے عوام تنگی اور غربت کی زندگی گزار رہے ہیں تاکہ ان میں اتنی سکت ہی نہ رہے کہ وہ آپ کے خلاف کھڑے ہو

سکیں۔ اور یہ اس منصوبے کا ہی ایک حصہ ہے کہ جسے امریکی ''creative chaos'' کہتے ہیں، کہ گیلانی اور زرداری کے بعد ایجنٹوں کے بازار سے ایک نیا نقاب خریدا گیا ہے، یہ نقاب وہ نئی کنگز پارٹی ہے جسے آپ توانا بنا رہے ہیں۔

جب امریکہ نے اپنی پرائیویٹ ملٹری تنظیموں اور ریمنڈ ڈیوس جیسے افراد کی فوج کو استعمال کرتے ہوئے پاکستان کی مسلح افواج کو بم دھماکوں اور قتل وغارت گری کا نشانہ بنایا تو آپ کی مصروفیت کیا تھی؟ آپ کی مصروفیت یہ تھی کہ آپ نے پاکستان کی مسلح افواج کو قبائلی علاقوں میں دھکیل دیا۔ اور جب امریکہ نے ایبٹ آباد پر حملہ کیا تو آپ نے مسلح افواج کے اندر پیدا ہونے والی غم وغصے کی لہر کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اِدھر اُدھر بھاگ دوڑ شروع کی۔ چنانچہ جب آپ یہ کرتوت نمایاں ہونے لگے اور آپ کا نقاب گرنا شروع ہوگیا تو آپ کے نہایت ہی قریبی اور بااعتماد امریکی کمانڈر مائک مولن نے پاکستان کا دورہ کیا، جس کے فوراً بعد آپ نے مسلح افواج سے اُن افسران کی چھانٹی کی مہم شروع کر دی جو پاکستان کے اندر امریکی موجودگی پر سوال اُٹھا رہے تھے۔ پھر جب امریکہ اور نیٹو نے پاکستان کی سلالہ چیک پوسٹ پر حملہ کیا اور پاکستان کی افواج اور عوام کا غم وغصہ انتہا درجے کو پہنچ گیا تو آپ نے نیٹو سپلائی لائن کو بند کر دیا تاکہ اِس غم وغصے کی لہر کو کم کیا جاسکے۔ لیکن یہ سب محض ایک ڈرامہ تھا تاکہ آپ اپنے اُترتے ہوئے نقاب کو سہارا دے سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ ہی عرصے بعد آپ نے ایک بار پھر بھاگ دوڑ شروع کی کہ پارلیمنٹ کے ذریعے سپلائی لائن کھولنے کی اجازت دینے کا ڈرامہ کھیلا جائے۔

تاہم ہم آپ پر واضح کیے دیتے ہیں کہ اب آپ کا نقاب اِس حد تک گر چکا ہے کہ آپ کے قریبی لوگ بھی آپ سے کنارہ کش ہونا شروع ہو چکے ہیں، جس کا سبب وہ شرمندگی ہے جو انہیں آپ کی غداریوں کی وجہ سے اٹھانی پڑی ہے۔ اور جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے کہ جو اب بھی آپ کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں وہ محض آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور وہ وقت آنے پر آپ کو ہرگز نہیں بچا پائیں گے۔ لیکن اس کے باوجود کہ آپ کی حالت بھی وہی ہو چکی ہے جو آخری دنوں میں مشرف کی تھی کہ آپ تمام وارننگ اور نصیحتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اسی سمت میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں، اس امید میں کہ آپ امریکہ کی خاطر مزید غداریاں سرانجام دے کر اس بات کا ثبوت دے سکیں کہ آپ ابھی بھی امریکہ کے لیے کارآمد ہیں۔

پس اگرچہ ماضی میں آپ نے پاکستان کی مسلح افواج کو قبائلی علاقوں کی طرف دھکیلنے کے لیے یہ جواز بنایا کہ بھارت قبائلی علاقوں میں اثر ورسوخ پیدا کر چکا ہے۔ لیکن اب آپ اسی بھارت کے سامنے پاکستان کو سرنگوں کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے آقا امریکہ کی ہی بولی بولتے ہوئے انڈیا کے ساتھ نارملائزیشن کی آواز بلند کی حتیٰ کہ آپ نے اس بات کو بھی نظر انداز کر دیا کہ آپ اس وقت شہید جوانوں کی لاشوں پر کھڑے تھے۔ بھارت کے ساتھ نارملائزیشن بھارت کو پاکستان کے رستے مشرقِ وسطیٰ اور وسط ایشیاء کے مسلم علاقوں کی دولت تک رسائی فراہم کرے گی۔ جبکہ یہ ہندو ریاست تو وہ ریاست ہے جو اپنی سرحدوں کے اندر اپنے باشندوں کو عدل فراہم کرنے سے قاصر ہے، خواہ وہ مسلمان ہوں یا سکھ یا پھر برہمنوں کی اقلیتی حکومتی اشرافیہ کے علاوہ کوئی بھی قوم۔ یوں آپ مسلمانوں کو ایک اور بڑے خطرے سے دوچار کرنے جا رہے ہیں، جبکہ تاریخ گواہ ہے کہ اِس خطے میں صرف اُس دور میں امن اور سکون رہا ہے جب صدیوں تک اِس خطے پر اسلام کے ذریعے حکمرانی کی جاتی رہی ہے اور اُس دور میں یہ خطہ پوری دنیا کے لیے قابلِ رشک تھا۔ آپ پوری شدت سے اس بے وقوفانہ منصوبے کی طرف بڑھ رہے ہیں کیونکہ امریکہ کی خواہش ہے کہ پاکستان ہندو ریاست کے سامنے سرنگوں ہو جائے اور امریکہ دونوں ممالک کو ایک بلاک کے طور پر اپنے حریف ملک چین کے خلاف استعمال کرے، جبکہ اس بلاک کی قیادت ہندو ریاست کے ہاتھ میں ہو۔

اور آپ افغانستان میں امریکی موجودگی کو برقرار رکھنے کے لیے امریکہ کو مدد دینے سے باز نہیں آئے۔ بلکہ آپ اپنی تمام توانائیاں صرف کر رہے ہیں کہ امریکہ کی جنگ کو شمالی وزیرستان، کراچی اور ملتان تک پھیلایا جائے۔ اور اس کے لیے آپ نہایت بے شرمی سے ایساف ISAF کمانڈر جنرل جان ایلین جیسے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر منصوبہ بندیاں کر رہے ہیں، کہ جس کے ہاتھ سلالہ چیک پوسٹ پر موجود مسلمان فوجی جوانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔

اور جب آپ نے دیکھا کہ اسلامی دنیا کے دیگر جابر حکمرانوں کی مانند ذلت کا پھندا آپ کے گلے کے نزدیک پہنچ گیا ہے، تو آپ نے اپنی غداریوں کی سیاہ کتاب میں ایک اور صفحے کا اضافہ کیا اور فوج سے مخلص افسران کی چھانٹی کی مہم کے ساتھ ساتھ حزب التحریر کے مخلص اور باخبر سیاست دانوں کو ہراساں کرنے، اغوا کرنے، ان پر شدید تشدد کرنے کی مہم بھی شروع کر دی، وہ سیاست دان کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنین کے خلاف آپ کی خیانتوں کو مسلسل بے نقاب کر رہے ہیں۔ اور بجائے یہ کہ آپ افواجِ پاکستان کے افسران کو موقع فراہم کریں کہ وہ اسلامی ریاستِ خلافت کے قیام کے لیے حزب التحریر کو نُصرۃ دیں، آپ نے استعماری مغرب کے ساتھ اپنی کوششوں کو ملا لیا جو خلافت کے قیام سے شدید خوفزدہ ہیں اور جنہوں نے مسلمانوں، ان کی افواج، ان کی ریاستِ خلافت اور ان کی جماعت حزب التحریر کے خلاف ایک جنگ برپا کر رکھی ہے۔

جنرل صاحب! آپ ہی اس بات کے قصوروار ہیں کہ آپ نے پاکستان کی سرزمین کہ جسے اللہ نے وسائل سے مالامال کیا ہے، جس کے لوگ اچھے مسلمان ہیں اور جو مضبوط مسلم افواج کی حامل ہے، کو میدانِ جنگ میں تبدیل کر دیا ہے اور ذلت ومایوسی کی دلدل میں دھکیل دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا

بقیہ صفحہ نمبر 9 پر>>>

تحریر: اسامہ حنیف

کیا پا ستان کی زمین عوام کی خوراک کی ضرورت پورا کرنے سے قاصر ہے؟

غذائی اجناس کی مہنگائی وقلت۔حقیقت اور اِس کا حل

آج کا دور یقیناً پاکستان کے مسلمانوں پر مشکل ترین دور ہے۔گزشتہ ساٹھ سالوں کے قومی سفر کا نتیجہ یہ ہے کہ آج عوام پر مصیبتیں اور پریشانیاں اپنی انتہاء کو پہنچ چکی ہیں۔بے حس، بے رحم ،نا اہل اور فاسق حکمرانوں کی ظالمانہ پالیسیوں کی بدولت آج یہ ملک بہترین وسائل اور قابل ترین مخلص مسلمانوں کی بہتات کے باوجود، بدترین بحرانوں کی لپیٹ میں ہے۔عوام بنیادی انسانی ضروریات حاصل کرنے میں مجبور و لاچار ہیں۔ بجلی ،گیس ، پیٹرول،سبزیوں،دالوں ،پھلوں اور اناج تک کی قیمتیں آسمان تک پہنچ چکی ہیں۔ایک طرف تو کروڑوں لوگ دو وقت کی روٹی کے لیے ،ظالم حکمرانوں کی طرف سے مسلط کی گئی، زندگی کی جنگ لڑ رہے ہیں،تو دوسری طرف یہ بے رحم حکمران طبقہ اپنی تجوریاں بھرنے کے لئے ٹیکسوں کے نام پر عوام کی چمڑی اُتار رہا ہے۔ہم رکشہ ڈرائیور علی کی کہانی سنیں جس نے غربت سے تنگ آکر اپنے بچوں سمیت زہر کھالیا۔یا اس ماں کی بات کریں جو تین دن روٹی نہ ملنے کی وجہ سے اپنے بچوں سمیت ٹرین کے سامنے لیٹ گئی؟؟؟ ہر روز کے اخبارات ایک طرف تو حکمران طبقے کے اربوں کھربوں روپے کی کرپشن کی داستانوں پر شہ سرخیاں لگاتے نظر آتے ہیں ،تو دوسری طرف بھوک و افلاس کی وجہ سے خودکشیاں کرتے اسی ملک میں بسنے والے، ان حکمرانوں ہی کے شہروں میں آباد، بیچارے مسلمانوں کی خبریں ہیں۔آج سے ساٹھ سال پہلے جب ہمارے آباؤاجداد نے دنیا کی مثالی اسلامی ریاست کے قیام کے لیے اپنا جان و مال لٹایا تھا،تو یقیناً انہوں نے کبھی سوچا بھی نہ ہوگا کہ اس نئی ریاست کے مسلمان ایک روز، دو وقت کی روٹی نہ ملنے کی وجہ سے خودکشیاں کریں گے۔ وہ علاقہ ،جسے اپنی زرعی خودکفالت اور پیداوار کی وجہ سے، آج سے دو سو سال قبل ،کسی ٹیکنالوجی کے بغیر، دنیا میں 'سونے کی چڑیا' کہا جاتا تھا، وہ علاقہ آج اکیسویں صدی میں ،تمام ٹیکنالوجی کے باوجود،عوام کو دو وقت کی روٹی مہیا کرنے سے قاصر ہے۔

اصل سوال یہ ہے کہ کیا پاکستان کی زمین اس ملک میں بسنے والے عوام کو دو وقت کی روٹی مہیا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی؟ کیا اس کی وجہ وسائل کی کمی ہے؟ یا ایسے اذہان کی کمی ہے جوان وسائل کو استعمال میں لاسکیں؟؟؟

حقیقت یہ ہے آج پاکستان کی معاشی بدحالی بنیادی طور پر اس کفریہ سرمایادارانہ معاشی نظام کا نتیجہ ہے، جسے ہمارے حکمران طبقے نے انگریز سے وراثت میں پایا تھا۔یہی وہ نظام ہے جسے ہر حکمران نے نافذ کیے رکھا، چاہے ایوب،ضیاء، مشرف کی آمریت ہو یا بھٹو، بے نظیر،نواز، گیلانی اور زرداری کی جمہوریت ۔اس نظام نے ہر دور میں عوام کا خون چوسا،اور ہر آنے والا دور پچھلے دور سے بدتر تھا۔اس نظام نے انسان کو قانون سازی کا اختیار دے کر پاکستان کے غریب کسانوں اور ہاریوں کی بھوک و افلاس کا مسئلہ حل کرنے کا قلم جاگیرداروں کے ہاتھ میں پکڑا دیا ہے۔اس تحریر میں ہم پاکستان میں غذائی اجناس کی مہنگائی کی وجوہات اور اُن کے حل پر بات کریں گے۔

غذائی اجناس کا مسئلہ:اصل وجہ؟

پا ستان میں غذائی اجناس کی کمی اور مہنگائی کی پیچھے کارفرما عوامل میں سے اہم درج ذیل ہیں۔

۔پانی ،چراگاہوں اور توانائی کے حصول میں مشکلات (جس کی وجہ سے پیداوار متاثر ہوتی ہے)

۔قابل کاشت زمین کا بے کار رہنا (جس کی وجہ ملکیت کے قوانین ہیں)

۔حکومتوں کی طرف سے ہنگامی حالات میں غذائی اجناس کی قیمتیں متعین کرنا (جس کی وجہ سے ذخیرہ اندوزی میں اضافہ ہوتا ہے)

۔مافیا طبقہ، جو ذخیرہ اندوزی،اور بیرونی تجارت کے ذریعے مارکیٹ کی مانگ اور قیمت پر اثر انداز ہوتا ہے

کچھ مبصرین کا کہنا ہے کہ غذائی اجناس کی مہنگائی ایک عالمی سئلہ ہے اور عالمی معاشی حالات اس کی وجہ ہیں۔اقوام متحدہ کے عالمی فوڈ پروگرام کے مطابق، جو دنیا میں سات کروڑ لوگوں کو خوراک مہیا کر رہا ہے،خوراک اور تیل کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے اس پروگرام کے 2008 کے بجٹ میں 17% کا اضافہ کرنا پڑا۔ان مبصرین کا کہنا ہے کہ عالمی سطح پر اثر انداز ہونے والے عوامل میں Bio Fuels کی قیمتوں میں 30%-70% اضافہ،تیل کی قیمت میں اضافہ،امریکی ڈالر کی قیمت میں کمی ،چین اور بھارت میں بڑھتی ہوئی مانگ اور عالمی سٹاک منڈیوں میں سرمایہ کاروں کا غذائی اجناس میں بھاری سرمایہ کاری کرنا شامل ہے۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ عوامل عالمی سطح پر غذائی اجناس کی قیمتوں میں اضافے پر اثر انداز ہوئے ہیں مگر اصل سوال یہ ہے کہ آخر کس نظام کی وجہ سے غذائی اجناس جیسی بنیادی ضروریات کی اشیاء ان عوامل پر منحصر ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک میں نافذ ہونے والے سرمایہ دارانہ نظام میں حکومت کی توجہ ہر فرد تک خوراک کی فراہمی کی بجائے ،اس امر پر ہوتی ہے کہ خرید و فروخت کی آزادی کو یقینی بنایا جائے۔اس پالیسی کا نتیجہ یہ ہے، کہ سرمایہ کار اگر غذائی اجناس کی بجائے کسی اور سیکٹر مثلاً توانائی یا پراپرٹی ،میں سرمایہ کاری کرنا چاہیں،تو نظام اُن کی راہ روکنے کے بجائے اُن کی معاونت کرتا ہے۔یہی کچھ سٹاک

مارکٹ میں زرعی اجناس کے ساتھ ہو رہا ہے۔یعنی بڑے سرمایہ کار اپنا پیسہ زرعی اجناس کی خریدوفروخت کی طرف منتقل کرتے ہیں اور موجودہ قیمتوں کے اضافے سے مزید منافع کمانے کی تگ ودو میں رہتے ہیں۔ اس طرح عالمی سطح پر خوراک کا بحران ،مغربی سرمایہ کاروں کے لیے خوشی منانے کا موقع ہے، نہ کہ پریشانی کا۔

یعنی سرمایہ دارانہ نظام اپنے مقصد میں کامیاب ہے:امراء کے ہاتھ میں پیسے کا ارتکاز مثبت امر ہے کیونکہ یہ سرمایہ کاری میں اضافے کا باعث بنے گا ،اورنظام نہ تو بھوک میں اضافے کا ذمہ دار ہے اور نہ ہی اُسے ختم کرنے کا۔

سرمایہ دارانہ نظام کی توجہ صرف منافع بڑھانے پر ہے، نہ کہ عوام کے مسائل حل کرنے پر۔

اسلام کس طرح خوراک کے مسئلے کو حل کرتا ہے:

تمام مسلمان ایمان رکھتے ہیں کہ اس پوری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔اُس نے انسان کو تخلیق کیا،اُس کے اندر بھوک کی حاجت پیدا کی،اور اس حاجت کو پورا کرنے کے لیے اسی دنیا میں وسائل و ذرائع بھی پیدا کیے مثلاً نباتات،جانور،مچھلیاں وغیرہ۔چنانچہ،صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی کے پاس یہ صلاحیت ہے کہ وہ ایک ایسا مربوط نظام وضع کرے جو اس دنیا کی تمام مخلوقات کی بھوک کو متوازن انداز میں پورا کر سکے۔اس لیے ہمیں اس بات پر حیران نہیں ہونا چاہیے کہ موجودہ سرمایہ دارانہ نظام،تمام وسائل ہونے کے باوجود،آج کے دور میں انسان کی خوراک کی ضرورت کو متوازن انداز میں پورا کرنے سے قاصر ہے، کیونکہ یہ انسان کا بنایا ہوا نظام ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

((لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ))

''یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلوں کے ساتھ بھیجا اوران کے ساتھ کتاب اور میزان نازل فرمایا، تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں''(الحدید:۲۵)

آج کے غذائی بحران کو دیکھتے ہوئے ،جو نہ صرف پاکستان بلکہ پوری اُمت مسلمہ اور زیادہ تر دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے،ایک انسان صرف اسی نتیجے پر پہنچتا ہے کہ اس بحران کا محرک ایک ایسا طریقہ کار اور نظام ہے،جس کا موجد محدود عقل وفہم رکھنے والا انسان ہے نہ کہ اس قرہ ارض کا مالک،اللہ العلیم الحکیم۔

قرآن وسنت سے ہمیں یہ راہنمائی ملتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت میں ایسے احکامات وارد کیے ہیں،جو تمام انسانیت کے لیے خوراک کی فراہمی کے مسئلے کو حل کرتے ہیں۔یہ احکامات ہر فرد،معاشرے اور ریاست کی ذمہ داری کا تعین کرتے ہیں۔

ا۔خلیفہ ہر فرد کی بنیادی ضروریات پورا کرنے کا پابند ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے ہر ایک مسئول ہے،اور ہر کوئی اپنے لوگوں کا ذمہ دار ہے''(بخاری ومسلم)

اوررسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ابن آدم کا اس سے بنیادی کوئی حق نہیں،کہ اُس کے پاس رہنے کے لیے گھر ہو،جسم چھپانے کے لیے لباس ہو،اور کھانے کے لیے روٹی اور پانی ہو'' (ترمذی)

ان احادیث کے مطابق،خلیفہ ریاست کے ہر شہری کے لیے خوراک،لباس اور رہائش کا بندوبست کرنے کا پابند ہے۔ چنانچہ،خلافت میں خلیفہ معیشت سے متعلق اسلامی احکامات نافذ کرنے کا پابند ہے،اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو روز آخرت اس کے پاس اپنے دفاع میں کہنے کے لیے کوئی بات نہیں ہوگی۔اس طرح خلافت میں اللہ کے احکامات کے نفاذ کے ذریعے خوراک کا مسئلہ حل ہوگا۔

۲۔پانی، چراگاہیں اور توانائی۔عوامی ملکیت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ اَلْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ اَلْمَاءِ وَالْكَلَاءِ وَالنَّارِ ﴾

''مسلمان تین چیزوں میں برابر کے شریک ہیں، پانی، چراگاہیں اور آگ''

یعنی خلافت میں پانی ،جو کہ زرعی اجناس کی پیداوار کی بنیاد ہے،تمام لوگوں کی مشترکہ ملکیت ہو گا۔اسی طرح تمام توانائی کے ذرائع بھی مشترکہ ملکیت ہونے کی وجہ سے نجکاری کے ذریعے،چند ہاتھوں میں نہیں جا پائیں گے۔یوں خلافت میں سستی توانائی کی وجہ سے کسانوں کو ریلیف ملے گا اور زرعی پیداوار میں بے پناہ اضافہ ہوگا۔

۳۔زمین کی ملکیت،کاشت سے منسلک:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَنْ أَعْمَرَ أَرْضاً لَيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ ﴾

''جس کسی نے ایسی زمین کو کاشت کیا جو کسی کی نہیں،تو وہ اُس کا زیادہ حقدار ہے''

پاکستان کی اکثریت آبادی دیہات میں آباد ہے اور بکثرت اور زرخیز زرعی وسائل سے آراستہ ہے،مگر اس استعماری نظام میں زمین کی ملکیت اُس کی پیداوار سے جُدا ہونے کی وجہ سے کسان اپنی زمین کے اصل مالک نہیں ہیں بلکہ مالکوں کو کرایہ ادا کرتے ہیں۔اپنی ضروریات کی وجہ سے،اُن کو مجبوراً روزگار کے لیے شہروں کا رخ کرنا پڑتا ہے۔اسلام زمین کی ملکیت کو اس کی کاشت سے منسلک کرتا ہے۔ یوں خلافت میں دیہی پیداوار میں یکدم بے پناہ اضافہ ہوگا۔

۴۔زمین کا استعمال نہ کرنے کی ممانعت:

صحابہ کا عمر فاروقؓ کے اس حکم پر اجماع موجود ہے کہ ''جو کوئی زمین کو استعمال میں نہ لے کر آئے،تو اُس پر تین سال کے بعد اُس کا کوئی حق نہیں''۔

اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ اگر کوئی زمین لگا تار تین سال تک کاشت نہ کی جائے،تو اُسے مالک سے واپس لے لیا جائے۔اس حکم کی بدولت زمیندار اپنی زرعی زمین کو مکمل استعمال میں لائیں گے جس کے نتیجے میں پیداوار میں کئی گناہ اضافہ ہوگا۔خلافت ایسے لوگوں کو قرض اور عطیات بھی فراہم کرے گی، جو بنجر زمین کو کاشت کرنا چاہیں۔اس طرح خلافت میں صرف چند مہینوں میں زمین کی کاشت میں اضافے کے نتیجے میں زرعی پیداوار بہت بڑھے گی۔

۵۔قیمتیں متعین کرنے کی ممانعت:

امام احمد نے روایت کیا ہے کہ ''رسول ﷺ کے دور میں قیمتیں بڑھ گئیں تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ، ہم چاہتے ہیں کہ آپ قیمتیں متعین کر دیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ ہی خالق ہے، وہی تنگی کرنے والا ہے، وہی کشادگی کرنے والا ہے، وہی رازق ہے، وہی قیمتیں متعین کرنے والا ہے۔ اور میری خواہش ہے کہ میں اللہ سے اس حال میں ملوں کہ کوئی میرے سے حق تلفی کا طالبہ نہ کرے، نہ خون میں اور نہ ہی ملکیت میں''

خلافت میں غذائی اجناس کی قیمتیں بڑھنے کے نتیجے میں ریاست قیمتیں متعین کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ جب ریاست اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کرتے ہوئے قیمتیں متعین کر دیتی ہے، تو دراصل خوراک کی کمی مزید شدت اختیار کر جاتی ہے۔ کیونکہ اب غذائی اجناس بیچنے والے ذخیرہ اندوزی شروع کر دیتے ہیں، اور بلیک مارکیٹ میں یہ اجناس مہنگے داموں فروخت ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

۶۔ ذخیرہ اندوزی کی ممانعت:

رسول ﷺ نے فرمایا: ''ذخیرہ اندوزی کرنے والا گنہگار ہے'' (مسلم)

خلافت میں کاشت کار یا غذائی اجناس کا کاروبار کرنے والے، قیمتیں بڑھانے کے لیے، ذخیرہ اندوزی نہیں کر سکتے۔

دوسرے خلیفۂ راشد عمرؓ کے دور میں مدینہ میں قحط پڑا۔ مدینہ سے سینکڑوں میل دور شام کے والی ابو عبیدہ بن الجراح نے اونٹوں کا ایک اتنا بڑا قافلہ بھجوایا کہ جس کی لمبائی کے متعلق انہوں نے عمرؓ کو لکھا: ''میں ایسا قافلہ بھجوا رہا ہوں کہ جس کا پہلا اونٹ جب مدینہ پہنچے گا تو آخری اونٹ یہاں شام میں ہوگا''۔ مزید برآں بعد میں ابو عبیدہ بن الجراح بذاتِ خود مدینہ آ گئے اور اُس ٹیم میں افسر کے طور پر کام کیا جو اِس آفت سے نبٹنے کے لیے قائم کی گئی تھی اور جس کی سربراہی حضرت عمرؓ بذاتِ خود کر رہے تھے۔ صحرائی قصبوں سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ پہلے ہی مدینہ میں اکٹھا ہو چکے تھے اور جب مناسب تعداد میں راشن مدینہ پہنچ گیا، تو عمرؓ نے اپنے لوگوں کو عراق، فلسطین اور شام کی طرف بھیجا تاکہ وہ امدادی قافلوں کو عرب کے صحرا میں اندر تک بسنے والوں تک لے جائیں، یوں لاکھوں لوگوں کو لقمہ اجل ہونے سے بچا لیا گیا۔ بے گھر ہوئے افراد کیلئے حضرت عمرؓ ہر رات کھانے کا انتظام کرتے تھے جس میں ایک اندازے کے مطابق ہر رات ایک لاکھ سے زائد لوگ کھانا کھاتے تھے۔

۷۔ معاشرے کی ذمہ داری:

اسی طرح اسلام میں معاشرے (Community) کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ اُس علاقے میں رہنے والے تمام افراد کو خوراک مہیا کی جائے۔

رسول ﷺ نے فرمایا:

''کوئی بھی علاقہ، چاہے جو بھی ہو، اگر وہاں کوئی بندہ بھوکا رہ جائے، تو اللہ عزوجل اُس علاقے سے اپنی حفاظت اُٹھا لیتا ہے'' (احمد)

اس حدیث کا عملی پہلو یہ ہے کہ اگر کسی بھوکے شخص نے ایک علاقے سے چوری کی، تو اُس علاقے کے لوگوں کا اُس شخص کے خلاف کوئی دعویٰ قابل قبول نہیں۔

۸۔ پڑوسی کی ذمہ داری:

اسی طرح ہر مسلمان پر بھی یہ فرض ہے کہ اُس کا پڑوسی بھوکا نہ رہے۔

رسول ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص رات کو اس حال میں سو جائے، کہ اُس کا پڑوسی بھوکا ہو، اور اُس کو اس کا علم ہو، تو وہ شخص حقیقی ایمان نہیں لایا'' (البزار)

معاشرے کے ہر فرد تک متوازن خوراک کی فراہمی ممکن بناتے ہوئے، اسلام ایک ایسے طرزِ زندگی کو فروغ دیتا ہے، جہاں لوگ کم کھانا کھائیں۔ اس کے بالکل برعکس، مغربی طرزِ زندگی نے حد سے زیادہ کھانے کو زندگی کا ایک بڑا مقصد اور انسان کا روزانہ کا معمول بنا دیا ہے۔

رسول ﷺ نے فرمایا:

''انسان پیٹ سے بُرے کسی برتن کو نہیں بھرتا۔ چند نوالے جو اُس کی کمر کو سیدھا رکھیں، اُس کے لیے کافی ہیں۔ اگر اُس نے پیٹ کو بھرنا ہے، تو ایک حصہ کھانے کے لیے رکھے، ایک پانی کے لیے اور ایک ہوا کے لیے'' (الترمذی)

اس سنت کے ذریعے، اسلام خوراک کی تقسیم کو مزید بڑھاتا ہے، کیونکہ لوگ اپنی ضرورت کے مطابق خوراک استعمال کرتے ہیں۔

اس طرح اسلام تفصیلی قوانین کے ذریعے، اسلامی خلافت کے ہر شہری (مسلم و غیر مسلم) تک متوازن خوراک کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے۔ آج پاکستان کے عوام کا سب سے بڑا مجرم اور دشمن یہ کفریہ سرمایہ دارانہ نظام ہے، جس کے ہوتے ہوئے کبھی بھی عوام سکھ کا سانس نہیں لے سکتے۔ اس لیے اس نظام کے خلاف فیصلہ کن جنگ ہی اب صرف پاکستان کے غرباء کے زخموں پر مرہم رکھ سکتی ہے۔

اس سب کے بعد، میں اس مفروضے پر بات کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں، کہ پاکستان وسائل کی کمی، اور آبادی میں زیادتی کی وجہ سے عوام کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو اتنے وسائل عطا کیے ہیں جو آج سے کئی گناہ زیادہ آبادی کی ضروریات پورا کرنے کے لیے بھی کافی ہیں۔ انسان ان کو جاننے کے بعد حکمرانوں کے اس قبیح گناہ کو محسوس کر سکتا ہے، جو انہوں نے پاکستان کے عوام تک ان وسائل کو نہ پہنچا کر انجام دیا ہے۔ پاکستان کی آبادی دنیا کی چھٹی بڑی آبادی ہے۔ اور وہ بھی ایسی آبادی جس کا I.Q Level دنیا میں چوتھے نمبر پر ہے۔ دنیا کی دسویں بڑی لیبر فورس پاکستان کے پاس ہے۔ پاکستان دنیا کی چوتھی بڑی سونے کی کان کا حامل ہے۔ پورے ایشیا کے سب سے بڑے گیس کے ذخائر اور کوئلے کے اتنے ذخائر ہیں کہ ان سے کویت اور سعودی عرب کے تیل سے زیادہ توانائی پیدا کی جا سکتی ہے۔ پاکستان میں یورینیم، copper (دنیا میں ساتویں نمبر پر)، زنک، جپسم، فاسفیٹ، نمک، allimunium، لوہا اور کئی اور وسائل موجود ہیں۔ پاکستان کے پاس دنیا کی

بقیہ صفحہ نمبر 9 پر>>>

''امت کا انقلاب: اسے ناکام بنانے کی سازشیں اور فیصلہ کن اسلامی وژن''

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یکم مئی 2012ء کو لبنان میں منعقد ہونے والی عالمی کانفرنس سے

امیر حزب التحریر شیخ عطاء بن خلیل ابو رشتہ کے افتتاحی خطاب کا ترجمہ

معزز بھائیو! السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں، رسول ﷺ پر، اُن کے اہل و عیال پر اور اُن کے اصحابؓ پر۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ط اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ﴾ ''ظالموں کے اعمال سے اللہ کو غافل نہ سمجھو، وہ تو انہیں اُس دن تک مہلت دیے ہوئے ہے، جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی'' (ابراہیم: 42)۔ ابو موسیٰ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ((ان اللّٰہ لیملی للظالم حتی اذا اخذہ لم یفلتہ)) ''اللہ جابر کو مہلت دیتا ہے، مگر جب وہ اُسے گرفت میں لیتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں'' (بخاری و مسلم)۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ط اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾ ''تیرے پروردگار کی پکڑ کا یہی طریقہ ہے جب وہ بستیوں کے رہنے والے ظالموں کو پکڑتا ہے، بیشک اس کی پکڑ دکھ دینے والی اور نہایت سخت ہے'' (ھود: 102)۔

اللہ نے ہمارے لیے سب سے بڑے جابر یعنی فرعون کی مثال بیان کی۔ فرعون نے ظلم کیا، بغاوت کی، لوگوں کو غلام بنایا اور وہ اتنا متکبر تھا کہ اس نے یہ اعلان کیا کہ میں ہی تمہارا رب ہوں۔ ﴿فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى﴾ ''تو اللہ نے بھی اسے آخرت کے اور دنیا کے عذاب میں گرفتار کر لیا'' (النازعات: 25)۔ وہ لوگوں کی زبانوں کو خاموش کرتا اور حق بات کے کہنے کو روکتا۔ وہ صرف اُس بات کو قبول کرتا، جو اُس کی مرضی کے مطابق ہوتی۔ صرف یہی نہیں، بلکہ اگر اُس کے خلاف، اُس کی مرضی کے بغیر، معمولی سا اظہار بھی ہوتا، تو وہ یہ الزام لگاتا کہ یہ ملک کو کمزور کرنے کے لیے ایک سازش ہے، اور اس میں بیرونی ہاتھ ملوث ہے۔ ﴿قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِى الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَا اَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾ ''فرعون کہنے لگا کہ تم موسیٰ پر ایمان لائے ہو، بغیر یہ کہ میں تمہیں اجازت دوں؟ بیشک یہ سازش تھی جس پر تم نے عمل کیا ہے، اس شہر میں تاکہ تم سب اس شہر سے یہاں کے رہنے والوں کو باہر نکال دو۔ سو جلد تم جان لو گے'' (الاعراف: 123)۔

مگر آخرکار فرعون کا خاتمہ ہو گیا، اور وہ سب کچھ پیچھے چھوڑ گیا جس کے ذریعے وہ حکمرانی کے مزے لوٹ رہا تھا، اور اُس پر نہ تو آسمان رویا اور نہ زمین۔ اُس کی مذمت کی گئی اور وہ مغضوب ٹھہرا۔

﴿كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ o وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ o وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ o كَذٰلِكَ قف وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ o فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ﴾

''وہ بہت سے باغات اور چشمے چھوڑ گئے۔ اور آرام کی وہ چیزیں جن میں وہ عیش کر رہے تھے۔ اسی طرح ہوا اور ہم نے ان سب کا وارث دوسری قوم کو بنا دیا۔ سو نہ تو ان پر آسمان رویا اور نہ ہی زمین، اور نہ ہی انہیں مہلت ملی'' (الدخان: 29-25)۔

معزز بھائیو! آج کے جابروں نے فرعون کی دو نوں بری باتوں کی تقلید کی، مگر وہ تیسرے معاملے کو بھول گئے۔ اُن جابر حکمرانوں نے بھی لوگوں کو خاموش کیا اور حق بات کہنے پر پابندی لگائی، ماسوائے وہ جو اُن کی مدح سرائی میں ہو اور مفافقت پر مبنی ہو، اور اُن کے کاموں کی تعریف میں ہو، خواہ وہ بات صحیح ہو یا غلط۔ درحقیقت، یہ خیر سے عاری ہیں حتیٰ کہ خیر کے شائبے سے بھی، اور اُن کے ہر پہلو پر شر حاوی ہے۔ یہ جابر ہر اُس احتجاج پر، جو اُن کی مرضی اور اجازت کے بغیر کیا جائے، بیرونی طاقتوں کی سازش ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔ جبکہ ہر کوئی جانتا ہے کہ درحقیقت یہ خود بیرونی طاقتوں کی پیداوار ہیں، جنہیں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ اور مومنین کے ساتھ جنگ، اور یہود اور استعماری کفار کے مفادات کے تحفظ کے لیے مسلمانوں پر ط کیا گیا۔

ان حکمرانوں نے فرعون کی یہ دونوں بُری خصلتیں اپنائیں، ان پر عمل کیا اور ان پر خوشیاں منائیں، مگر اُنہوں نے فرعون کے تیسرے معاملے سے سبق حاصل نہیں کیا، کہ کس طرح تاریخ نے فرعون کو بھلا دیا، ماسوائے کہ رہتی دنیا تک اُس پر لعنت کی جائے اور آخرت میں اس کے لیے دردناک عذاب ہو گا۔ اِن حکمرانوں نے ایک ظالم و جابر حکمران کے اختتام سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا، اور اپنے ظلم پر مسلسل قائم رہے۔ تو آج اُن میں سے ایک تو مفرور ہے، جو مسترد ہونے کے باعث گھبرا کر نکلا اور اپنا طیارہ لیے جگہ جگہ جائے پناہ تلاش کرتا رہا، اور ہر جگہ سے انکار کے بعد آخرکار ایک اور جابر کے در پر پہنچا، جس نے اُس کے لیے رہنے کا بندوبست کیا۔ اور ان میں سے ایک اور، آج بے یار و مددگار، ایک عدالت سے دوسری عدالت میں ویل چیئر پر دھکے کھا رہا ہے۔ اور آج وہ محکوموں کے لہجے میں جواب دیتا ہے، ''یس سَر''، جبکہ یہ تو وہ ہے جو محض اپنی انگلی کے اشارے سے اپنی مرضی کے لوگوں کا تعین کیا کرتا تھا۔ اور تیسرا جابر سمجھتا تھا کہ اُس سے بڑا کوئی نہیں ہے۔ اُس نے اپنے لوگوں کو بغیر کسی جرم کے قتل کیا، نہ صرف اچھے لوگوں کو بلکہ

سب سے متقی اور نیک لوگوں کو، اور اُنہیں گاڑیوں کے ساتھ باندھ کر سڑکوں پر گھسیٹا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے، اور اُن کے جسموں کو ٹکڑے ٹکڑے کروا دیا۔ وہ جابر آخر میں چھپکلی کی طرح سوراخ میں چھپتا پھرتا تھا اور اُسے چھپنے کے لیے بھی صرف گٹر کا پائپ ہی نصیب ہوا۔ وہ لوگوں کو چوہے کہا کرتا تھا اور آخر میں اُس کی موت خود ایک چوہے کی طرح ہوئی۔ چوتھا جابر حکم دیا کرتا تھا اور منع کیا کرتا تھا، مگر اُسی کو حکم دیا گیا اور منع کر دیا گیا۔ وہ ایک دن اپنے ملک میں تھا، پھر دو دن نجد میں رہا اور پھر پناہ کے لیے ملک سے ملک پھرتا رہا، یہاں تک کہ وہ عمان پہنچ گیا۔ پھر اُس نے اپنے آقا برطانیہ کا رُخ کیا، اور پھر جسمانی اور ذہنی علاج کے لیے واشنگٹن کی طرف بھاگا۔ قبل یہ کہ وہ اپنی جائیداد کے پاس واپس پہنچتا کہ جو اس نے لوٹ کھسوٹ کے ذریعے جمع کی تھی اور پاؤنڈوں کے وہ انبار جو اس نے اکٹھے کیے تھے!

اور پانچویں کی آنکھیں اور عقل ماؤف ہو چکی ہے، وہ اپنے گرد جابروں کا حشر دیکھ چکا ہے مگر پھر بھی معصوم مسلمانوں کے خون سے اُس کی پیاس بجھی نہیں، وہ قتل کر رہا ہے... اور قتل کر رہا ہے... اور قتل کر رہا ہے۔ شاید وہ مظاہرین کی شمع کو بجھانا چاہتا ہے، یہ بھولتے ہوئے یا پھر اپنے آپ کو جان بوجھ کر بھلاتے ہوئے، کہ اللہ کے اذن سے جلنے والی حق کی شمع جو ایک دفعہ روشن ہو چکی ہے، اب بجھنے والی نہیں ہے، یہاں تک کہ وہ اُسے ہی جلا دے گی، اور وہ ایک مغضوب اور لعنت زدہ کی حیثیت سے تاریخ کے کوڑا دان میں پھینکا جائے گا۔ بالکل اسی طرح جیسے اُس سے پہلے جابر حکمرانوں کے ساتھ ہو چکا ہے، اور اس طرح اللہ الشام کو اپنی اصل حیثیت کی طرف لوٹا دے گا جس کے بارے میں رسول ﷺ نے فرمایا: ((**الا ان عقر دار المومنين الشام**)) ''مومنین کا گھر الشام ہے'' (احمد)۔ جبکہ طبرانی نے روایت کیا: ((**عقر دار الاسلام بالشام**)) ''اسلام کے لیے ٹھکانہ الشام ہے''۔

معزز بھائیو! آپ نے خود اپنی آنکھوں اور کانوں سے مشاہدہ کیا کہ وہ جابر حکمران جن کے اقتدار کے خاتمے کے بارے میں لوگ گمان بھی نہیں کر سکتے تھے، اُمت نے اُنہیں اُکھاڑ باہر پھینکا۔ اور آپ نے اس بات کا بھی مشاہدہ کیا کہ وہ خوف کی دیوار کہ جس کے گرنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا، اُمت نے وہ دیوار گرا دی ہے۔ اس میں غور کرنے والے ہر شخص کے لیے مثال ہے کہ حالات کی تبدیلی ممکن ہے اور ظلم کے اندھیرے کا خاتمہ قریب ہے، خواہ اس کے لیے ایسی مسلسل جدوجہد کرنی پڑے جس میں جان و مال لٹائے جائیں اور آگ اور ریاستی طاقت کا مقابلہ کیا جائے۔

اُمت میں جابر حکمرانوں کے خوف کے خاتمے نے خیر کے کام کے لیے دروازے کھول دیے ہیں اور ہماری بھرپور کوشش ہونی چاہیے کہ ہم مضبوط اور سمجھدار سرگرمیوں کا انعقاد کرتے ہوئے اس خیر میں اضافہ کریں، تاکہ اُمت اپنے زخم کا علاج کرے اور اس خیر سے فائدہ اُٹھائے۔ وہ تحریک اور ''انقلابات'' جو ہم آج دیکھ رہے ہیں، جو بُو عزیزی کی خودکشی کے بعد اچانک شروع ہوئے، آگ کی طرح پھیل گئے، اور عالمی طاقتیں ان تحریکوں کی تیزی اور جوش پر حیران تھیں اور وہ ان ''انقلابات'' کے سامنے اپنے ایجنٹوں کو نہ بچا سکیں۔ اُنہوں نے اپنی تمام کوششیں اس بات پر صَرف کر دیں، کہ یہ تبدیلی صرف جابروں کے جانے تک ہی رُک جائے، اور اُن کے بچھائے ہوئے نظام کی بنیادوں کو بچا لیا جائے۔ مگر جب اُنہوں نے اس انقلاب میں مساجد سے شروع ہوتے مظاہرے دیکھے اور پھر سڑکوں پر ہزاروں مسلمانوں کو نمازیں پڑھتے دیکھا، تو وہ خوفزدہ ہو گئے کہ اُن کے نظام، اسلامی نظامِ حکومت سے تبدیل نہ ہو جائیں۔ چنانچہ اُنہوں نے دو ممکنہ منصوبوں پر عمل کرنا شروع کیا: اول: ان تبدیلی کے جذبات کو نام نہاد 'اعتدال پسند مسلمانوں' کی طرف سے گمراہی پر مبنی ایک مہم کے ذریعے ٹھنڈا کیا جائے۔ یہ نام نہاد 'اعتدال پسند مسلمان' سیکولر طبقے سے صرف اس حد تک مختلف ہیں کہ یہ اسلام کے حق میں زبانی بیانات دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان دونوں طبقوں میں کوئی خاص فرق نہیں۔ یقیناً، وہ ایک جمہوری ریاست کی طرف دعوت دے رہے ہیں، بالکل سیکولر طبقے کی طرح۔ دوم: کبھی خود اور کبھی اپنے ایجنٹوں کے ذریعے اُن لوگوں کے خلاف ایک سخت موقف اپنا کر اور اُن کو روک کر اور اُن پر تنقید کر کے، جو خلافت کے قیام کے ذریعے اسلام کے حقیقی نفاذ کی دعوت دے رہے ہیں، جس کا اللہ اور رسول ﷺ نے حکم دیا ہے۔

یہ ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ مگر ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اُمت کو آگاہ کریں، خاص طور پر ان تحریکوں کے قائدین کو، اور اُنہیں استعمار اور اُس کے ایجنٹوں کے اس زہر سے خبردار کریں۔ اُمت کو نام نہاد 'اعتدال پسند مسلمان' طبقے کی طرف سے گمراہی پر مبنی مہم سے خبردار کریں، جو وہ ایک جمہوری ریاست کے قیام کے لیے چلا رہے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ کامیاب ہو گئے، تو یہ تمام قربانیاں اور خون رائیگاں چلا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ، ہمیں پوری کوشش کرنی ہے کہ ان تحریکوں کی سمت درست تبدیلی کی طرف موڑی جائے، وہ تبدیلی جو اُن نظاموں، تصورات اور قوانین کو ختم کرے، جو مغرب کی غلامی کی اصل وجہ ہیں۔ وہ تبدیلی، جہاں اُمت اسلام کو ایک اسلامی ریاست، یعنی خلافت کی شکل میں نافذ کرے، اور اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ اور مومنین کو خوش کرے۔

اُمت میں اس تحریک کو صحیح رُخ دینا اور افواج سے نصرت طلب کرنا ہی درست تبدیلی کا ضامن ہے۔ نہ کہ عالمی تنظیموں اور استعماری قوتوں کو دعوت دینا یا عرب لیگ کے منصوبے یا عنان کے منصوبے یا استعماری طاقتوں خاص طور پر امریکہ کے گماشتوں کے دیگر منصوبوں یا پھر نوے دنوں کے اندر مبصر بھیجنے کے منصوبوں کی طرف بڑھنا، جیسا کہ 21 اپریل 2012 کی اقوامِ متحدہ سیکیورٹی کونسل کی قرارداد نمبر 2043 میں بیان کیا گیا ہے، اور ان مبصروں کی تعداد تناسب کے لحاظ سے اتنی بھی نہیں کہ جتنی ایک اہم فٹ بال میچ کے لیے تعینات کی جاتی ہے۔ اسی طرح وہ دھوکہ دہی جو کہ امریکہ کے سیکرٹری دفاع نے کانگریس کے سامنے کی جب اس نے 20 اپریل 2012 کو کہا: ''شام کا صدر ابھی بھی

عوام میں مقبول ہے اور شام کی فوج اس کی وفاداری کا دم بھرتی ہے...''۔ اور یہ سب اس ڈیڈ لائن سے قبل ہو رہا ہے تا کہ شامی حکومت مزید خونریزی کر سکے اور عوام پر ظلم ڈھا سکے اور امریکہ کو اِس بات کے لیے وقت مل سکے کہ وہ اپنے موجودہ ایجنٹ بشار الاسد کی جگہ نیا ایجنٹ لا سکے، کیونکہ اب بشار امریکہ کے مفادات کا مزید تحفظ کرنے کے قابل نہیں رہا۔

یہ سب منصوبے بھوکوں کا پیٹ بھرنے کے لیے نہیں بلکہ یہ وہ زہر ہے جو درست تبدیلی کی راہ کو روکنے کے لیے ہے، بلکہ تباہی اور ایک خوفناک تبدیلی کو یقینی بنانے کے لیے ہے۔ ان منصوبوں میں اس حکومت سے مذاکرات کی بات کی گئی ہے جو مسلمانوں کے خون کی پیاسی ہے۔ ایک قاتل سفاک اور بھیڑیا نما حکومت سے مذاکرات کس طرح ہو سکتے ہیں؟! امریکہ اور مغرب اس امت کے خیر خواہ ہرگز نہیں کیونکہ یہی تو وہ استعماری طاقتیں ہیں جنہوں نے اسلامی ریاستِ خلافت کے خلاف سازشیں کیں اور اسلامی سرزمین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا حتیٰ کہ ان کے درمیان سفر کرنے کو بھی ناممکن بنا دیا، اگرچہ یہ سب ایک ہی سرزمین ہے۔ اور یہ یہی استعماری طاقتیں تھیں کہ جنہوں نے یہ جابرانہ نظام ان علاقوں پر مسلط کیا۔ پس امت پر لازم ہے کہ وہ صرف اپنی طاقت پر اعتماد کرے اور ان ممالک اور ان کے ایجنٹوں اور ان کے منصوبوں سے خبردار رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ج قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾ ''یہی دشمن ہیں، پس ان سے خبردار رہو۔ اللہ انہیں ہلاک کرے کس طرح یہ حق کو جھٹلاتے ہیں'' (المنافقون: 4)۔

آخر میں، میں آپ کی اس کانفرنس ''اُمت کا انقلاب...اور اسلامی حکمرانی کی واپسی، انشاء اللہ'' کا آغاز کرتا ہوں، اور اللہ سے کامیابی اور خیر کی دعا کرتا ہوں۔ ہماری آخری دعا یہی ہے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بقیہ: غذائی اجناس کی مہنگائی وقلت

چوتھی بڑی زرعی زمین ہے اور گرم پانی تک رسائی کے لئے بندرگاہیں موجود ہیں۔ یہ تمام وسائل اکٹھے، نہ برطانیہ کے پاس ہیں، نہ فرانس کے پاس ہیں، نہ چین کے پاس نہ روس کے پاس، نہ سوئٹزرلینڈ کے پاس نہ جرمنی کے پاس۔ اور اس سب کے باوجود حکمران ہمیں یہ کہتے ہیں کہ ہم غریب ہیں، بھکاری ہیں۔ اس سب کے باوجود یہ غدار حکمران I.M.F اور ورلڈ بنک سے قرضے لیتے ہیں اور اس ملک کو تباہ کرنے کی شرطیں مانتے ہیں۔

صرف خلافت کے ذریعے شریعت کا نفاذ ہی آج پاکستان کو ان مصائب ومشکلات سے نجات دلا سکتا ہے۔ آج ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم خلافت کے قیام کی جدوجہد کا عملی حصہ بنیں، تا کہ ہم اللہ کی پاک شریعت کی برکات کو اس دنیا میں حاصل کریں اور آخرت میں اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کریں۔

آخر میں دو آیات کا حوالہ دیتا ہوں، جو ایک طرف اللہ تعالیٰ کی شریعت نافذ کرنے کی برکات بیان کر رہی ہیں، اور دوسری طرف اللہ کی شریعت کو پس پشت ڈالنے پر اللہ کے غضب کا تذکرہ کر رہی ہیں۔

﴿ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكاً (طه:۱۲۴) ﴾

''اور جو کوئی میرے ذکر سے روگردانی کرے گا، اس کی زندگی میں تنگی رہے گی''

﴿ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُواْ التَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيهِم مِّن رَّبِّهِمْ لأَكَلُواْ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم ﴾

''اور اگر یہ لوگ تورات وانجیل اور ان کی جانب جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل فرمایا گیا ہے، ان کے پورے پابند رہتے، تو ان کے اوپر سے برستا اور نیچے سے اُبلتا''

بقیہ: جنرل کیانی کے نام کھلا خط

وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۙ جَهَنَّمَ ج يَصْلَوْنَهَا ط وَ بِئْسَ الْقَرَارُ﴾

''کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ کے احسان کو ناشکری میں بدل دیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر پہنچا دیا۔ یہ لوگ جہنم میں جلیں گے اور یہ رہنے کے لیے کیا ہی بری جگہ ہے'' (ابراھیم: 29-28)

پس ہم آپ سے یہ کہتے ہیں کہ آپ ان تمام جرائم پر توبہ کریں جو آپ سے اپنے دورِ حکومت میں اب تک سرزد ہوئے ہیں اور اللہ سے اُن قبیح اعمال پر معافی طلب کریں جو آپ نے سرانجام دیے ہیں۔ اپنے گناہوں کے کفارے کے طور پر آپ کم سے کم جو کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ حکمرانی کو مخلص اور قابل سیاست دانوں کے لیے خالی کر دیں جو اسلامی نظامِ خلافت کو نافذ کریں۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو ریاستِ خلافت کے قیام کے بعد امت کے ہاتھوں ذلت آپ کا مقدر بنے گی، وہ خلافت کہ اللہ کے اذن سے جس کا قیام اب نزدیک آن پہنچا ہے۔ اور آخرت کی سزا تو اس سے کہیں شدید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ط اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ج وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ﴾

''اور مت خیال کرنا کہ یہ ظالم جو عمل کر رہے ہیں اللہ ان سے بے خبر ہے۔ وہ ان کو اُس دن تک مہلت دے رہا ہے جب آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی (اور لوگ) سر اوپر اٹھائے دوڑ رہے ہوں گے، خود اپنی طرف بھی ان کی نگاہیں لوٹ نہ سکیں گی اور اُن کے دل (خوف کے مارے) ہوا ہو رہے ہوں گے'' (ابراھیم: 43-42)

18 مئی 2012ء — حزب التحریر
27 جمادی الثانی 1433ھ — ولایہ پاکستان

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَإِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾ (طٰہٰ:124)

''اور جو کوئی میرے ذکر (قرآن) سے روگردانی کرے گا، اس کی معیشت تنگ رہے گی''

اس سال بجٹ مئی 2012ء کے آخر میں متوقع ہے، جس کے بارے میں 8 فروری 2012ء کو صدارتی ترجمان فرحت اللہ بابر نے کہا: ''عام آدمی کو سہولیات مہیا کرنے کیلئے پالیسی میں ایک مکمل تبدیلی کی ضرورت ہے''۔ بے شک ان مصنوعی جملوں کی پاکستان کے مسلمانوں کی نظر میں کوئی وقعت نہیں، لیکن محض یہ جان لینا کافی نہیں کہ ان حکمرانوں کو پاکستان کے عوام کی کوئی پرواہ نہیں، بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کے مسلمان اس بات کو ذہن نشین کرلیں کہ جب تک پاکستان میں سرمایہ دارانہ معاشی نظام نافذ ہے، کوئی بھی حکومت معاشی خوشحالی تو درکنار معمولی سا ریلیف بھی فراہم نہیں کرسکتی خواہ اگلے ساٹھ سالوں میں کتنی ہی حکومتیں تبدیل ہوجائیں۔

جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے، اقتدار میں آنے والے ہر حکمران نے سرمایہ دارانہ استحصالی نظام ہی کو نافذ کیا ہے، جس کا فائدہ محض مغربی استعمار اور سیاسی و عسکری قیادت میں موجود غدار ہی اُٹھاتے رہے ہیں۔ اِس استحصالی سرمایہ دارانہ نظام کی بدولت یہ غدار اور ان کے مغربی آقا گزشتہ کئی دہائیوں میں امت کے کھربوں ڈالر لوٹ چکے ہیں، کیونکہ یہ نظام دولت کو چند ہاتھوں میں جمع کرتا ہے، جیسا کہ ہم آج مغربی اقوام سمیت پوری دنیا میں اس بات کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ لوٹی ہوئی یہ دولت پاکستان کے عوام کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے اور پاکستان کو بیرونی قرضوں کی لعنت سے نجات دلانے کے لیے کافی ہے۔ اور جہاں تک مستقبل کا تعلق ہے، تو آئندہ کے حکمران واشنگٹن کی آشیرباد سے آئیں یا پھر لندن کی، الیکشن کے ذریعے سیاسی قیادت کی تبدیلی ہو یا ریٹائرمنٹ و پروموشن کی صورت میں عسکری قیادت کی تبدیلی، عوام کی مشکلات میں اضافہ ہی ہوگا کیونکہ یہ حکمران کفریہ سرمایہ دارانہ نظام ہی نافذ کریں گے۔ مسلمان خوشحالی اور ترقی کرتی ہوئی معیشت صرف اس وقت ہی دیکھ سکیں گے، جب حزب التحریر کے باخبر اور مخلص سیاستدان، فوج میں موجود مخلص افسران سے نُصرۃ حاصل کر کے قیامِ خلافت کے ذریعے اسلام کا معاشی نظام نافذ کریں گے۔

اے مسلمانانِ پاکستان! موجودہ نظام میں آپ کبھی بھی بجلی، گیس، پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں کمی نہیں دیکھ پائیں گے۔ کیونکہ سرمایہ دارانہ نظام میں ان عوامی وسائل کو نجکاری (Privatisation) کے ذریعے چند سرمایہ داروں (غداروں اور ان کے حواریوں) کے حوالے کر دیا جاتا ہے، جو اپنے ذاتی مفاد کے لیے ان وسائل کا استحصال کرتے ہیں، جبکہ ان وسائل کی بے پناہ مالیت پورے معاشرے میں خوشحالی لاسکتی ہے۔ اس پالیسی کی بدولت گزشتہ چند سالوں میں بجلی کی قیمت میں کئی گناہ اضافہ ہو چکا ہے، انڈسٹری تباہ ہو رہی ہے اور بے روزگاری میں بے پناہ اضافے کی وجہ سے لاکھوں نوجوان ناامیدی کے عالم میں سڑکوں پر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ آپ لوگ سستی توانائی کی دستیابی کے نتیجے میں معاشی خوشحالی کا مشاہدہ صرف اسی وقت کریں گے، جب حزب التحریر خلافت قائم کرے گی۔ کیونکہ خلافت کے نظام میں عوامی اثاثہ جات نہ تو پرائیویٹ ہاتھوں میں دیے جاسکتے ہیں اور نہ ہی حکومت انہیں ریاستی ملکیت بنا سکتی ہے، حقیقت میں عوام ہی ان اثاثوں کے مالک ہوتے ہیں، اور حکومت محض عوام کی طرف سے ان کے انتظام اور دیکھ بھال کا اختیار رکھتی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا: ((اَلْمُسْلِمُوْنَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ اَلْمَاءِ وَالْكَلَاءِ وَالنَّارِ)) ''مسلمان تین چیزوں میں برابر کے شریک ہیں، پانی، چراگاہیں اور آگ''۔ اور آگ میں تیل، گیس اور بجلی بھی شامل ہیں۔

چنانچہ خلافت میں توانائی کے تمام ذرائع، یعنی تیل اور گیس کے کنویں، کوئلے کی کانیں اور بجلی پیدا کرنے کے کارخانوں کی نج کاری ہرگز نہیں کی جائے گی۔ خلافت ان وسائل کو ریاستی منافع کے لیے کبھی استعمال نہیں کرے گی، بلکہ یہ یقینی بنایا جائے گا کہ پورا معاشرہ اس کا فائدہ حاصل کرے۔ پس اسلام کے اس حکم کے نفاذ سے تیل اور بجلی کے نرخوں میں خاطر خواہ کمی آئے گی، اور نہ صرف عوام سکھ کا سانس لیں گے بلکہ تباہ شدہ انڈسٹری اور زراعت کے شعبوں کو نئی زندگی بھی ملے گی۔ اسلام، حلومت پر یہ بھی لازم قرار دیتا ہے کہ عوامی وسائل کی برآمد سے حاصل ہونے والے سرمائے کو خلافت کے ہر شہری پر اسکے رنگ، نسل، زبان، جنس اور مذہب سے بالاتر ہو کر خرچ کیا جائے۔ اور جیسا کہ حزب التحریر کی تمام تر دعوت کے نتیجے میں آپ لوگ یہ جان چکے ہیں کہ صرف حزب التحریر ہی وہ جماعت ہے جو ان معاملات سے مکمل طور پر آگاہ ہے، اور انہیں نافذ کرنے میں سنجیدہ اور مخلص ہے۔

اے مسلمانانِ پاکستان! موجودہ نظام میں آپ کبھی بھی کمر توڑ ٹیکسوں سے جان نہیں چھڑا سکیں گے۔ کیونکہ سرمایہ دارانہ نظام میں حکمران کے پاس جب چاہے اور جیسے چاہے ٹیکس لگانے کا ظالمانہ اختیار ہوتا ہے۔ پچھلے ساٹھ سالوں میں عسکری و سیاسی قیادت میں موجود استعمار کے ایجنٹ حکمران ٹیکسوں کو مسلسل بڑھاتے ہوئے اس انتہا تک لے آئے ہیں کہ اسوقت 'جی ایس ٹی' اور دوسرے بلواسطہ (indirect) ٹیکس حکومتی آمدن کے 50 فی صد سے تجاوز کر چکے ہیں، جس کے نتیجے میں کروڑوں عوام شدید غربت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ آپ کو ان ظالمانہ ٹیکسوں سے صرف اسوقت نجات ملے گی جب حزب التحریر خلافت کا نفاذ کرے گی۔ کیونکہ خلافت رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کو

نافذ کرے گی: ﴿ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ صَاحِبُ مَکْسٍ ﴾ ٹیکس لینے والے جنت میں نہیں جائے گا (مسند احمد)۔

خلافت عوام پر اپنی مرضی یا ورلڈ بنک اور IMF کے اصرار پر ٹیکس لگانے کی مجاز ہی نہیں ہے۔ خلافت کے سرکاری خزا نے کے محصولات صرف وہی ہیں جن کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اسلام میں عوام کی انفرادی ملکیت کی حرمت ہے اور ریاست ٹیکس کے نام پر عوام کی جیبوں پر ڈاکہ نہیں ڈال سکتی۔ یہ صرف اللہ ہی کا اختیار ہے کہ وہ یہ طے کرے کہ کون سے محصولات جائز ہیں اور کون انہیں ادا کرے گا۔ اسلام میں محصولات کا منفرد نظام ہے جس کے ذریعے ریاست لوگوں پر ظلم کئے بغیر، ان کی دیکھ بھال کرنے کے لئے سرمایہ اکٹھا کرے گی۔ ان محصولات میں زرعی پیداوار پر عائد ہونے والا عشر اور خراج اور صنعتی پیداوار پر لاگو ہونے والی زکوٰۃ اور عوامی ملکیت جیسا کہ تیل، گیس، سونے اور تانبے سے حاصل ہونے والی آمدن وغیرہ شامل ہیں۔ اور جیسا کہ آپ لوگ اب تک جان چکے ہیں کہ صرف حزب التحریر ہی وہ جماعت ہے جو ان معاملات سے مکمل طور پر آگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کو نافذ کرنے میں بھی سنجیدہ اور مخلص ہے۔

اے مسلمانانِ پاکستان! آپ موجودہ نظام میں کبھی بھی لباس، خوراک اور رہائش حاصل کرنے کی مشکل کو آسان ہوتا نہیں دیکھ سکیں گے۔ کیونکہ موجودہ حکمران سرمایہ دارانہ پالیسی کے مطابق محض کاغذی کرنسی (Fiat Currency) جاری کرتے ہیں جس کی بنیاد کسی حقیقی دولت پر نہیں ہے، اور حکومت کی طرف سے زیادہ سے زیادہ کاغذی نوٹ چھاپنے کی وجہ سے آپ کی جیبوں میں موجود روپے کی قدر میں مسلسل کمی واقع ہو رہی ہے اور مہنگائی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ وہ ایک روپیہ کہ جس سے، برصغیر پر انگریز کے قبضہ سے قبل، ایک تولہ چاندی خریدی جاسکتی تھی، آج سرمایہ دارانہ نظام کے دوسو سال کے نفاذ کے بعد اسی ایک روپیہ کی قیمت ایک تولہ چاندی کے نوسوویں حصے سے بھی کم ہو چکی ہے۔ اور اس کفریہ نظام کے نفاذ کے ہر مہینے کے ساتھ اس کی قیمت اور قوتِ خرید میں کمی واقع ہوتی جارہی ہے۔ جب حزب التحریر خلافت کا نفاذ کرے گی، تب ہی لوگوں کو اس بڑھتی ہوئی مہنگائی سے نجات ملے گی کیونکہ اسلام ہر سکے اور نوٹ کو سونے اور چاندی سے منسلک کرنے کو فرض قرار دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ سونے کے دینار کا وزن 4.25 گرام ہو اور چاندی کے درہم کا وزن 2.975 گرام ہو اور سونے اور چاندی کو کرنسی کے طور پر اختیار کیا جائے۔ اسی حکم کے نفاذ کی بدولت خلافت میں ایک ہزار سال سے زائد عرصہ تک اشیاء کی قیمتیں متوازن رہیں۔ اور جیسا کہ حزب التحریر کی تمام تر دعوت کے نتیجے میں آپ لوگ جان چکے ہیں کہ صرف حزب التحریر ہی وہ جماعت ہے جو ان معاملات سے مکمل طور پر آگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کو نافذ کرنے میں بھی مخلص اور سنجیدہ ہے۔

اے مسلمانانِ پاکستان! موجودہ نظام کبھی بھی بیروزگاری کی پریشانی اور ناامیدی کا خاتمہ نہیں کرسکتا۔ پاکستان کی آبادی کا بیشتر حصہ دیہاتوں میں آباد ہے اور زرخیز زرعی وسائل سے مالا مال ہے، مگر موجودہ استعماری نظام میں کسان اپنی زمین کے اصل مالک نہیں ہیں بلکہ زمین کے مالکان کو کاشت کاری کا کرایہ ادا کرتے ہیں، یوں زمین کی ملکیت کو زمین کی پیداوار سے جدا کر دیا گیا ہے۔ اپنی ضروریات کی وجہ سے غریب کسانوں کو مجبوراً روزگار کے لیے شہروں کا رخ کرنا پڑتا ہے۔ جب خلافت قائم ہوگی، تو آپ زرعی پیداوار میں یکدم بے پناہ اضافہ دیکھیں گے۔ کیونکہ اسلام زمین کی ملکیت کو اس کی کاشت سے منسلک کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿ مَنْ أَعْمَرَ أَرْضاً لَیْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ ﴾ "جس کسی نے ایسی زمین کو کاشت کیا جو کسی کی ملکیت میں نہیں، تو وہ اُس کا زیادہ حقدار ہے"۔

اسلام نے یہ حکم بھی دیا ہے کہ اگر کوئی زمین لگاتار تین سال تک کاشت نہ کی جائے، تو اُسے مالک سے واپس لے لیا جائے۔ عمر بن الخطابؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: (من احیا ارضا میتة فھی لہ، و لیس لمحتجر حق بعد ثلاث سنین) "جس نے بنجر زمین کو آباد کیا وہ اسی کی ہے اور تین سال کے بعد حد بندی کرنے والے کا کوئی حق نہیں" (کتاب الخراج)۔ اس حکم کی بدولت زمیندار اپنی زرعی زمین کو مکمل استعمال میں لائیں گے جس کے نتیجے میں پیداوار میں اضافہ ہوگا۔ دوسری طرف خلافت ایسے لوگوں کو قرض اور عطیات فراہم کرے گی، جو بنجر زمین کو کاشت کریں گے۔ علاوہ ازیں اسلام کے حکم کے مطابق محض بنجر زمین کو کاشت کرنا ہی ان لوگوں کو اس زمین کا مالک بنا دے گا۔ اِس طرح صرف چند مہینوں میں زمین کی کاشت میں اضافہ ہوگا اور دیہات کے عوام کی زندگی میں بہتری آئے گی۔ اور جیسا کہ آپ لوگ اب تک جان چکے ہیں کہ صرف حزب التحریر ہی وہ جماعت ہے جو ان معاملات سے مکمل طور پر آگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کو نافذ کرنے میں بھی سنجیدہ ہے۔

اے مسلمانانِ پاکستان! آج ایک ایسے دور میں جب دنیا سرمایہ دارانہ نظام کی ناانصافی کو مسترد کر چکی ہے، ہم آپ کے سامنے اسلام کے اقتصادی نظام کے چند بابرکت احکامات کو بیان کر رہے ہیں، جنہیں نافذ کرنے کا حزب التحریر نے عہد کر رکھا ہے اور انشاءاللہ آپ جلد ہی انہیں خلافت کی شکل میں عملی طور پر دیکھ سکیں گے۔ پس آپ حزب التحریر کے باخبر اور مخلص سیاستدانوں کے گرد جمع ہو جائیں اور افواجِ پاکستان میں موجود اپنے والدوں، بھائیوں اور بیٹوں سے مطالبہ کریں کہ وہ خلافت کے فوراً نفاذ کے لیے حزب التحریر کو نُصرۃ فراہم کریں۔ صرف اسی صورت میں ہی اسلامی سرزمین کے تیل، گیس، سونے اور زرعی وسائل، ایک مضبوط اقتصادی انقلاب کے لیے ایندھن کا کام انجام دیتے ہوئے خلافت کو معاشی طور پر مضبوط ترین ملک بننے میں مدد فراہم کریں گے، جیسا کہ ماضی میں خلافت ایک ہزار سال تک دنیا کی واحد سپر پاور رہ چکی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ ﴾
"تاکہ وہ (مال) تمہارے دولت مندوں میں ہی گردش کرتا نہ رہ جائے" (الحشر 59:7)

30 مارچ، 2012	حزب التحریر
7 جمادی الاول، 1433ھ	ولایہ پاکستان

□□□

حزب التحریر سے متعلق عام طور پر پوچھے جانے والے سوالات اور اُن کے جوابات

ا۔ حزب سے متعلق:

سوال: حزب التحریر کیا ہے؟

جواب: حزب التحریر ایک عالمی اسلامی سیاسی جماعت ہے جو ۱۹۵۳ء میں مشہور سکالر، مفکر، قابل سیاستدان اور القدس (یروشلم) میں شریعہ اپیلٹ کورٹ کے جج شیخ تقی الدین النبھانی نے قائم کی۔

اسلامی دنیا میں حزب التحریر معاشرے کے ہر گوشے میں کام کرتی ہے تاکہ مسلمان ایک خلافت کے سائے تلے اسلامی طرز زندگی کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ اور اسلام کا پیغام ساری دنیا تک پہنچاسکیں۔

سوال: کیا حزب التحریر ایک تحریری یا علمی جماعت ہے؟

جواب: جی نہیں۔ حزب التحریر کوئی روحانی، علمی، تعلیمی یا خیراتی جماعت نہیں، بلکہ یہ ایک سیاسی جماعت ہے۔ اگرچہ حزب امت کے اندر لیفلٹس تقسیم کرتی ہے لیکن اس کا مقصد بھی صرف لوگوں کی آگاہی نہیں ہے بلکہ اس آگاہی کے ذریعے سیاسی و فکری جدوجہد ہے۔ مزید برآں حزب کے سیاسی اعمال میں ریلیاں، پبلک میٹنگز، عوامی رابطہ مہم اور اس جیسے دوسرے اسالیب شامل ہیں۔

جہاں تک حزب التحریر کے نام کا تعلق ہے تو اس کا مطلب "تحریری جماعت" ہرگز نہیں بلکہ "حزب التحریر" عربی زبان کے الفاظ ہیں جن کا مطلب "حریت والی جماعت" یا Party of Liberation ہے۔ یعنی یہ ایک ایسی جماعت ہے جو کفریہ نظاموں اور مغربی ایجنٹ حکمرانوں سے نجات دلانے کے لیے کام کررہی ہے۔

سوال: حزب التحریر اپنے آپ کو "اسلامی سیاسی جماعت" کیوں کہتی ہے؟

جواب: سیکولر روایات کے برخلاف، اسلام میں دین اور سیاست جدا جدا نہیں۔ حزب التحریر جو اعمال کرتی ہے وہ سیاسی اعمال ہیں۔ اسلام کی تعریف کے مطابق سیاست لوگوں کے امور کا اسلام کے ذریعے دیکھ بھال کا نام ہے۔ حزب التحریر کے اعمال سیاسی ہیں کیونکہ حزب لوگوں کے مفادات کا تحفظ اللہ کے دیئے ہوئے معالجات (solutions) سے کرتی ہے۔ اس لئے ہم اپنے آپ کو اسلامی سیاسی جماعت گردانتے ہیں۔

سوال: حزب التحریر کا خلافت لانے کا طریقہ کار کیا ہے؟

جواب: حزب رسول اللہ ﷺ کے ۱۳ سالہ مکی دور سے اپنا طریقہ کار اخذ کرتی ہے جس کے نتیجہ میں مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست قائم ہوئی۔ حزب اس طریقہ کار کو شرعی طور پر فرض گردانتی ہے۔ اس منہج میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی جدوجہد کو صرف فکری اور سیاسی جدوجہد تک محدود رکھا۔ اور کسی تشدد اور ہتھیار کے بغیر مدینہ میں ریاست قائم کی۔ انہوں نے اس وقت کے باطل افکار اور نظام کے خلاف فکری اور سیاسی جدوجہد کی تاکہ اسلام کے لئے رائے عامہ تیار کی جاسکے۔ مکی دور میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ پر بدترین مظالم، بائیکاٹ اور تشدد کے باوجود کبھی بھی تشدد کا راستہ اختیار نہیں کیا گیا۔

ہم انتہائی سختی کے ساتھ اسی منہج پر کاربند ہیں کیونکہ نہ صرف ہم شرعی طور پر اس کے پابند ہیں بلکہ درحقیقت ایک نظام اس کے بغیر تبدیل کیا ہی نہیں جاسکتا جب تک سیاسی اور فکری طور پر عوام کو ایک دوسرے نظام کے لئے تیار نہ کیا جائے۔ اس لئے حزب التحریر اسلامی افکار معاشرے میں پھیلانے میں انتہائی سرگرم ہے اور انتہائی جراءت کے ساتھ موجودہ کفریہ افکار کو چیلنج کرتی ہے۔

حزب اسلام کو ایک مکمل طرز زندگی کے طور پر پیش کرتی ہے جو لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ حزب سیاسی واقعات پر اپنی رائے اور اسلامی نقطہ نظر سے اپنا تجزیہ شائع کرتی رہتی ہے۔ حزب اپنے افکار عوام الناس میں پھیلانے کے لئے سٹڈی سرکل، لیکچرز، سیمینار، پمفلٹ کی تقسیم، کتابیں چھاپنا اور انٹرنیٹ وغیرہ جیسے تمام اسلوب استعمال کرتی ہے۔

سیاسی اور فکری جدوجہد کے ساتھ ساتھ حزب رسول اللہ ﷺ کے منہج پر چلتے ہوئے خلافت کو قائم کرنے کے لیے اہلِ نصرۃ (وہ لوگ جن کے پاس قوت نافذہ موجود ہو) سے مدد طلب کرتی ہے۔ اہلِ نصرہ مسلم ممالک کی افواج ہیں اور حزب کا ان سے مطالبہ ہے کہ وہ اپنی شرعی ذمے داری پوری کرتے ہوئے موجودہ نظاموں کو اکھاڑ پھینکیں اور اقتدار موجودہ حکمرانوں سے لے کر حزب کے حوالے کریں تاکہ حزب خلافت کو قائم کرے۔ حزب کے طریقہ کار کی مزید تفصیلات ہماری کتاب "تبدیلی لانے کیلئے حزب التحریر کا منہج" میں درج ہیں۔

سوال: حزب التحریر کہاں کام کرتی ہے؟

جواب: حزب مشرق وسطی، وسطی ایشیاء، برصغیر پاک و ہند، انڈونیشیا، ملائیشیا، افریقہ کے ممالک، یورپ، امریکہ اور آسٹریلیا سمیت 40 سے زیادہ ممالک میں سرگرم عمل ہے۔

سوال: آخر حزب التحریر اتنے ممالک میں کالعدم کیوں ہے؟

جواب: حزب التحریر اپنی سیاسی سرگرمیوں کے لحاظ سے مسلمان دنیا میں پہلی صفوں میں ہے۔ حزب نے جابر مسلمان حکمرانوں کو انتہائی جراءت سے احتساب کی غرض سے چیلنج کیا ہے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فرض ادا کیا ہے۔ اگرچہ ہمارا چیلنج فکری اور سیاسی نوعیت کا ہے لیکن ان حکمرانوں کا جواب ہمیں پابندیوں جیلوں اور تشدد کی شکل میں ملا ہے کیونکہ ان حکمرانوں کے پاس اپنی کوئی

فکر نہیں۔ یہ حکومتیں کسی قسم کی اپوزیشن یا اختلاف رائے برداشت نہیں کرتیں۔ لیکن ان سب کے باوجود حزب اپنے افکار اور خیالات معاشرے میں کامیابی سے پہنچا رہی ہے جس کی وجہ سے حزب کو مصائب کا بھی سامنا ہے۔ حزب ان غدار حکمرانوں کے ساتھ کسی قسم کے ''خفیہ تعاون'' کی قائل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حزب التحریر اتنے ممالک میں کالعدم قرار دی گئی ہے۔

سوال: حزب التحریر اپنے فنڈ کہاں سے حاصل کرتی ہے؟

جواب: حزب التحریر اپنے اخراجات اپنے ممبران سے حاصل کرتی ہے اور کسی بھی حکومتی ادارے یا حکومت سے کوئی فنڈ قبول نہیں کرتی۔ چونکہ حزب کا بنیادی کام افکار پھیلانا ہے اس لئے ہمارا خرچہ انتہائی معمولی ہے۔ اسی طرح حزب جمہوری الیکشن میں حصہ نہیں لیتی نتیجتاً اسے الیکشن لڑنے کیلئے بھی کروڑوں روپے نہیں چاہیے۔

سوال: حزب التحریر کا امیر کون ہے اور وہ کہاں ہوتے ہیں؟

جواب: حزب التحریر کے عالمی لیڈر شیخ عطاء بن خلیل ابورشتہ ہیں اور وہ اسلامی دنیا میں ہوتے ہیں۔ وہ بے شمار اسلامی سیاسی وقانونی کتابوں کے مصنف ہیں اور اس سے پہلے اردن میں پارٹی کے نامزد ترجمان رہ چکے ہیں اپنی ترجمانی کے دور میں اردن میں انہیں کئی سالوں کیلئے قید بھی رکھا گیا۔ جس کے دوران ایمنسٹی انٹرنیشنل نے انہیں ''ضمیر کا قیدی'' قرار دیا۔ پارٹی کی امارت کے بعد انہوں نے یمن اور پاکستان میں قومی کانفرنسوں میں خطاب بھی کیا ،اس کے علاوہ پارٹی کی ویب سائٹ www.hizb-ut-tahrir.info پر باقاعدگی سے ان کے خطاب آتے رہتے ہیں۔

سوال: کیا حزب التحریر ''انڈر گراؤنڈ'' جماعت ہے؟

جواب: حزب التحریر ایک سیاسی جماعت ہے اور ایک سیاسی جماعت انڈر گراؤنڈ رہ کر اپنی جدوجہد کر ہی نہیں سکتی۔ حزب التحریر کے تمام ممبران کھلے عام امت میں دعوت کرتے ہیں، پمفلٹ تقسیم کرتے ہیں اور مظاہرے، تقریریں، سیمینار، سٹڈی سرکل اور فورمز کا انعقاد کرتے ہیں۔ حزب التحریر کے نامزد ترجمانوں کا ہونا بذات خود اس کے انڈر گراؤنڈ نہ ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن تقریباً تمام اسلامی ممالک میں حکمران، حزب التحریر کی سیاسی سرگرمیوں کو میڈیا پر آنے سے روکتے ہوئے حزب التحریر کا ''میڈیا بلیک آؤٹ'' کیے ہوئے ہیں۔

سوال: حزب التحریر میں کیسے شامل ہوا جا سکتا ہے؟

جواب: حزب کی ممبر شپ ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے کھلی ہے خواہ اس کا تعلق کسی بھی ملک، فقہ، زبان یا قومیت سے ہو کیونکہ حزب انہیں صرف مسلمان کی حیثیت سے دیکھتی ہے۔ کوئی شخص حزب کا ممبر حزب کے نظریات کو پڑھ، سمجھ اور اپنا کر ہی بن سکتا ہے جب وہ اس پر غور وفکر کرکے اس کو اپنے نظریات بنالے۔ حزب کے ساتھ شامل ہونے کے لیے حزب کے سٹڈی سرکل میں حزب کے افکار کو سمجھا جا سکتا ہے۔

۲) حزب التحریر کے نظریات سے متعلق:

سوال: جمہوریت کے بارے میں حزب کی رائے کیا ہے؟

جواب: اسلام کا حکومتی نظام، خلافت، حکمران کے احتساب کی نہ صرف اجازت دیتا ہے بلکہ اسے مسلمانوں پر فرض گردانتا ہے۔ اس میں الیکشن، مشورہ اور نمائندگی کے لوازمات بھی موجود ہیں۔ تاہم اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وڈیروں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی خاطر حکومتی پالیسیاں بنائی جائیں جو دنیا کے ہر ملک میں جمہوریت کا خاصہ ہے کیونکہ جمہوریت میں اختیار اعلیٰ کا مالک انسان ہوتا ہے۔ یہاں پر یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ شرعی نصوص کو موڑ تروڑ کر جمہوریت کے ساتھ اسلامی کا سابقہ لگا کر جمہوریت کو اسلامی قرار دینا اسلام سے ایک بھونڈے مذاق اور اسلام کی توہین سے کم نہیں۔ اسلام کا کفریہ جمہوریت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں جو دین کے دنیا سے الگ ہونے کی نظریئے (سیکولرزم) کی بنیاد پر بنائی گئی ہے۔ اسلام اور سیکولرزم دو بالکل مختلف بنیادوں پر قائم دو مختلف نظام حیات ہیں۔ پس جہاں سرمایہ داری سیکولر نظام اختیار اعلیٰ انسان کو تفویض کرتا ہے وہاں اسلام اختیار اعلیٰ اللہ کے سپرد کرتا ہے اور قانون سازی کا اختیار (الحاکم) صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ہے۔ خلیفہ صرف اللہ کے احکامات نافذ کرنے کا پابند ہوتا ہے اور ان پر کوئی ووٹنگ، مشورہ یا بحث ومباحثہ نہیں کیا جاتا۔

جمہوریت میں قانون سازی کا اختیار انسان کے ہاتھ میں ہونا ہی استعمار کیلئے اثر ورسوخ کا راستہ کھول دیتا ہے جہاں تمام قانون سازی ہمیشہ امراء کے ایک خاص طبقے کیلئے کی جاتی ہے اور اس امر میں تمام جمہوریت اور آمریت پر مبنی ممالک یکساں ہیں۔

سوال: 1973ء کے آئین کے بارے میں حزب کی رائے کیا ہے؟

جواب: اگرچہ اس پر اسلام کا چھڑکاؤ کرکے اس کی اصل شکل کو چھپانے کی کوشش کی گئی ہے مگر 1973ء کا آئین اپنی اصل میں ایک سیکولر آئین ہے۔

اولاً، 1973ء کا آئین اپنے دیباچہ کے پہلے جملے میں تو اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات کو گردانتا ہے مگر دوسرے ہی جملے میں یہ اقتدارِ اعلیٰ واپس انسانوں کو لوٹا دیتا ہے، یہ کہتے ہوئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنا اقتدار اعلیٰ کا حق انسان کو بطور امانت سونپ دیا، جس کی اسلام میں کوئی دلیل نہیں ملتی۔ بلکہ اس کے بالکل برعکس اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو خود قرآن میں یہ فرماتا ہے کہ: ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ ''فیصلہ (قانون بنانے) کا سارا اختیار اللہ ہی کو ہے''۔ (سورۃ الانعام:57) مزید براں، جمہوریت کو پاکستان کا نظام قرار دے کر اس آئین نے اقتدارِ اعلیٰ عملی طور پر بھی انسانوں کے نمائندوں کے حوالے کر دیا ہے۔

ثانیاً، جہاں تک آئین کی اُن چند ''اسلامی شقوں'' کی بات ہے کہ جس میں یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ پاکستان کا کوئی بھی قانون قرآن وسنت کی تعلیمات کے منافی نہیں بنایا جائے گا، یہ شق اپنی تطبیق

کے لحاظ سے کوئی عملی نظام وضع نہ ہونے کی وجہ سے بے معنی رہ جاتی ہے۔جس کے عملی نتیجہ کا مشاہدہ آج ہر شخص کر سکتا ہے جب ہم اس حقیقت کو دیکھتے ہیں کہ آئے دن قرآن وسنت کی صریح خلاف ورزی میں قوانین بنائے جاتے ہیں اور ان کو روکنے کے لیے کوئی عملی نظام موجود نہیں۔

مزید برآں، اسلام کے احکامات کے مطابق حکمران کوئی بھی پالیسی یا قانون جاری کرنا چاہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس کی دلیل قرآن وسنت سے پیش کرے۔ہمارا آئین قانون سازی کے عمل میں اس بات کی شرط کہیں پر نہیں لگاتا کہ قانون بناتے وقت پہلے قرآن وسنت سے دلیل لانا لازم ہے، بلکہ آئین یہ کہتا ہے کہ اگر کسی اور کو شکایت ہو کہ کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف ہے تو وہ شخص دلیل پیش کرے گا، یعنی burden of proof اعتراض کنندہ کے اوپر پڑتا ہے۔اس سے بھی خطرناک بات یہ ہے کہ آئین کے مطابق اگر اسلامی نظریاتی کونسل میں یہ ثابت بھی ہوجائے کہ کوئی قانون قرآن وسنت کے منافی ہے تو بھی مقننہ کے اوپر لازم نہیں کہ وہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش کو مانے! لہٰذا، یہ تمام وجوہات آئین کی ان شقوں کو بے معنی بنادیتی ہیں جس میں قوانین کو قرآن وسنت کے منافی بنانے کی ممانعت کا ذکر ہے۔

ثالثاً، آئین کے دیباچہ اور چند ''اسلامی دفعات'' کے علاوہ باقی 95% آئین تو بلاشک وشبہ اپنی تمام تفصیلات میں ایک سیکولر آئین ہی ہے۔اور چونکہ دیباچہ اور ''اسلامی دفعات'' بھی عملی طور پر صرف اسلام کے چھڑکاؤ کا کام ہی کرتی ہیں لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ 1973ء کا آئین 100% ہی ایک غیر اسلامی اور سیکولر آئین ہے۔

سوال: حزب التحریر جمہوری الیکشن میں حصہ کیوں نہیں لیتی؟

جواب: حزب التحریر ان الیکشن میں حصہ لے کر ان گرتی ہوئی دیواروں (جمہوری نظاموں) کو سہارا، ساکھ یا طوالت نہیں دینا چاہتی، جس کی وجہ سے امت اس گہرائی میں جا گری ہے جہاں وہ آج موجود ہے۔ جمہوریت ایک غیر اسلامی نظام ہے اور اس میں شمولیت اسلام کی رو سے جائز نہیں۔ استعمار درحقیقت ان نظاموں کی مدد سے امت کے تمام امور کو کنٹرول کر رہے ہیں یہ نظام خواہ آمریت ہو یا جمہوریت، اندر سے دونوں کی روح ایک ہے؛ انسان کا اختیارا ٰی کا مالک ہونا۔ یہ کرپٹ اور جابرانہ نظام حکومت ہٹا کر خلافت کا نظام لانا ہی حزب کا مقصد ہے۔

سوال: مسلح جدوجہد کے بارے میں حزب کی کیا رائے ہے؟

جواب: حزب التحریر خلافت کے قیام کے لیے رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کار کے اوپر کاربند ہے جو ان کی مکی زندگی کے جدوجہد سے اخذ کیا گیا ہے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے مکی زندگی میں ریاست کے قیام کے لیے مسلح جدوجہد نہیں کی لہٰذا حزب بھی مسلح جدوجہد کو اپنے طریقہ کار میں شامل نہیں کرتی بلکہ صرف سیاسی وفکری جدوجہد اور اہل قوت سے نصرت کو ہی درست طریقہ گردانتی ہے۔

جہاں تک جہاد کا تعلق ہے، تو اس میں دو باتوں کا سمجھنا ضروری ہے: اولاً، اقدامی جہاد (Offensive Jihad) خلیفہ کے حکم کے بغیر نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا اقدامی جہاد خلافت کے قیام کے بعد ہی شروع کیا جاسکتا ہے۔ ثانیاً، دفاعی جہاد (Defensive Jihad) کے لیے خلیفہ کے حکم کی ضرورت نہیں اور وہ خلافت کی عدم موجودگی میں بھی فرض ہے۔ مگر دفاعی جہاد کا مقصد کفار کی غاصب فوج کو اپنے علاقوں سے باہر نکالنا ہوتا ہے نہ کہ اسلامی نظام کو قائم کرنا۔ لہٰذا غاصب افواج کو نکالنے کے لیے تو دفاعی جہاد کرنا عین اسلام کا حکم ہے مگر اسلامی نظام کو قائم کرنے کے لیے جہاد طریقہ نہیں بلکہ سیاسی وفکری جدوجہد اور طلب النصرۃ ہی اس کا درست شرعی طریقہ ہے۔

(۳) خلافت سے متعلق:

سوال: خلافت کیا ہے؟

جواب: خلافت ا لام کا نظام حکومت ہے جو کہ شرعی نصوص سے اخذ شدہ ہے۔ اسلام کے تمام نظاموں کو نافذ کرنا خلافت کی ذمہ داری ہے۔خلافت عدلیہ، حکمرانی، معیشت، معاشرت، تعلیمی نظام اور خارجہ پالیسی سے متعلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے احکام کو نافذ کرتی ہے۔خلافت اپنی خارجہ پالیسی کے ذریعے اسلام کی دعوت کو پوری دنیا تک پہنچانے کی ذمہ دار ہے۔ خلافت اپنی ہیئت میں دوسرے تمام حکومتی نظاموں (مثلاً جمہوریت، theocracy، آمریت) سے بالکل ممتاز ہے۔

خلافت تمام مسلمانوں کو وحدت بخشنے کا ذریعہ ہے اور وہ ان تمام تصورات کا قلع قمع کرے گی جو امت کو تقسیم کرتے ہیں، مثلاً قبائل پرستی، قومیت، وغیرہ۔خلافت کسی خاص گروہ، مذہب یا مسلک کی ریاست نہیں بلکہ یہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کو شہری ہونے کے ناطے ایک نظر سے دیکھتی ہے۔ خلافت اسلام کے نفاذ میں قرآن وسنت کے قوی ترین دلائل کی طرف رجوع کرتی ہے۔خلافت کسی خاص قوم کی ریاست بھی نہیں۔خلافت کی نظر میں عربی اور عجمی اور کالا اور گورا سب برابر ہیں۔ اگرچہ خلافت اسلامی ریاست کا نام ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ خلافت غیر مسلم شہریوں (ذمیوں) کے امور کا خیال نہیں رکھتی۔ بلکہ اس کے برعکس خلافت مسلمان شہریوں کے ساتھ ساتھ ذمیوں کے امور کی بھی دیکھ بھال اپنی ذمہ داری تصور کرتی ہے۔ خلافت غیر مسلموں کو شہریت کی بنیاد پر مسلم شہریوں کے برابر گردانتی ہے اور ان کو اقلیت کی نظر سے نہیں دیکھتی۔

آج خلافت کسی بھی شکل میں دنیا کے کسی بھی حصے میں موجود نہیں۔ خلافت پہلی جنگ عظیم کے بعد ۱۹۲۴ء میں مصطفیٰ کمال کے ہاتھوں منہدم ہوگئی تھی۔۲۴ جولائی ۱۹۲۴ء کو خلافت کے خاتمے پر تبصرہ کرتے ہوئے برطانیہ کے خارجہ سیکریٹری لارڈ کرزن نے برطانوی پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''ترکی (جو اُس وقت خلافت کا مرکز تھا) اب مردہ ہے اور اب کبھی نہیں اٹھے گا کیونکہ ہم نے اس کی اخلاقی قوت یعنی خلافت اور اسلام کو تباہ کر دیا ہے۔''

سوال: سعودی عرب، ایران، پاکستان اور سوڈان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا یہ اسلامی ریاستیں نہیں؟

جواب: ایک سرزمین اسلامی ریاست اس وقت تصور کی جاتی ہے جب اس کے آئین کی ایک ایک شق اور اس کا ہر قانون اسلامی مصادر سے پھوٹے۔ جہاں تک مندرجہ بالا ملکوں کی بات ہے تو یہ اس پیمانے پر

کسی طرح بھی پورے نہیں اترتے۔

ان ممالک کے آئین اور قوانین برائے نام ہی اسلامی ہیں جبکہ تمام سیکولر قانون او روایات ان ممالک کے آئین اور قوانین کا حصہ ہیں۔ جمہوریت، سوشلزم ، سرمایہ داری کے تمام کفریہ نظریات ان آئینوں کے ذریعے محفوظ بنائے گئے ہیں۔ اس لئے ان ممالک کو کسی طور پر بھی اسلامی نظام مملکت کی حامل ریاستیں نہیں کہا جا سکتا۔اسلامی ریاست صرف خلافت ہوتی ہے جو آج ںہیں موجود نہیں۔

سوال: کیا خلافت سائنس وٹیکنالوجی اور ایجادات کوقبول اور پروان چڑھا ئے گی؟

جواب: جب اسلام پہلی بار مدینہ پر بطور ریاست قائم ہوا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے الشام میں اپنا ایک خصوصی مشن بھیجا۔اس وقت الشام میں سپر پاور رومن حکومت تھی جو عیسائی تھے، اور ملٹری ٹیکنالوجی میں انتہائی ماہر تھے۔ مسلمانوں نے نہ صرف ان سے بلکہ ایرانیوں سے بھی ٹیکنالوجی حاصل کی۔ یہ اسلام سے جائز ہے کیونکہ سائنس وٹیکنالوجی کسی تہذیب کی میراث نہیں ،تاہم مسلمانوں کیلئے جائز نہیں کہ ان دوسری تہذیبوں سے ان کی طرز زندگی ،اقداراور مذہبی پہچان پر مبنی اشیاء حاصل کریں جیسے کہ جمہوریت ،سیکولرزم ،سوشلزم، آزادیاں ، سرمایہ داری نظریات، مجسمہ سازی وغیرہ۔

پس مسلمان کسی بھی تہذیب سے سیٹلائٹ کمیونیکیشن ، جہاز سازی، انٹرنیٹ ، میڈیسن اور سائنس کے دیگر شعبوں میں مہارت حاصل کر سکتے ہیں تا کہ ان کو ریاست کے شہریوں اور اسلام کے فائدے کیلئے استعمال کیا جا سکے۔

سوال: کیا خلافت ایک استعماری نظام ہے؟

جواب: وہ علاقے جس پر اسلام کی حاکمیت ہوتی ہے اگرچہ مختلف قومیتوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک مرکز سے جڑے ہوتے ہیں تاہم خلافت میں حکومتی نظام وفاقی نہیں ہوتا بلکہ اسلام کا نظام ایک منفرد نظام ہے۔استعماری نظام میں تمام قومیتوں کو برابری کی بنیاد پر نہیں دیکھا جاتا۔ بلکہ مرکز کو حکمرانی، فنانس، اور معیشت کے امور میں امتیازی برتری حاصل ہوتی ہے۔ استعماری نظام ہر ہر علاقے سے وسائل چوس چوس کر مرکز میں جمع کر رہا ہوتا ہے۔ خلافت میں ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ خلافت کا ہر ہر شہری برابر حقوق رکھتا ہے خواہ وہ خلافت کے کسی بھی حصے میں رہائش پذیر ہو۔ تاریخ شاہد ہے کہ خلافت کے مرکز میں قحط کی صورتحال پیدا ہوئی، تو ولایات نے گندم بھجوا کر ناخوشگوار صورتحال کو سنبھالا، جب ولا یہ مصر نے گندم سے لدے اونٹ مدینہ بھیجے۔ اگر خلافت کا نظام استعماری ہوتا تو مرکز میں کبھی بھی ایسی صورتحال پیدا نہ ہوتی۔

□□□

''آئین کی تشکیل'' - 50% پارلیمنٹ کے اندر اور 50% پارلیمنٹ کے باہر

یہ فوجی کونسل کی جانب سے مصر کے عوام کے ساتھ فریب ہے اور 'اسلامی پارلیمنٹیرینز' کے لیے سیاسی خودکشی

(مصر) اسمبلی اور شوریٰ کونسل کے مشترکہ اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ آئین کی تشکیل کے لیے کمیٹی 50% پارلیمنٹیرینز پر مشتمل ہوگی اور 50% لوگ پارلیمنٹ کے باہر سے مختلف عوامی نمائندوں، تنظیموں اور اداروں سے ہونگے۔ اس بات پر متفق ہو کر 'اسلامی پارلیمنٹیرینز' نے اللہ کی بجائے، فوجی کونسل، امریکہ اور غاصب یہودیوں کو خوش کرنے کے لیے حدوں کو پار کر لیا ہے۔انہوں نے ان لوگوں کے اعتماد کو بھی دھوکہ پہنچایا ہے جنہوں نے انہیں ان کے اسلامی نعروں کی وجہ سے الیکشن میں کامیاب کرایا۔ کیونکہ یہ پارلیمنٹیرینز ایک ایسے آئین کی بات کر رہے ہیں جس میں مسلم اور غیر مسلم آپس میں دونوں کا کوٹہ ہوگا۔ یہاں تک کہ سیکولر طبقے کو بھی ملک کے مذہب سے کوئی فرق نہیں پڑتا، چاہے وہ اسلامی ہو یا غیر اسلامی۔ لہٰذا انقلاب کے بعد امریکی پشت پناہی حاصل کی ہوئی فوجی کونسل اور اسلامی پارلیمنٹیرینز کی اس سیاسی خودکشی کی وجہ سے ملک کے سیاسی منظر نامے پر کوئی خاص تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ اِس حقیقت کو پسِ پشت ڈال کر، کہ مصر ایک اسلامی ملک ہے جس میں قانونی طور پر ہر شعبہ زندگی میں اسلامی عقیدے سے نکلنے والے احکامات نافذ ہونا چاہیے، وہ ایک ایسا آئین نافذ کریں گے جس میں مختلف طبقات کی آراء کو اپنایا جائے گا۔ صدیوں تک اس ملک پر اسلام کے ذریعے حکمرانی کی گئی، اور مسلم اور غیر مسلم دونوں امن، انصاف کے ساتھ زندگی گزارتے رہے، جہاں لوگوں کے امور کی دیکھ بھال کے حوالے سے مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق روا نہیں رکھا جاتا تھا۔ کاپٹک (شامی عیسائیوں) اور وہ جن کی رشتہ داری مسلمانوں کے ساتھ تھی ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی ہدایات، آج بھی اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔ مسلم خلفاء نے ان ہدایات کو ہمیشہ مدِ نظر رکھا۔ مسلمانوں کے مصر میں اقتدار میں اختتام تک مسلمانوں اور عیسائیوں کا آپس میں کوئی مسئلہ نہ تھا، یہاں تک کے مصر کے لوگوں کے اوپر انسانوں کا بنایا ہوا آئین نافذ کیا گیا جو ایسے لوگوں نے بنایا جو مصریوں کے لیے اجنبی تھے۔ جو نہ ہی مصر کے مسلمانوں اور نہ ہی غیر مسلموں کی بہتری چاہتے تھے۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اقلیتوں کے نام نہاد مسئلے کو جنم دیا، معاملات کے اندر بگاڑ پیدا کیا اور مسلم اور غیر مسلموں کی زندگی اجیرن کر دی۔ یہ حالات زیادہ عرصے تک نہیں چل سکتے، کیونکہ مصر کے لوگ جو کہ اللہ پر پختہ یقین رکھتے ہیں، وہ اپنے خلاف ہونے والی سازش کو جلد ہی پہچان جائیں گے۔ کیونکہ وہ کسی درجے پر اپنے حالات میں بہتری نہیں دیکھ رہے، چاہے انصاف کی بات ہو یا اقتصادیات ہو یا تعلیم ہو یا عدالتی نظام، داخلہ پالیسی ہو یا خارجہ پالیسی، تجارت ہو یا انڈسٹری وغیرہ۔ الغرض مصر کے عوام اپنا انقلاب کی جانب سفر جاری رکھیں گے جب تک وہ اپنے عقیدہ سے نکلنے والے نظام 'اسلامی خلافت' کے تحت ایک انقلابی تبدیلی کے ذریعے عزت، انصاف اور معیاری زندگی تک نہ پہنچ جائیں۔ جس کے لیے صرف حزب التحریر کام کر رہی ہے۔ بے شک صبر کرنے والوں کے لیے روشن صبح قریب ہے۔ أنّ الله بالغ أمره بے شک اللہ اپنے امر پر قادر ہے۔

تحریر: تیمور بٹ

اللہ اپنے پسندیدہ بندوں ہی پر آزمائش ڈالتا ہے

اللہ تعالیٰ سورۃ الشعراء میں ارشاد فرماتے ہیں:

((وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ)) (الشعراء ۳۰)

''تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے، اور وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرما دیتا ہے''

اور سورۃ العنکبوت میں ارشاد فرماتے ہیں:

((الم . أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ. وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ))

''ال م۔ کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں، ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟ ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کر لے گا جو جھوٹے ہیں''

ان آیات پر غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ پریشانیاں جن کا ہمیں سامنا ہے، یا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے گناہوں کی سزا ہیں جس کی وجہ حرام کاموں کو انجام دینا یا پھر فرائض کی عدم ادائیگی ہے۔ یا پھر یہ ایک آزمائش ہیں تا کہ ہم اپنے آپ کو اللہ کی رحمت کے قابل ثابت کریں اور یا پھر اُس کے غضب کے۔ چنانچہ، جب ایک مومن پر کوئی مصیبت آتی ہے، تو وہ اپنے اعمال پر نظر ڈالتا ہے اور اپنی زندگی پر تفکر کرتا ہے۔ وہ اس پر غور کرتا ہے کہ وہ کوئی حرام کام تو نہیں کر رہا، یا پھر کسی فرض میں کوتاہی تو نہیں کر رہا؟ اگر ایسا ہے تو وہ اللہ سے توبہ و استغفار کرتا ہے اور اس مصیبت کو ایسا ذریعہ بنا دیتا ہے جو اُس کے نامہ اعمال میں سے گناہوں کو نکالنے اور اللہ کی خوشنودی جمع کرنے کا باعث بنے۔

ابو ہریرہؓ اور ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

((ما يصيب المؤمن من نصب ولا وصب ولا هم ولا حزن ولا غم، حتى الشوكة يشاكها، إلا كفَّر الله بها من خطاياه))

''ایک مومن کو کوئی تھکان، کوئی بیماری، کوئی غم، کوئی دکھ، کوئی تکلیف نہیں پہنچتی مگر اس کے بدلے اللہ اس کی خطاؤں کو معاف فرماتا ہے، حتیٰ کہ ایک کانٹے کے چبھنے پر بھی'' (متفق علیہ)

اسی موضوع پر رسول ﷺ کی کئی احادیث موجود ہیں، جو یہ بیان کرتی ہیں کہ مصیبت مسلمان کے گناہوں کو دھو ڈالتی ہے۔

اگر وہ اپنے میں ایسا نہیں پاتا، یعنی وہ اللہ کے احکامات کا پابند ہے، تو وہ خوشی مناتا ہے اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہے کیونکہ اللہ اُن لوگوں کا امتحان لیتا ہے جن سے وہ محبت کرتا ہے۔

رسول ﷺ نے فرمایا:

((إن الله إذا أحب قوماً ابتلاهم، فمن رضي فله الرضى، ومن سخط فله السخط))

'' جب اللہ کسی سے محبت کرتا ہے، تو اُسے آزمائش میں مبتلا کرتا ہے۔ تو جو کوئی راضی رہتا ہے، تو اُسے رضا مندی عطا کی جاتی ہے۔ اور جو کوئی ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے تو اُسے ناپسندیدگی عطا ہوتی ہے'' (احمد بروایت محمود بن لبید)

اور احمد نے مصعب بن سعد سے روایت کیا جنہوں نے اپنے والد سے روایت کیا جنہوں نے کہا'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ، کن لوگوں کا سب سے سخت امتحان کیا جاتا ہے؟ رسول ﷺ نے جواب دیا

((الأنبياء ثم الصالحون ثم الأمثل فالأمثل من الناس يبتلي الرجل على حسب دينه فإن كان في دينه صلابةٌ زيد في بلائه وإن كان في دينه رقةٌ خفف عنه وما يزال البلاء بالعبد حتى يمشي على ظهر الأرض ليس عليه خطيئة))

''انبیاء پھر صالحین، پھر اس کے بعد کے لوگوں میں سے سب سے بہتر لوگ۔ ایک شخص کو دین پر پختگی کے مطابق آزمایا جاتا ہے۔ اگر وہ اپنے دین پر پختہ رہے، تو اسے مزید سختی سے آزمایا جاتا ہے اور اگر اس کے دین میں کچھ کمزوری ہو تو اس کے امتحان کو ہلکا کر دیا جاتا ہے۔ ایک شخص کو مسلسل آزمایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین کی پیٹھ پر چلتا ہے اور وہ گناہوں سے بالکل پاک ہوتا ہے'' (احمد)

چنانچہ، مومن اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ اللہ نے اُسے امتحان کے لیے چنا، اور اُس کے پاس نیک اعمال میں ثابت قدمی اور صبر سے کام لے کر اللہ کی رضا حاصل کرنے کا موقع ہے۔ صبر کا مطلب ہے کہ مسلمان اللہ کی قضاء کو قبول کرے اور بغیر کسی شکوہ کے اللہ کا شکر گزار بنتے ہوئے، اپنے ہر عمل میں اللہ کا احکامات کی پابندی کرے۔ صبر کا مطلب ہے کہ مسلمان حق بات کہے اور اُسی پر عمل کرے، اور اللہ کی راہ میں آنے والی مشکلات کو بغیر کمزور پڑے، بغیر اس راہ سے ہٹتے ہوئے اور بغیر ہار مانتے ہوئے، برداشت کرے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ﴾

''اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے، تو صبر کرنیوالوں کو بشارت سنا دیجیے''

(البقرہ: 157-155)

یہ ایسا صبر ہے جو مسلمان کے عزم کو مضبوط کرتا

ہے، اور اُسے جنت کے قریب کرتا ہے۔ یہ بلالؓ، خبابؓ اور آلِ یاسرؓ کا صبر ہے:

((صبراً آل یاسر ان موعدکم الجنة))

''صبر کرو اے آلِ یاسر! یقیناً تمہارا ٹھکانہ جنت ہے''

یہ خبیبؓ اور زیدؓ کا صبر ہے:

((واللہ لا ارضی ان یصاب محمد بشوکة وانا سالم باھلی))

''اللہ کی قسم! میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں اپنے خاندان میں محفوظ رہوں، اور محمد ﷺ کو ایک کانٹا بھی چبھے''

یہ اُن لوگوں کا صبر ہے جو اللہ کی خاطر، کسی خوف کے بغیر ظالم کا ہاتھ روکتے ہیں۔

((کلا واللّٰہ لتأخذن علی ید الظالم ولتأطرنه علی الحق أطراً ولتقصرنه علی الحق قصراً أو لیضربن اللّٰہ قلوب بعضکم ببعض ولیلعنکم کما لعن بني إسرائیل))

''نہیں، اللہ کی قسم! تم ضرور ظالم کے ہاتھ کو پکڑو اور اسے حق کی طرف موڑو اور اسے حق پر قائم رکھو، ورنہ اللہ تمہارے قلوب کو آپس میں ٹکرائے گا اور تم پر اسی طرح لعنت کرے گا جیسے بنی اسرائیل پر کی''

آخراً، مومن ہر حال میں اللہ کی رضا کا طلبگار ہوتا ہے۔

((عجباً لأمر المؤمن إن أمره کله له خیر، إن أصابته سراء شکر فکان خیراً له وإن أصابته ضراء صبر فکان خیراً له، ولیس ذلك لأحد إلا للمؤمن))

''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے ہر معاملے میں خیر ہی خیر ہے۔ اگر اسے کوئی خوشی پہنچے تو وہ شکر ادا کرتا ہے، پس یہ اس کے لیے خیر ہے۔ اور جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لیے خیر ہے۔ اور یہ صرف مومن کے لیے ہے'' (مسلم)

▯▯▯

یہ حکمران امریکہ کے ہاتھوں افغان شہریوں کی ہلاکت میں برابر شریک ہیں

اتوار، ۱۱ مارچ کو افغانستان کے مسلمانوں نے ایک بار پھر اپنے بھائیوں اور بہنوں کو، صوبہ کندھار کے پنجوائی ڈسٹرک میں تقریباً صبح 2 بجے (مقامی وقت)، خون میں نہاتے دیکھا۔ جب صلیبی فوج نے انتہائی بیدردی سے 17 بے گناہ مسلمانوں کو قتل کیا اور پھر جلا دیا۔ مقامی افراد کے مطابق 17 افراد، جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے، کو اُس وقت اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑا جب امریکی فوجیوں نے ایک رہائشی علاقے میں گھس کر اس گھناؤنے فعل کو انجام دیا۔

افغانستان کے نجات دہندہ اور محافظوں کی اس درندگی کے جواب میں، ہمیں غدار حکمرانوں سے وہی گھسے پٹے غلامانہ بیانات سنائی دیے، جو اس واقع کی تحقیقات چاہتے تھے، اس کے لیے کمیشن قائم کرنا چاہتے تھے اور 'پرزور مذمت' کر رہے تھے۔ لیکن ہم ماضی سے ان تمام تحقیقات اور کمیشنوں کے نتائج بخوبی جانتے ہیں۔ یہ محض ایک ڈرامے سے زیادہ کچھ نہیں، جو یہ بات ثابت کرتا ہے کہ اِس تمام خونریزی میں یہ حکمران امریکہ اور اس کے اتحادیوں سے ملے ہوئے ہیں۔

اے مسلمانو! یہ بات اب کھل کر واضح ہو چکی ہے کہ افغانستان کے حکمران اور افغانوں پر مسلط کیا جانے والا نظام اس طرح کی بربریت کو روکنے میں مکمل طور پر ناکام ہیں۔ ان مغربی غاصبوں کی اصل طاقت جمہوری نظام اور یہ غدار حکمران ہیں جو، اِن غاصبوں اور قاتلوں کے ساتھ قلیدی معاہدے دستخط کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ انہیں ان بیگناہ مسلمانوں کی جانوں کی کوئی پرواہ نہیں، نہ ہی انہیں قرانِ پاک کی حرمت کا خیال ہے، جسے قابض فوجیوں نے نیٹو بیس پر کچھ ہفتے پہلے ہی جلایا تھا۔

حال ہی میں دیے گئے اپنے ایک انٹرویو میں، افغانستان میں برطانوی سفیر ولیم پاٹے نے افغانستان میں امن اور ترقی کے دعوؤں کی قلعی کھول دی۔ انہوں نے کہا'' افغانستان کے برے حالات آنے والے کئی سالوں تک ایسے ہی رہیں گے۔۔۔'' ("Afghanistan will be a mess for many years to come...").

اے مسلمانو! یہ بہترین وقت ہے۔ اس سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کو، اِن غدار حکمرانوں سمیت اکھاڑ پھینکو، جو کہ مسلم امہ کے خلاف اِن غاصبوں کے ہراول دستے کا کردار ادا کر رہے ہیں، اور خلافت کو قائم کرو جو کے مسلمانوں کے خون، عزت، غیرت، وسائل اور سب سے بڑھ کر عقیدے کی حفاظت کرے گی۔

وَلَا يَزَالُو نَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ أِنِ اسْتَطَاعُوا

وہ تم سے لڑنے سے تب تک نہیں رکیں گے جب تک وہ تم کو تمہارے دین سے ہٹا نہیں دیتے، اگر وہ استطاعت رکھتے۔

▯▯▯

خلافت کے لیے جدوجہد کریں، جمہوریت کے لیے نہیں!

اے میری عزیز مسلمان بہنو! السلام وعلیکم!

آج میں آپ کے سامنے ایک ایسے مسئلے پر بات کرنے کے لیے کھڑی ہوں جو آجکل ہر گھر میں زیرِ بحث ہے۔اور میں آپ کے پاس اس لیے آئی ہوں کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا حکم مجھ پر بھی فرض ہے۔

میری عزیز بہنو!

ہمیں آج بتایا جا رہا ہے کہ پاکستان کے مسائل کا صرف اور صرف ایک ہی حل ہے کہ ہم آنیوالے الیکشن میں ووٹ ڈالیں۔ہمیں اس بات کا یقین دلایا جا رہا ہے کہ اس کے نتیجے میں حکومت میں مخلص لوگ آجائیں گے جو کرپشن کو ختم کریں گے اور اسلام نافذ کریں گے۔

اسی طرح یہی حل ہمارے ان عرب بہنوں اور بھائیوں کو بھی پیش کیا جا رہا ہے جنہیں ہم تیونس، مصر اور لیبیا میں اسلام کا مطالبہ کرتے دیکھ رہے ہیں۔

میری بہنو!

جمہوریت پاکستان میں کئی مرتبہ نافذ ہو چکی ہے۔یہ ہمارے لیے تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں لائی، کیونکہ یہ اسلامی قوانین کے خلاف ہے۔یہ ایک کفریہ سرمایہ دارانہ نظام ہے جو ہمارے لیے اشیائے ضرورت کی قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ لایا، جس کی وجہ سے اب بے شمار لوگ کھانے پینے کی اشیاء بھی نہیں خرید سکتے۔اسی نے بجلی اور گیس کی قیمتیں پاکستان کی تاریخ کی بلند ترین سطح پر پہنچا دیں۔اسی کفریہ استعماری نظام کے تحت جمہوریت نے ہمیں دہشت گردی کی جنگ کا ''تحفہ'' دیا؛ جس میں ہماری حکومت نے اتحادی بن کر ہمارے ہی مسلمان بہنوں اور بھائیوں کے قتل میں حصہ لیا۔جمہوریت ہی نے میڈیا اور تعلیمی نظام کے ذریعے ہم تک مغربی ثقافت پہنچائی جو ہمارے خاندانی نظام کو تباہ اور ہمارے بچوں کو اسلام سے دور کر رہی ہے۔اور یہی سرمایہ دارانہ نظام ہے جو مغرب میں بھی تباہی لے کر آیا ہے اور آج یورپ اور امریکہ میں اقتصادی زوال کی وجہ ہے۔تو پھر ہم کیوں ایسا نظام چاہیں گے؟ ہم کیسے یہ سوچ سکتے ہیں کہ یہ نظام ہمارے مسائل حل کر سکتا ہے؟

میری بہنو!

میں آپ کو یاد دلانا چاہتی ہوں کہ بحیثیت مسلمان ہمیں صرف اور صرف وہ قوانین اور نظام نافذ کرنے کی اجازت ہے جو قرآن پاک اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں موجود ہے۔میں آپ کو یاد کرانا چاہتی ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے لیے حرام ٹھہرایا ہے کہ ہم اپنا کوئی بھی مسئلہ ذاتی خواہشات کی بنیاد پر حل کریں۔

میری بہنو!

جمہوریت نہ تو اسلام سے آئی ہے اور نہ ہی اسلام میں اس کی کوئی اجازت ہے۔جمہوریت تو ہزاروں سال پہلے یونانیوں نے ایجاد کی تھی اور سینکڑوں سال پہلے یورپ نے اپنے انقلاب کے دوران اپنائی تھی۔یہ ایک ایسا نظام ہے جس میں عوام اقتدارِ اعلیٰ کے مالک ہوتے ہیں اور اپنی خواہشات کے مطابق قوانین بناتے ہیں؛ خواہ اسلام کا قانون اسکے خلاف ہی ہو۔سورہ یوسف میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ان الحکم الا للہ

'' حکم صرف اللہ ہی کے لیے ہے''۔(سورہ یوسف:12:40)

ہمارا نظام صرف خلافت ہے اور ہمیں اسی کے لیے کام کرنا چاہیے۔میں چاہتی ہوں کہ آپ ان تین باتوں پر غور کریں اور یہ پیغام دوسروں تک بھی پہنچائیں۔

پہلی بات یہ کہ خلافت نہ تو آمریت ہے اور نہ ہی جمہوریت؛

خلافت میں اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو حاصل ہوتا ہے نہ کہ انسانوں کو۔چنانچہ خلافت میں خلیفہ اور امت دونوں احکامِ اسلام کے پابند ہوتے ہیں۔خلیفہ کو اپنی مرضی کے قوانین نافذ کرنے کی اجازت نہیں ہوتی بلکہ اس کو ہر صورت قرآن وسنت سے اخذ کردہ قوانین نافذ کرنے پڑتے ہیں۔اس سے یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ خلیفہ آمر نہیں بنتا اور نہ کبھی بن سکتا ہے۔کیونکہ آمر یا dictator وہ ہوتا ہے جو صرف اپنی ذاتی خواہشات اور اپنی مرضی کے مطابق حکومت کرے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فأولئک ھم الکافرون

''اور جو کوئی بھی اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ ہی کافر ہیں''(سورہ المائدہ 5:44)

جمہوریت میں اقتدارِ اعلیٰ انسانوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے جو خالقِ کائنات کے بجائے خود غلط اور صحیح کا فیصلہ کرنے کا حق رکھتے ہیں۔آزادیوں کی علمبردار بن کر جمہوریت ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نازل کردہ حدود سے بھی آزاد کر دیتی ہے۔عوام کے منتخب نمائندے اپنی خواہشات کے مطابق قوانین بناتے ہیں۔اکثریت کا فیصلہ آخری ہوتا ہے خواہ وہ حرام کو حلال یا حلال کو حرام کرتا ہو۔پس جمہوریت کا دین اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔لہٰذا مسلمانوں کو ہرگز اجازت نہیں کہ وہ جمہوریت پر مبنی کوئی بھی نظام اپنائیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

ان الدین عند اللہ الاسلام

'' بے شک دین تو اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے''۔(سورہ آل عمران 3:19)

دوسری بات یہ ہے کہ عوام خلیفہ کو منتخب کرتے ہیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ اوامرونواہی یعنی شریعتکو نافذ کرے،اوراس طرح امت مسلمہ اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کا فرض پورا کر سکے:۔

خلیفہ شریعت کے نفاذ میں امت کا نمائندہ اور ریاست کا سربراہ ہوتا ہے۔اسلام نے امت کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنے امور کی دیکھ بھال کے لیے خلیفہ کا انتخاب کرے۔ چنانچہ جب امت خلیفہ کو منتخب کرتی ہے تو اس پر اس انتخاب کے معاملے میں کسی قسم کے دباؤ کی اجازت نہیں ہوتی ۔مسلمانوں نے چاروں خلفاء راشدین کو اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق بیعت دی۔خلیفہ کو محض اس شرط پر بیعت دی جاتی ہے کہ منتخب خلیفہ صرف اور صرف اسلام ہی نافذ کرے گا، نیز اسے مکمل اور ہمہ گیر طور پر نافذ کرے گا۔

تیسری اور آخری بات یہ ہے کہ خلافت میں عوام اپنے معاملات کی اور اسلام کے نفاذ کی نگرانی کرنے کے لیے نمائندوں کا انتخاب کرتے ہیں، لیکن خلیفہ کی طرح ان نمائندوں کو بھی قانون سازی کا اختیار حاصل نہیں ہوتا:۔

شریعت نے امت کو اپنے امور کی دیکھ بھال کے لیے اپنے نمائندے چننے کی اجازت دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر فرمایا تھا:

اخرجوا الی منکم اثنی عشر نقیبا لیکونوا علی قومھم بما فیھم

''مجھے اپنے میں سے بارہ لیڈر دو جو اپنے لوگوں کے معاملات کے نگران ہوں گے''۔

خلافت میں مجلس امت کے نمائندے ، جو کہ مرد بھی ہو سکتے ہیں اور خواتین بھی ، جو عوام کے منتخب کیے ہوئے ہوتے ہیں؛ خلیفہ کے مقرر کردہ نہیں ہوتے ۔خلیفہ کی طرح مجلس امت بھی خود صحیح اور غلط کا فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں رکھتی کیونکہ اقتدار اعلیٰ صرف شریعتِ الٰہی کو حاصل ہے۔بلکہ مجلس امہ خلیفہ کا سخت محاسبہ کرتی ہے اور عوام کے معاملات کی نگرانی میں اسے مشورے دیتی ہے۔خلیفہ عوام کے امور پر مشورے کے لیے مجلس امت کی طرف رجوع کرتا ہے۔لیکن یہ مشورہ بھی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں بنا سکتا۔ چنانچہ خلافت میں جنرل سیلز ٹیکس لگانے یا توانائی کے اثاثہ جات کی نجکاری (privatization) کرنے کے لئے مشورہ نہیں لیا جاسکتا کیونکہ یہ امور اسلام کی رو سے حرام ہیں،اور ان میں کسی انسان کی رائے کی کوئی حیثیت نہیں۔ اسی طرح ایسے معاملات میں مشورہ نہیں لیا جاسکتا جو اسلام کے حکم کے مطابق فرض ہیں مثلاً مسلم علاقوں کی آزادی کے لئے افواج روانہ کرنا جن پر آج کفار کا قبضہ ہے یا اسلامی عقیدے کو تعلیمی نظام کی بنیاد بنانا یا تمام مسلم ممالک کو ایک ریاست یعنی خلافت میں ضم کرنا۔

اے بہنو!

اس جمہوری نظام سے کنارہ کشی اختیار کریں کیونکہ یہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی شریعت کی بالادستی ختم کر کے اسے چند مردوں اور عورتوں کی ذاتی خواہشات کا ماتحت بنا دیتا ہے،اور ان انسانوں کی عقل اس نظام میں اللہ کی نازل کردہ شریعت سے برتر اور بالاتر مانی جاتی ہے۔ جمہوریت کفر ہے اور اس کی طرف دعوت دینا، اس میں ووٹ ڈالنا اور اس نظام میں شامل ہو کر الیکشن میں امیدوار بننا حرام ہے۔

حزب التحریر کا ساتھ دیں اور اس کی اس جدوجہد میں شامل ہو جائیں جو ہمارے اپنے نظام یعنی خلافت کو قائم کرنے کے لئے کی جارہی ہے۔

ہم حزب التحریر ہیں جو خلافت کے لئے پوری مسلم دنیا میں، تیونس سے انڈونیشیاء تک اور وسط ایشیاء سے کینیا تک ،جدوجہد کر رہے ہیں۔ ہم اس کفریہ نظام میں الیکشن کے ذریعے کام نہیں کرتے کیونکہ یہ الیکشن صرف ان جابر حکمرانوں اور اُن کے آقاؤں یعنی کافر استعماری طاقتوں کو فائدہ پہنچا تے ہیں،اور ہمارے اوپر اُنکے غلبے کو مضبوط بناتے ہیں۔ جبکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اس طریقے کے تحت کام کرتے ہیں جس کے ذریعے آپ ﷺ نے مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست قائم کی۔

آج عرب دنیا کے مسلمان بھی اسی تبدیلی کی بات کر رہے ہیں جس کی بات آپ لوگ کر رہے ہیں۔ مسلم امت صرف اسلام چاہتی ہے جو صرف خلافت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اور آپ دیکھ رہی ہیں کہ عرب دنیا میں عورتیں بھی اسلام کی خواہش میں سڑکوں پر نکل آئی ہیں۔

اس کی ایک مثال حزب التحریر کی طرف سے 10 مارچ 2012 کو تیونس میں منعقد ہونے والی انٹرنیشنل وومن کانفرنس ہے، جس میں بیس سے زائد مسلمان ممالک کی تقریباً ایک ہزار خواتین نے شرکت کی اور خلافت کے قیام کی دعوت دی۔ پاکستان کی خواتین نے بھی اس کانفرنس میں اپنا حصہ ڈالا اور اپنی اُن مسلمان بہنوں کے ساتھ یکجہتی اور تعاون کا مظاہرہ کیا۔

میری عزیز بہنو!

امت آج خلافت کے لئے تیار ہے۔ اور حزب التحریر خلافت کے آئین اور تفصیلی قوانین کے ساتھ اس کو نافذ کرنے کے لئے تیار ہے۔ ہم آپ سے پر زور اپیل کرتے ہیں کہ آپ ان کرپٹ حکمرانوں کی ان کوششوں کو مسترد کر دیں جو وہ اپنی جابرانہ حکومتوں اور اس ٹوٹے پھوٹے جمہوری نظام کو بچانے کے لئے کر رہے ہیں۔ خلافت کی پکار پر لبیک کہیں تا کہ آپ اسلام کے نفاذ کے لیے کام کرنے کا اپنا یہ فرض پورا کر سکیں اور مسلم امت پر صرف اور صرف اسلام کے نفاذ کے لئے کی جانے والی اس جدوجہد میں شامل ہو سکیں۔ آپ مسلم افواج میں موجود اپنے بیٹوں، بھائیوں اور والدوں کو دعوت دیں کہ وہ حزب التحریر کو خلافت کے فوری قیام کے لئے مدد اور نصرت دیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اسْتَجِيبُواْ لِلّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُم لِمَا يُحْيِيكُمْ

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اس پکار کا جواب دو جب وہ تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جس میں تمہارے لئے زندگی ہے''(سورہ الانفال 8:24)

دنیا بھر کی خبریں

یورپی گلوبل پول کے مطابق 50% سے زیادہ سمجھتے ہیں کہ (یونان) یورو کو چھوڑ دے گا

بلوم برگ گلوبل پول کے مطابق 50% سے زیادہ سرمایہ کاروں نے پیشن گوئی کی ہے کہ یونان (Greece) کے الیکشن کے بعد، کہ جس نے یورپ کے قرضوں کے بحران کو مزید گھمبیر کر دیا ہے، 17 ملکی یورپی یونین اپنا ایک ممبر کھو دینے کے قریب ہے۔ ان حالات میں کہ جب یونان سیاسی طور پر مفلوج ہو کر رہ گیا ہے اور ووٹرز Austerity (سخت معاشی اصلاحات) کے خلاف پھٹ پڑے ہیں، 1,253 میں سے 57% سرمایہ کاروں، تجزیہ کاروں اور تاجروں نے، جو کے بلوم برگ کے ممبر ہیں، نے کہا کہ کم از کم ایک ممبر اس سال کے آخر تک یورو کو چھوڑ جائے گا، اور 80% نے یورپ کی بانڈ مارکیٹ کے لیے مزید سختی کی پیشن گوئی کی۔ ایک بڑی تعداد یورپ کی کمزوری کو دنیا کے لیے ایک بڑا خطرہ قرار دے رہی ہے۔ مئی 8 کو کیے جانے والے سروے کے شرکاء اس بات س سے پریشان تھے اور اس خدشے کا اظہار کر رہے تھے کہ سپین دیوالیہ ہو جائے گا اور 'فرانکائس ہولینڈ' کے اقتدار میں آنے کے بعد سرمایہ کاروں میں فرانسیسی بونڈ خریدنے میں دلچسپی کم ہو جائے گی۔ یورپ کا اقتصادی بحران، یونان کے دیوالیہ پن کو یورپ کے لیے خطرہ بننے سے بچانے کی لیے پالیسی بنانے والوں کی کوششوں کو ایک سال پورا ہونے کے موقع پر، دوبارہ بھڑک اٹھا ہے۔ یونان کے غیر حتمی الیکشنز کے نتیجے میں نئے خدشات نے جنم لے لیا ہے کہ عالمی مالیاتی اداروں کی جانب سے لگائی گی شرائط کو رد کر دے گا اور یورپ کو چھوڑ کر کوئی اور راستہ تلاش کرے گا۔ مائیکل ڈرک، جو کہ اس پول میں شریک تھے اور جو لندن کی ایف ایلس پرو (FXPro Financial Services) کے چیف پالیسی میکر ہیں نے کہا ''بلا شبہ اقتصادی طور پر بحران میں مذید شدت آئے گی''۔ ''ہمیں قرضوں کی واپسی کی مدت میں مزید تبدیلی کرنی پڑے گی، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی اگر یونان اس سال کے دوران یورو کو چھوڑ کر نہ گیا''۔

روس نے میزائل ڈیفنس شیلڈ کے مسئلے پر یورپ کو فوجی حملے کی دھمکی دے دی

روس نے NATO کو دھمکی دی ہے کہ اگر میزائل ڈیفنس ریڈار اور انٹر سیپٹر میزائل (interceptors) مشرقی یورپ میں نسب کیے گئے تو وہ پولینڈ اور رومانیہ پر فوجی حملے کرے گا۔ جنرل نیکولائی میکرو و (General Nikolai Makarov) جو کہ روس کے سب سے سینئر فوجی کمانڈر ہیں، نے نیٹو کو خبردار کیا ہے کہ اگر وہ متنازعہ امریکہ میزائل ڈیفنس شیلڈ پروگرام کو لے کر چلے تو اس کے خلاف طاقت استعمال کی جائے گی۔ انہوں نے کہا ''اگر حالات خراب ہوئے تو روس تباہ کن pre-emptive حملے کر سکتا ہے''۔ جنرل میکرو و نے دھمکی دی کہ وہ ان اڈوں کو نشانہ بنائیں گے جہاں پر امریکہ کی جانب سے یورپ کو ایران جیسے ممالک سے بچانے کے لیے اینٹی میزائل نصب کیے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نیٹو کہ اس اقدام جواب وہ پولینڈ کے قریب 'کیلن انگریڈ' (Kaliningrad) کے علاقے میں اپنے کم دوری تک مار کرنے والے 'اسکینڈر' میزائل نصب کر دے گا۔ اس صورتحال نے سرد جنگ کے بعد سب سے بڑے فوجی تناؤ کو جنم دیا ہے۔ انہوں نے کہا ''روس کے جنوب اور شمال غربی علاقوں، جن میں کیلن انگریڈ کا علاقہ بھی شامل ہے، میں اِن نئے ہتھیاروں کی تنصیب، وہ اقدامات ہیں جن کے ذریعے یورپ میں اس نظام کے انفراسٹرکچر کو تباہ کیا جا سکتا ہے۔

پینٹا گون دوبارہ یمن میں اپنے ٹرینرز بھیج رہا ہے

پینٹا گون نے دہشتگردی کے خلاف یمن کی فوج کو ٹریننگ دینے کے لیے اپنے trainer دوبارہ یمن بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے،۔ یہ فیصلہ القائدہ سے جنم لینے والی ایک تنظیم کے ساتھ شدید جنگ کے بعد لیا گیا ہے۔ پینٹا گون کے ترجمان نیوی کے کپتان جان کیربی نے کہا ''ہم نے معمول کے مطابق دوبارہ کچھ ٹرینرز یمن بھیجنا شروع کیے ہیں''۔ ایک اور اہلکار نے بتایا کہ یہ سپیشل آپریشنز کے فوجی ہیں، جو عام امریکی فوجی کی نسبت زیادہ رازداری سے کام کرتے ہیں۔ ان کی ایک اور خاصیت ایسی فوج تیار کرنا ہے جو مقامی لوگوں پر مشتمل ہو۔ اس افسر نے اپنا نام نہ ظاہر کرنے کی شرط پر یہ بات کہی کیونکہ وہ یہ بات کرنے کا اختیار نہیں رکھتا تھا۔ خلیج عرب امریکہ کے خلاف حملوں کے لیے یمن میں موجود القائدہ کی تنظیموں کے لیے ایک اہم مقام ہے۔ پیر کے روز ایسوسی ایٹڈ پریس نے خبر دی کہ CIA نے خلیج عرب میں القائدہ کی جانب سے امریکی ایئر لائن کے ایک طیارے کو ایک نئی قسم کے بم سے اڑانے کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔ کربی نے کہا کہ ''امریکی ٹرینرز کی یمن واپسی فوج سے فوج کے معمول کے تعلقات کے مطابق ہے''۔ انہوں نے تفصیلات بتانے سے گریز کیا۔ پچھلے سال دہشتگردوں کے ہاتھوں زخمی ہونے کے بعد یمن کے سابقہ صدر علی عبداللہ صالح نے

امریکی تربیتی پروگرام روک دیا گیا تھا۔ایک ایسا وقت بھی تھا جب امریکہ کے یمن میں 100 سے 150 ٹرینر موجود تھے۔یمن کے نئے صدر عابد ربو منصور ہادی، جنہوں نے فروری میں اقتدار سنبھالا، نے امریکہ سے گزارش کی ہے کہ وہ دہشتگردی سے نمٹنے کے لیے مزید ٹرینرز اور ایڈوائزر بھیجے۔امریکہ کی یمن کے ساحلوں پر بھی خاطر خواہ موجودگی ہے۔ ایک بحری بیڑہ معمول کے گشت کے لیے پچھلے ہفتے ہی یمن پہنچا۔ اس بحری بیڑے میں (24th Marine Expeditionary Unit) بھی شامل ہے جس پر 2,000 فوجی بھی سوار ہیں اور اس میں ایک جنگی کشتی Iwo Jima بھی شامل ہے۔اسی بیڑے میں ایک ٹرانسپورٹ کشتی یو ایس ایس نیو یارک بھی شامل ہے، جو کہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے ملبے کے سات ٹن سٹیل سے بنائی گئی ہے۔ یہ اس کشتی کی پہلی مہم ہے۔

امریکہ خفیہ طور پر طالبان کو بگرام کی جیل سے رہا کر رہا ہے

امریکہ نے پچھلے دو سالوں میں بگرام کی جیل سے 20 قیدیوں کو اس یقین دہانی کے بعد رہا کیا ہے کہ وہ اپنی جدوجہد چھوڑ دیں گے اور حکومت کی مدد کریں گے۔کابل کے شمال میں واقع جیل کے اس خفیہ "سٹریٹیجک آزادی" کے پروگرام نے امریکہ کو اس قابل کیا ہے کہ ان قیدیوں کے تبادلہ کو دہشتگردوں کے ساتھ مقامی سطح پر کیے جانے والے معاہدوں میں لین دین کے ہتھیار کے طور پر استعمال کرے۔ امریکی اہلکاروں کے مطابق اس پالیسی میں بہت رسک تھا اور اس کی نگرانی بھی بہت مشکل تھی۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان قیدیوں میں سے کوئی نیٹو یا افغان فوجوں پر حملوں میں دوبارہ شامل ہوا یا نہیں۔ گیون سنڈوال، جو کہ کابل کے امریکی سفارت خانے کے ترجمان ہیں نے کہا "سب جانتے ہیں کہ وہ برے لوگ ہیں، لیکن ان کو چھوڑنے کا فائدہ، نقصان سے زیادہ ہے"۔انہوں نے کہا کہ یہ پروگرام دو سال پرانا ہے اسے "کبھی کبھار" استعمال کیا جاتا ہے۔

ہیگ کی عدالت نے سیف الاسلام قذافی کی منتقلی کا مطالبہ کر دیا

بین الاقوامی جرائم کی عدالت (ICC) نے لیبیا کی اس درخواست کو مسترد کر دیا ہے جس میں سیف الاسلام قذافی کی منتقلی کو موخر کرنے کو کہا گیا تھا۔معمر قذافی کے سب سے بااختیار بیٹے کو ایک جنگجو گروہ نے زنتان کے قصبے سے گرفتار کر کے ایک خفیہ جگہ پر رکھا ہوا ہے۔اپنے ایک فیصلے میں ICC نے کہا کہ لیبیا سیف الاسلام کو ہیگ میں قائم جنگی جرائم کی عدالت کے فوراً حوالے کرے۔سیف الاسلام لیبیا میں انقلاب کے دوران مظاہروں کو ظالمانہ طریقے سے کنٹرول کرنے کے جرم میں مطلوب ہیں۔لیبیا میں برسر اقتدار انٹیرنیشنل ٹرانزیشن کونسل لیبیا میں ہی اُس پر مقدمہ چلانا چاہتی ہے۔انہوں نے اس منتقلی کو موخر کرنے کے لیے جنگی جرائم کی عدالت کے اختیار کو چیلنج کر دیا ہے، لیکن ICC نے کہا ہے کہ لیبیا کی کونسل اب تک مناسب ثبوت فراہم کرنے میں ناکام رہی ہے۔عدالت نے پچھلے سال جون میں معمر قذافی، سیف الاسلام، اور انٹیلیجنس چیف عبداللہ السنوسی کے وارنٹ جاری کیے تھے۔مسٹر سنوسی پچھلے مہینے موریطانیہ سے گرفتار ہوئے اور ان پر لیبیا میں ہی مقدمہ چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔لیکن ICC کا کہنا ہے کہ اقوام متحدہ کی قرارداد انہیں مجبور کرتی ہے کہ وہ ان لوگوں کو بین الاقوامی عدالت کے سامنے پیش کریں۔

اخوان المسلمین کے عہدیدار نے کہا ہے کہ وہ واشنگٹن کے دورے کے دوران (Moderate) جدت پسند پہلو اُجاگر کریں گے

مصر کی اخوان المسلمین کے ممبران نے جمعرات سے ایک ہفتے پر مشتمل واشنگٹن کے دورے میں وائٹ ہاؤس کے عہدیداروں، پالیسی ایکسپرٹس اور دوسروں کو، کہ جنہیں گروپ کے مصر میں سب سے بڑی طاقت بننے پر خدشات ہیں، انہیں راضی کرنے کی مہم کا آغاز کر دیا ہے۔مصر کے انقلاب، کہ جس کے ذریعے حسنی مبارک سے نجات حاصل کی گئی، کے بعد اخوان المسلمین ایک کالعدم حزب اختلاف گروہ سے اچانک 50% سیٹوں والی سب سے بڑی سیاسی جماعت بن کر پارلیمنٹ میں سامنے آئی ہے۔ اس گروہ کے اقتدار میں آتے ہی مصر کے سیکولر طبقوں اور امریکی اہلکاروں کو یہ خدشہ پیدا ہوا کہ یہ گروہ ملک کے قوانین کو تبدیل کر دے گا جس سے عورتوں اور اقلیتوں کے حقوق کو شدید خطرہ لاحق ہو گا۔ ان خدشات کو اس وقت مزید ہوا ملی جب اخوان نے سابقہ یقین دہانیوں کے باوجود صدارتی انتخابات میں اپنا امیدوار نامزد کیا۔اخوان کے نمائندوں کو امید ہے کہ وہ امریکی عہدیداران سے ملاقات کے دوران پارٹی کا ایک جدت پسند پہلو اجاگر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے، ایک ایسی پارٹی جو کہ مصر کے اقتدار میں تمام طبقات کی فلاح کے لیے آ رہی ہے۔ سندوس عاصم جو کہ اس وفد کے ممبر ہیں، جس نے جمعرات کو واشنگٹن پوسٹ کے رپورٹر اور ایڈیٹر کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا "ہم جدت پسند مسلم تصورات کے نمائندے ہیں۔ہماری ترجیحات زیادہ تر اقتصادی اور سیاسی ہیں۔ جس میں انقلاب کے دوران کیے جانے والے معاشرتی انصاف، تعلیم، اور امن و امان کے وعدوں کا تحفظ شامل ہے"۔اسی انٹرویو میں وفد کے ممبران نے صدارتی الیکشن میں اپنا امیدوار کھڑا کرنے کے فیصلہ کا دفاع کیا۔ خالد القذاذ جو کہ پارٹی کے خارجہ تعلقات کے کوآرڈینیٹر ہیں نے کہا "ہم نے اخوان سے باہر اُن لوگوں کو جن کی ہم عزت کرتے ہیں، جیسا کہ عدلیہ، کے لوگوں سے رابطہ کیا لیکن کوئی بھی امیدوار بننے کے لیے تیار نہیں ہوا"۔ قذاذ اور دوسروں نے کہا کہ اخوان سے باہر سے کوئی بھی شخص بنیادی تبدیلیاں کر

سکتا ہے، یہاں تک کہ وہ اسمبلی کو توڑنے کا فیصلہ بھی کرسکتا ہے۔ اخوان کے عروج پر آتے ہی، اُس کی اور لبرل اور سیکولر حلقوں کی ٹھن گئی ہے۔

لبرل اور کوپٹک عیسائیوں، کہ جن کو نیا آئین بنانے کے لیے کمیٹی میں چنا گیا تھا، نے حال ہی میں اس کمیٹی کی میٹنگ کا یہ کہتے ہوئے بائیکاٹ کیا کہ کمیٹی میں تعداد متوازن نہیں ہے، اس میں زیادہ تر تعداد اخوان جیسی اسلامی جماعتوں کی ہے۔ عاصم نے کہا کہ "ہمارے خیال میں یہ آئین بنانے کی کوششوں کو ناکام کرنے کی سازش ہے، کیوں کہ اس کی کامیابی یہ ظاہر کرتی کہ ہم صحیح سمت میں پیش قدمی کر رہے ہیں اور جمہوریت کام کر رہی ہے، اور تبدیلی واقع ہو رہی ہے"۔ اپنے سیاسی اہداف کے بارے میں امریکی خدشات کو دور کرنے کے علاوہ، اخوان یہ بھی امید کرتی ہے کہ مصر کے امریکی اور مصری جمہوریت پسندوں کو سزا دینے کے فیصلے کے بعد، مصر اور امریکہ اپنے تعلقات پھر سے بحال کرلیں گے۔ اس فیصلے کے خلاف اٹھنے والی غصے کی لہر کی وجہ سے اوبامہ حکومت پر دباؤ ہے کہ وہ مصر کی فوج کو ملنے والی 1.3 بلین ڈالر کی امداد کو روک لے۔ عبدل موغود دار دری جو کہ وفد کے ممبر اور ایک قانون دان ہیں نے کہا "یہ بداعتمادی ایک دیوار ہے لیکن اسے اکیلے نہیں گرایا جا سکتا بلکہ اس کے لیے دونوں سمت سے کوشش کرنی پڑے گی"۔

امریکی پینل نے خارجی امداد اور پاکستان کی فوجی امداد میں کمی کردی

امریکی ارکانِ نمائندہ گان کے ایک پینل نے بدھ کو خارجی امداد کے بجٹ میں 9 فیصد کی کٹوتی کی ہے، جس میں اقتصادی امداد، اقوامِ متحدہ اور ورلڈ بینک کے امدادی فنڈز میں کٹوتی شامل ہے۔ ان کٹوتیوں کے باوجود اس بل نے دونوں پارٹیوں کے بیرونی امداد کی درستگی کے پینل (Appropriations foreign aid panel) کی حمایت حاصل کر لی، اگرچہ یہ یقینی ہے کہ اس بل کو وائٹ ہاؤس سے ویٹو کا خطرہ ہے کیونکہ یہ بل ریپبلیکنز کے لیے عرصے کے خرچ کے پلان کے مطابق ہے جو کہ صدر اوبامہ کے ساتھ کیے جانے والے پچھلے سال بجٹ کے اور قرض معاہدے کے خلاف ہے۔ اس پینل نے اسرائیل اور مصر کی امداد تو بحال رکھی لیکن پاکستان کی فوج کی دہشتگردی کے خلاف تربیت کے لیے مختص $800 ملین ڈالر کی امداد کی امریکی انتظامیہ کی درخواست رد کردی۔ یہ بات قانون سازوں کی پاکستان کی حکومت سے متعلق خدشات کو ظاہر کرتی ہے، جو کہ اسامہ بن لادن کو ڈھونڈنے میں ناکام رہی جسے پچھلے سال امریکہ نے ہلاک کیا۔ ڈیموکریٹک نمائندے جیسی جیکسن جونیر نے پاکستان پر "اشتہاری ملزم کی مدد" کا الزام لگایا اور پاکستان اور امریکہ کے تعلقات کو ایک "ناکام شادی" سے تشبیہ دی۔ پاکستان کے خلاف اس نفرت کے باوجود، دہشتگردوں سے نمٹنے کے لیے $800 ملین ڈالر کی رقم کوئی مشکل حدف نہیں تھا، بہرحال یہ اقدام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ یہ خسارہ کسی اور جگہ سے فنڈز منتقل کر کے پورا کیا جا سکتا ہے۔ بیرونی امداد کے سرِ فہرست عہدیدار 'کے گرینجر' نے کہا "یہ ایک مشکل تعلق ہے"۔ ان اقدامات سے میکسیکو اور کولمبیا کو ڈرگ مافیا سے لڑنے میں مدد ملے گی۔ لیکن قانون سازوں نے امریکی انتظامیہ کی مشرقِ وسطی اور عرب انقلاب کے نتیجے میں شمالی افریقہ کے ممالک جیسا کہ تیونس، مصر اور دوسرے ممالک کی $770 ملین ڈالر کی امداد کی منظوری نہیں دی۔

تیونس نے انتہاء پسندوں سے نمٹنے کے لیے ایک پرانی اسلامی درسگاہ دوبارہ کھول دی

تیونس میں آٹھویں صدی میں زیتونہ مسجد میں قائم ہونے والے مشہور زمانہ اسلامی اسکول، کو آزادی کی تحریک کے ایک سیکولر رہنما حبیب بورگیبا نے اسلامی اثر کو ختم کرنے کی کوشش کے سلسلے میں 1964 میں بند کر دیا تھا۔ اس کی قدیم یونیورسٹی کو تیونس کی سرکاری یونیورسٹی میں ضم کر دیا گیا تھا۔ اس کالج نے اپنے دروازے ایک بار پھر طالبِ علموں کے لیے کھول دیے ہیں، جس کی ایک بڑی وجہ، مذہبی سکالرز اور رضا کاروں کی جانب سے زیتونہ میں پڑھایا جانے والا ماڈرن (جدت پسند) اسلام، جو کے ایک وقت میں پورے شمالی افریقہ میں مشہور تھا، کو زندہ کرنا ہے، تا کہ اسلام کے بنیاد پرست تصورات کا مقابلہ کیا جا سکے۔ فاتح الخمیری، جو اُس پریشر گروپ کے سربراہ ہیں جنہوں نے عدالت سے اس درسگاہ کو دوبارہ سے کھولنے کے احکامات حاصل کیے ہیں، کہتے ہیں "آج کے اس دور میں کہ جس میں ہم زندہ ہیں، اسلام کے بنیاد پرست تصورات کا مقابلہ کرنے میں اس درسگاہ کی اہمیت سنگِ میل کی سی ہو گی"۔ "اس کا مقصد تیونس اور شمالی افریقہ میں جدت پسند اسلام کے بنیادی اصولوں کو بحال کرنا ہے"۔ زیتونہ وہ درسگاہ ہے کہ جو کبھی مصر کی الاظہر اسلامی یونیورسٹی کا مقابلہ کرتی تھی، اور اسلام کے سنہرے دور میں جس کی دیواروں کے اندر مسلمانوں کے عظیم مفکر فلسفہ، منطق، طب، صرف ونحو اور فقہ پڑھا کرتے تھے۔

ہیلری اور اس کے 'فرینڈز آف سیریا (شام کے دوست)' امن کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں: روسی وزیرِ خارجہ

روسی وزیرِ خارجہ سرگئی لوو روو (Sergey Lavrov) نے کہا ہے کہ شام کے دوست نامی گروپ کی طرف سے لیے جانے والے اقدامات سے اقوامِ متحدہ کے امن مشن کو نقصان پہنچ رہا ہے، جس سے بین الاقوامی طور پر تشدد کے خاتمے کی

کوششوں کو دھچکا لگا ہے۔ انہوں نے کہا ''ہر کوئی کوفی عنان منصوبے کی حمایت کر رہا تھا'' ،'' جب اچانک 'شام کے دوست' نامی تنظیم کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا جس میں شامی حزب اختلاف سے کہا گیا کہ وہ مذاکرات کو رد کر دیں، اور اپنے آپ کو اسلحہ سے لیس کریں اور وعدہ کیا گیا کہ وہ شام پر مزید پابندیاں لگائیں گے''۔ Lavrov نے کہا کہ اس سے امن کی کوششوں کو نقصان پہنچا ہے کیونکہ 'شام کے دوست' صرف شامی حزب اختلاف سے بات کرنا چاہتے ہیں، جس سے مسئلہ کا کوئی بھی حل ناممکن بن جاتا ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب اقوام متحدہ شام کا مسئلہ حل کرنے کے لیے کوششیں کر رہی ہے 'شام کے دوست' کے اجلاس نے ان تمام کوششوں پر پانی پھیرنے کی کوشش کی ہے۔ امریکہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ شام کی حزب اختلاف پر 12 ملین ڈالر خرچ کرے گا، جو کہ پچھلے اعلان سے دگنی رقم ہے۔ خلیج کی ریاستوں اور سعودی عرب اور قطر نے حزب اختلاف کے مسلح ممبروں کو تنخواہیں دینے کے لیے رضامندی ظاہر کی ہے۔ جس سے وہ کرائے کے فوجی لگتے ہیں نہ کہ حزب اختلاف کے کارکن۔ اس سے پہلے بھی یہ دو ممالک شام کی حزب اختلاف کو مسلح کرنے کی بات کر چکے ہیں تاکہ وہ شام کی فوج کے خلاف اپنا 'دفاع' کر سکیں۔

یورپ کا معاشی بحران ہالینڈ میں اسلام مخالف جذبات کو مزید ہوا دے رہا ہے۔

یورپ کا معاشی بحران، ہالینڈ کے دائیں بازو کے قانون ساز گرٹ ولڈر (Geert Wilders) کو اپنے مسلمانوں اور ان کے عقیدے سے دشمنی کے جذبات کو عام آدمی تک پہنچانے میں مدد دے رہا ہے۔ جان ٹیکوا، جو کہ برسلز میں قائم 'عالمی امن کے نفاذ کے ادارے' کے director ہیں نے کہا ''ولڈر کو اچانک احساس ہوا ہے کہ وہ اس وقت صحیح مقام پر کھڑے ہیں''، ''اس بحران نے ہر کسی کو موقع فراہم کر دیا ہے کہ وہ اپنی بھڑاس نکال سکیں''۔ ولڈر نے مطالبہ کیا ہے کہ ہالینڈ میں مسلمانوں کی امیگریشن پر پابندی لگائی جائے، مسلم نقاب پر پابندی لگائی جائے اور مسجدوں کی تعمیر کو روکا جائے۔ اپنی ایک نئی کتاب 'مارکڈ فار ڈیتھ، اسلام کی مغرب کے خلاف جنگ اور میں' (Marked for Death, Islam's War Against the West and Me)، جو کہ منگل یکم مئی کو امریکہ میں ریلیز ہوئی، میں ولڈر نے ایک دفعہ پھر اسلام کو پرتشدد دین قرار دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے 'ہمیں ایک ایسے ثابت قدم دشمن کا سامنا ہے جو ہر طرح سے پوری کوشش کر رہا ہے کہ مغرب کو تباہ کر دے اور اس کی آزادی رائے، آزادی اظہار اور مذہب کی آزادی کی روایت کو جڑ سے ختم کر دے۔ کسی دھوکہ میں نہ رہنا اگر ہم ناکام ہوئے تو ہم غلام بنا لیے جائیں گے'' ۔ ولڈر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے بغض کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس نے قران کو 'فاشسٹ' قرار دیتے ہوئے اس پر پابندی کا مطالبہ بھی کیا ہے۔ 2008 میں ولڈر نے 15 منٹ کی ایک ڈاکیومنٹری بنائی، جس میں قران کو تشدد پر ابھارنے والی کتاب کا الزام لگایا گیا ہے۔ 2006 میں قائم ہونے والی اس جماعت کو اس کی اسلام مخالف مہم کی وجہ سے اپنی شہرت بڑھانے میں بہت مدد ملی ہے۔

امریکہ نے مسلمانوں کی تحقیر کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے ملعون پادری کو قران جلانے کی اجازت دے دی

گینزوِل سَن (Gainesville Sun) کے مطابق متنازعہ ملعون پادری ٹیری جونز نے ایران میں ایک عیسائی راہب کی گرفتاری پر احتجاجاً قران پاک کے مذید نسخے اور رسول ﷺ کا ایک خاکہ جلا دیا۔ اخبار کے مطابق ٹیری جونز اور اس کے ایک ساتھی پادری نے، ریاست فلوریڈا کے علاقے گینزوِل میں اپنے چرچ کے باہر مظاہرہ کرتے ہوئے، مطالبہ کیا کہ ایران میں قید پادری یوسف نادر خانی کو جیل سے فوراً رہا کیا جائے۔ مارچ 2011 میں بھی جونز کے اسسٹنٹ پادری وین سیپ نے قران پاک کے نسخے جلائے تھے اور اس کو انٹرنیٹ پر براہ راست نشر کیا تھا۔

ایران کے ساتھ تناؤ بڑھنے کے ساتھ ہی متحدہ عرب امارات نے امریکی جنگی جہازوں کو اڈے فراہم کر دیے

پیر کو امریکی اہلکاروں نے بیان دیا کہ ایران کے اپنے ہمسائیوں کے ساتھ بڑھتے تناؤ کی وجہ سے امریکہ نے اپنے جدید F-22 لڑاکا طیارے متحدہ عرب امارات بھیج دیے ہیں۔ امریکی اہلکار، جو نام ظاہر نہ ہونے کی شرط پر بات کر رہا تھا، نے F-22 کی تعداد، جو متحدہ عرب امارات کے 'الدفراع' ائیر بیس پر پہنچ رہے ہیں، بتانے سے گریز کیا۔ امریکی اہلکار نام نہ بتائے جانے کی شرط پر کہا کہ وہ یہ نہیں بتا سکتا کہ کتنے F-22 طیارے متحدہ امارات کے ہوائی اڈے ال دفیر بھیجے گئے ہیں۔ اس نے اس آپریشن کی تفصیلات عوامی سطح پر بتانے سے گریز کیا۔ فضائیہ کی ایک خاتون ترجمان نے اس ائیر بیس یا ایران کا نام لیے بغیر اس بات کی تصدیق کی کہ خطے میں امریکہ کے جدید ترین لڑاکا طیارے بھیجے جا رہے ہیں۔ میجر میری ڈینز جونز نے کہا کہ ''امریکہ جنوب مغربی ایشیاء میں اپنے جدید F-22 طیارے بھیج رہا ہے۔ اس اقدام سے افواج کے درمیان روابط کو تقویت ملے گی اور خطے کی خودمختاری اور طاقت کے توازن کو برقرار رکھنے میں مدد ملے گی، باہمی مفاد کے آپریشنز میں بہتری آئے گی، اور فوجوں کے درمیان مل کر کام کرنے، آلات اور طریقہ کار کو سمجھنے میں بہتری آئے

گی''۔حالیہ دنوں میں ایران اور متحدہ عرب امارات کے درمیان تین متنازعہ جزیروں کی وجہ سے تناؤ بڑھا ہے اور واشنگٹن متحدہ عرب امارات کی حمائت میں آواز بلند کر رہا ہے۔گلف کے اِن جزیروں پر یہ تناؤ ایران کے متنازعہ نیوکلیئر پروگرام پر عالمی تناؤ کے تناضر میں جنم لے رہا ہے، اور امریکہ، یورپ اور اسرائیل سمجھتے ہیں کہ ایران خفیہ طریقے سے نیوکلیئر ہتھیار حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ایران کے ایٹمی مہم اور بڑھتی ہوئی میزائل ٹیکنالوجی نے خلیجی ریاستوں کے خدشات بڑھا دیے ہیں، جنہوں نے امریکہ کے ساتھ میزائل ڈیفنس کے معاہدات کے ذریعے ایران کا مقابلہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔دسمبر میں امریکہ نے میزائل ڈیفنس بیٹری اور ریڈار کی فروخت کی مد میں متحدہ عرب امارات کیساتھ 3.48 بلین ڈالر کے معاہدے کا اعلان کیا تھا۔

امریکہ کا افغانستان سے معاہدہ، کرزئی حکومت کو بچانے کے لیے ہے

افغانستان کے صدر نے اپنے اتحادی امریکہ کو کرپٹ ، بیکار اور افغان خون کی ناقدری کرنے والا قرار دے دیا ہے۔ایک بار تو اس نے طالبان میں شامل ہونے کی دھمکی بھی دے ڈالی تھی۔بحرحال حامد کرزئی نے امریکہ کے ساتھ معاہدہ کرلیا ہے جس کی رو سے اب امریکی افواج کئی سالوں تک افغانستان میں رہ سکتی ہیں۔اپنے کھو کھلے نعروں کے باوجود، کرزئی کو افغانستان کو چلانے کے لیے بیرونی معاشی امداد، اور افغانستان کو خانہ جنگی سے محفوظ رکھنے کے لیے، جیسا کہ روس کے جانے کے بعد ہوا تھا، سے بچنے کے لیے بین الاقوامی مدد کی ضرورت ہے۔طویل مدت کے اس استعماری معاہدے کہ جس کے ذریعے دونوں ممالک 2014 سے 2024 تک آپس کے تعلقات استوار کریں گے، کو سرکردہ افغان رہنماوں نے خوش آمدید کہا اور اس بات کو مغرب کی طرف سے عندیہ قرار دیا ہے کہ وہ ماضی کی طرح افغانستان کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔یہ معاہدہ کرزئی کو افغان بغاوت کا مقابلہ کرنے کے لیے کلیدی فوجی مدد بھی فراہم کرتا ہے جس کی شدت میں کمی واقع نہیں ہو رہی۔صدر اوبامہ کے افغانستان سے جانے کے دو گھنٹے بعد ہی طالبان نے سینکڑوں غیر ملکیوں کی قلعہ بند رہائش گاہوں پر خودکش حملہ کیا اور سات افغانوں کو قتل کردیا۔واحد مژدہ، جو افغانستان کے سرِ فہرست پشتون لیڈروں میں سے ہیں، ایک ایسی کمیونٹی جہاں طالبان کی سب سے زیادہ حمایت ہے، نے کہا ''کرزئی سمجھ رہے ہیں کہ یہ افغانستان کے مفاد، استحکام، اور حفاظت کے لیے بہتر ہے۔امریکیوں کے بغیر امن اور استحکام ناممکن ہے''۔

امریکی صلیبی پاکستان کی سرزمین پر اپنے 'حق' کو جائز قرار دے رہے ہیں

ایسے حالات میں جبکہ امریکہ اسلام آباد کی وارننگ کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک طرف پاکستان میں ڈرون حملے جاری رکھے ہوئے ہے تو دوسری طرف دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے اوبامہ کے سرِ فہرست مشیر نے مبینہ دہشت گردوں کے ٹھکانوں پر بغیر پائیلٹ جہازوں کے ذریعے اپنے حملوں کو جائز قرار دیا ہے۔یہ حملے جو'' قانون کے عین مطابق'' ہیں، اس وقت کیے جاتے ہیں جب زندہ پکڑنا ممکن نہ ہو، یہ بات ڈپٹی نیشنل سیکیورٹی ایڈوائزر نے پیر کو واشنگٹن کے ایک تھنک ٹینک ،وڈرو ولسن سینٹر (Woodrow Wilson Centre) سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔جان برنان نے کہا '' اوبامہ نے پانچ سال پہلے کہا تھا کہ اگر دوسری قوم ایکشن نہیں لے گی تو ہم خود لیں گے''۔''اور یہ کافی افسوس کی بات ہے کہ بعض اوقات معصوم زندگیاں بچانے کے لیے کچھ جانیں لینی پڑتی ہیں۔۔۔اُن دہشت گردوں کی جانیں جو کہ ہمارے ہم وطنوں کو مار دینا چاہتے ہیں''۔برمن نے مزید کہا کہ امریکہ ''ملکوں کی خودمختاری اور بین الاقوامی قوانین کی عزت کرتا ہے''اور ان حملوں کے لیے جنگی قوانین کو مشعلِ راہ بناتا ہے۔ان کا یہ بیان اس وقت سامنے آیا جب ایک امریکی ڈرون نے پاکستان کے شمال مغربی قبائلی علاقے میں ایک ہائی سکول کو نشانہ بنایا، جہاں خفیہ ایجنسیوں کے مطابق دہشت گردوں نے پناہ لے رکھی تھی، اور اس حملے کی پاکستانی وزارت خارجہ نے مذمت کی ہے۔

امریکہ کے پاس بھی حافظ سعید کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہیں: پاکستان

لشکر طیبہ کے بانی حافظ سعید کے خلاف بغیر ٹھوس ثبوت کے کوئی بھی اقدام لینے سے انکار کرتے ہوئے، پاکستان نے کہا کہ امریکہ کے پاس بھی جماعت الدعوۃ کو دہشت گردی سے منسلک کرنے کے حوالے سے کوئی ثبوت نہیں۔دفترِ خارجہ کے ترجمان عبدالباسط نے کہا کہ یہ ''عجیب'' ہے کہ امریکہ نے حافظ سعید اور عبدالرحمان مکی سے متعلق معلومات اور ثبوت فراہم کرنے کے لیے کڑوروں ڈالر کے انعام کا اعلان کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کی جانے والی وضاحت نے یہ بات ثابت کردی ہے کہ'' امریکہ کے پاس بھی اِن افراد کے خلاف کوئی ثبوت نہیں''۔باسط نے ہفتہ وار بریفنگ کے دوران، جس میں حافظ سعید سے متعلق سوالات حاوی رہے، کہا کہ''ہم نے اپنی پوزیشن پوری طرح واضح کردی ہے کہ حافظ سعید کے خلاف ہمارے پاس کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہیں۔پاکستان ترجیح دے گا کہ اسے ٹھوس ثبوت دیے جائیں تاکہ وہ کوئی قانونی چارہ جوئی کرسکے، اس کے بغیر ہم کچھ نہیں کرسکتے''۔امریکہ نے حافظ سعید، جو کہ لشکرِ طیبہ کے بانی ہیں، کے سر کی قیمت 10 ملین ڈالر اور دو ملین ڈالر کی قیمت عبدالرحمان مکی کے سر پر رکھی ہے ، لشکرِ طیبہ کو 2008 ممبئی حملوں کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔

▯▯▯

پاکستان میں حزب التحریر کے میڈیا آفس سے جاری ہونے والی اہم پریس ریلیزز

کیانی نے اپنی غداری کو چھپانے کے لئے ایک بار پھر پارلیمنٹ کا کندھا استعمال کر لیا

سپلائی لائن کھولنا شرعاً حرام ہے؛ یہ اسلام، امت مسلمہ اور مجاہدین کے ساتھ بدترین غداری ہے!

عوام کو بجلی کے شدید بحران، کراچی کی ٹارگٹ کلنگ اور گلگت کی نام نہاد فرقہ وارانہ دہشت گردی جیسے مسائل میں الجھا کر کے کیانی اور اس کے حواریوں نے اپنی غداری کو چھپانے کے لئے پارلیمنٹ کا کندھا استعمال کر لیا۔ اللہ کے قانون کے مکمل برخلاف دشمن کو مسلمانوں کے قتل عام میں مدد فراہم کرنے کے لئے نیٹو سپلائی لائن ایک بار پھر کھول دی گئی۔ عوام کو بیوقوف بنانے کی خاطر صرف یہی کہنے پر اکتفاء کیا گیا کہ رسد میں گولہ بارود نہیں بھیجا جائیگا۔ جیسے ان حکمرانوں میں ہمت ہے کہ وہ نیٹو کا ہر کنٹینر کھول کر تسلی کر سکیں کہ اس میں فوجی ساز و سامان ہے یا کھانے پینے کی اشیاء؟ بالفاظ دیگر بین السطور پارلیمنٹ نے حکومت کو سپلائی لائن کھولنے کی اجازت دے دی ہے۔ پارلیمنٹ نے ایک فاحشہ کی طرح اپنا جسم بیچنے کی نئی قیمت لگا دی ہے۔ ان کفریہ سفارشات کو چند سیاستدانوں اور اسلامی علماء دونوں نے متفقہ طور پر قبول کیا ہے۔ افسوس علماء ایک طرف تو ''اسلام زندہ باد'' کے نعرے لگاتے ہیں اور دوسری طرف اسلام دشمن امریکہ کی سپلائی لائن کھولنے کے حق میں ووٹ ڈالتے ہیں۔ بے شک اس کفریہ جمہوریت کے حمام میں سب ہی ننگے ہیں۔ عوام کو اس کفریہ نظام سے کسی خیر کی توقع نہیں۔ اس سے قبل بھی اسی جمہوری نظام نے سترھویں ترمیم کے ذریعے سپلائی لائن کو قانونی حیثیت فراہم کی تھی اور شراب، سور، فوجی ڈائپرز اور گولہ بارود کو بحفاظت افغانستان تک پہنچانے کی سبیل مہیا کی تھی۔ کیا یہ پارلیمنٹیرنز، خصوصاً علماء، یہ بھول گئے ہیں کہ جس خوراک کی ترسیل کی اجازت آج یہ دے رہے ہیں اسی خوراک سے توانائی لے کر نیٹو فوجی شہداء کی متبرک لاشوں پر پیشاب کرتے اور ہماری الہامی کتاب قرآن مجید کی بے حرمتی کرتے ہیں؟ کیا وہ بھول گئے ہیں کہ اس خوراک سے طاقت لے کر یہ جانوروں سے بھی بدتر فوجی افغانستان کے نہتے بچوں اور بوڑھوں کو قتل اور ہماری بہنوں کی آبرو ریزی کرتے ہیں؟ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اس خوراک کی ترسیل میں مدد فراہم کرنا شرعاً حلال ہے یا قطعی حرام؟! کیا ہم شلوار کے پائنچوں اور داڑھی کی لمبائی پر ہی اسلام کے احکامات منطبق کرتے رہیں گے یا اسلام کا تعلق ہماری خارجہ پالیسی اور ملکی قوانین سے بھی ہے؟ تو آخر کیوں اہل علم اس قطعی حرام کے خلاف آواز بلند نہیں کرتے اور وقت آنے پر اپنا وزن دشمنوں کے پلڑے میں ڈال دیتے ہیں؟ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ کیانی کی ایک آواز پر یہ سب سیاستدان ڈھیر ہو جاتے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ یہ سیاستدان حزب التحریر کے دلیر اور مخلص شباب سے کچھ نہیں سیکھتے جو آج بھی کیانی اور زرداری کے عقوبت خانوں میں حق گوئی کی بنا پر محبوس ہیں؟ کیانی امریکہ کا وفادار ترین ایجنٹ ہے جسے تین سال کی ایکسٹینشن امریکہ نے ایسے ہی نہیں دے دی۔ وقت آ گیا ہے کہ فوج میں موجود افسر فیصلہ کریں کہ انہوں نے راشد منہاس کے نقش قدم پر چل کر اپنے سینئیر کی غداری کے خلاف کھڑا ہونا ہے یا جنرل نیازی کی طرح یحیٰی خان کے اشاروں پر چلتے ہوئے ملک توڑ دینا ہے؟ عوام دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح امریکہ نے پہلے مشرف کے ذریعے ملک تباہ کیا اور اب وہ کیانی اور اس کے چند حواریوں کے ذریعے بچا کھچا ملک ادھیڑ رہا ہے۔ اے مخلص افسرو! اٹھو، اس سے پہلے کہ فوج اور سیاستدانوں میں موجود امریکی غدار ملک کو مکمل طور پر بیچ دیں اور پھر تمہارے ہاتھ بچانے کے لئے کچھ نہ بچے!

نوید بٹ

پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان

(جمعہ، 21 جمادی الاول، 1433ھ)

□□□

حکومتی ایجنسیوں نے ڈاکٹر عبد القیوم کو نو مہینے بعد اپنے عقوبت خانے سے رہا کر دیا

ڈاکوؤں اور اغوا کاروں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حکومتی ایجنسیوں نے بھی رات کی تاریکی میں رحیم یار خان کے مشہور ڈینٹل سرجن اور حزب التحریر کے رکن ڈاکٹر عبدالقیوم کو رہا کر دیا۔ انہیں نو ماہ قبل حکومتی غنڈوں نے ان کی گاڑی روک کر ان کی بیٹی کی موجودگی میں اغوا کیا تھا۔ نو ماہ کے دوران ان کی بزرگی کا لحاظ کئے بغیر انہیں جسمانی تشدد کے علاوہ ذہنی تشدد کا نشانہ بھی بنایا گیا۔ انہیں مزید اذیت دینے کی خاطر انہیں قرآن تک مہیا کرنے سے انکار کر دیا گیا تاکہ وہ اس سے اطمینان حاصل نہ کر سکیں۔ اس دوران آئی ایس آئی اور ایم آئی نے ہائی کورٹ میں بیان حلفی جمع کرائے اور اللہ کو حاضر ناظر جان کر یہ جھوٹ بولا کہ ڈاکٹر عبدالقیوم ان کی حراست میں نہیں۔ یہ حکمران اور ان کی ایجنسیاں اللہ اور اس کی کتاب کی حرمت کو بالائے طاق رکھ کر جھوٹ بولنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں کرتیں۔ امریکی چاکری میں ان حکومتی کارندوں نے اللہ کے نام پر حلف اٹھانے کو مذاق سمجھ لیا ہے۔ ہم ان کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ تم لوگوں نے امریکہ کی خاطر دنیا بھی بیچ دی ہے اور آخرت بھی۔ آج بھی حـــــزب

التحریر کے رکن حبیب اللہ ملیر کینٹ کے علاقے میں انہی حکومتی ایجنسیوں کے زندان خانے میں ٹارچر برداشت کر رہے ہیں۔ اللہ انہیں استقامت دے اور ان کے اغوا کاروں کو اس ظلم کا بدترین بدلہ دے۔ اسی طرح پشاور سے حزب التحریر کے رکن عرفان اللہ بھی جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہیں۔ ہم زرداری اور کیانی کو بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ گزشتہ نو ماہ کے دوران اغوا، گرفتاریاں، ٹارچر، ریڈز وغیرہ **حزب التحریر** کی جدوجہد کو بال برابر بھی کمزور نہ کر سکیں بلکہ ان کارروائیوں نے اسے مزید تیز کیا ہے۔ امت کو معلوم ہو گیا ہے کہ یہ غدار حقیقت میں کس سے ڈرتے ہیں۔ وہ تمام فرینڈلی اپوزیشن پارٹیاں جو جمہوریت اور اس نظام کو برقرار رکھنے کی خواہاں ہیں استعمار کے ایجنڈے کے عین مطابق کام کر رہی ہیں اور **حزب التحریر** ہی وہ جماعت ہے جو اس نظام کو اکھاڑ کر اسلامی نظام نافذ کرنے کی اہلیت رکھتی ہے اور اس کام میں مخلص بھی ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو ابولہب اور ابوجہل کے عناد اور مخالفت نے مقبولیت دی تھی اور آج بھی زرداری اور کیانی کی بیوقوفیاں یہی کردار ادا کر رہی ہے۔ وہ دن دور نہیں جب انشاء اللہ آج کے ابولہب اور ابوجہل انصاف کے کٹہرے میں کھڑے کئے جائیں گے، اور وہ دن مؤمنین کے لئے نہایت خوشی کا دن ہوگا!

نوید بٹ

پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان

(اتوار، 8 جمادی ثانی، 1433ھ)

□□□

کیانی اور سویلین ایجنٹ حکمران **حزب التحریر** کو روکنے کے لئے اپنی خباثت پر اتر آئے!

لاہور میں حزب التحریر کے ہفتہ وار درس پر حملہ، پندرہ سے زائد گرفتار، جج نے جوڈیشل ریمانڈ پر جیل بھیج دیا

ماڈل ٹاؤن لاہور میں **حزب التحریر** کے ہفتہ وار درس پر حکومتی غنڈوں نے دھاوا بول کر پندرہ سے زائد افراد کو گرفتار کر لیا۔ ان پر انسداد دہشت گردی کے ایکٹ W-11 کے تحت مقدمہ بنایا گیا جبکہ جج نے انہیں جوڈیشل ریمانڈ پر جیل بھیج دیا۔ ان مخلص اور پڑھے لکھے نوجوانوں کی تذلیل کے لئے انہیں دہشت گردوں کی طرح منہ پر چادریں لپیٹ کر میڈیا کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس گھر میں یہ درس کئی سالوں سے جاری تھا وہاں کے مکینوں کو شدید تشدد کا نشانہ بھی بنایا گیا۔ گھر کے سربراہ اور ان کے تینوں بیٹوں کو گرفتار کر لیا گیا اور ان کی والدہ کے سامنے انہیں اس قدر مارا پیٹا گیا کہ ان کے جسم سے خون جاری ہو گیا۔ یہ سب محض اس لئے کہ یہ گھرانہ اسلام کی سربلندی اور خلافت کا خواہاں ہے۔ کیا یہ ایجنسیاں بلیک واٹر کے قاتلوں کو گھر کرائے پر دینے والوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کرتی ہیں؟ کیا لاہور میں جگہ جگہ کھلے برائی کے اڈوں پر بھی دھاوا بولا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں! چند اخباری رپورٹوں کے مطابق یہ ریڈ حزب التحریر کی طرف سے یوٹیوب پر جاری کردہ اس ویڈیو کے جواب میں کیا گیا جس میں **حزب التحریر** نے کیانی اور پاشا سمیت فوج میں موجود غداروں کو بے نقاب کیا تھا اور اس کی تشہیر کے لئے ایس ایم ایس جاری کئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ لاہور اور اس سے قبل اسلام آباد میں حزب کے ہفتہ وار درسوں پر حملے کا مقصد حزب کو نیٹو سپلائی لائن کے دوبارہ کھولنے کے خلاف احتجاج کرنے سے روکنا ہے۔ کیانی اور زرداری جانتے ہیں کہ امت امریکہ سے نفرت کرتی ہے اور ایبٹ آباد اور سلالہ حملے کے بعد ان کی غداری کھل کر سامنے آ گئی ہے۔ اس کو چھپانے کے لئے عارضی طور پر سپلائی لائن بند کی گئی لیکن یہ عوام کے غم و غصہ کو ختم کرنے کے لئے کافی نہیں تھا۔ اب جبکہ یہ ایجنٹ ایک بار پھر امریکہ کی شہ رگ کو کھولنا چاہتے ہیں تو ایسے میں انہیں **حزب التحریر** جیسی جماعت کی عوامی تحریک سے خطرہ ہے۔ حکومت جانتی ہے کہ موجودہ نظام کی اصل دشمن **حزب التحریر** ہے جو امت کے سامنے ایک متبادل نظام بھی پیش کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرینڈلی اپوزیشن کو گرفتار کرنے کے بجائے اس نظام کی حقیقی اپوزیشن، **حزب التحریر**، کے کارکنوں کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ حزب کے شباب امت کی بیداری اور ان ایجنٹ حکمرانوں کے کرتوتوں کو بے نقاب کرنے کی پرامن سیاسی جدوجہد جاری رکھیں گے چاہے اس ضمن میں انہیں کسی بھی قسم کی مشکل کا سامنا ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حزب نے گزشتہ چھ سالوں سے اپنے خلاف غیر اسلامی اور غیر قانونی پابندی کو ہائی کورٹ میں چیلنج کر رکھا ہے لیکن پاکستان کی ''آزاد عدلیہ'' اس مقدمہ کی سماعت میں تاخیری حربے استعمال کر رہی ہے تاکہ حکمران گرفتاریوں اور ٹارچر کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔ ہم ان ایجنٹوں اور ان کے حواریوں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ حزب اپنی سیاسی اور فکری جدوجہد جاری رکھے گی تا آنکہ فوج میں سے مخلص افسران حزب کو بیعت دیتے ہوئے خلافت کا انعقاد کر دیں۔

نوید بٹ

پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان

(جمعہ، ۷ جمادی الاول، 1433ھ)

□□□

اسلام آباد اور لاہور کے بعد حزب التحریر کے ممبران کی کراچی اور پشاور میں بھی گرفتاریاں

اسلام آباد اور لاہور میں **حزب التحریر** کے درسوں پر ریڈ کر کے چالیس کے لگ بھگ کارکنوں کو گرفتار کرنے کے بعد حکومتی ایجنسیوں کا **حزب التحریر** کو ٹارگٹ کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔

ایجنسیوں نے کراچی میں دو ہفتہ قبل **حزب التحریر** کے ممبر حبیب اللہ کو ان کے بیوی بچوں کی موجودگی میں گھر کے باہر سے اغوا کر لیا اور وہ ابھی تک لاپتہ ہیں۔ یہ غنڈے ان کے موبائل اور کمپیوٹر تک ساتھ لے گئے اور اطلاع کے مطابق اس وقت وہ ملیر کینٹ میں کسی عقوبت خانہ میں بند ہیں۔ دوسری طرف جمعہ کے روز پشاور میں حکومتی ایجنسیوں نے **حزب التحریر** کے رکن پروفیسر عرفان کو گرفتار کر کے ان کے خلاف دہشت گردی کا مقدمہ درج کر لیا۔ انسداد دہشت گردی کے جج نے انہیں دو دن کے جسمانی ریمانڈ پر پولیس کے حوالے کر دیا ہے۔ افسوس یہ سیکورٹی ایجنسیاں حزب کے مخلص کارکنوں کو پکڑ پکڑ کر بند کرتی ہیں جبکہ سی آئی اے اور بلیک واٹر کے دہشت گرد دندناتے پھر رہے ہیں۔ حقیقت میں حزب ہی وہ واحد اپوزیشن ہے جو امریکہ اور دیگر استعماری طاقتوں کے خلاف عرب دنیا سے لے کر جنوب مشرقی ایشیاء اور پاکستان سے لے کر وسط ایشیاء تک نبرد آزما ہے۔ پاکستان میں بھی حزب کے خلاف کاروائیاں اس وقت تیز ہو گئیں جب حزب نے پاکستان کے حقیقی حاکم کیانی کی غداری کو بے نقاب کرنا شروع کیا اور امریکی مفادات کے خلاف امت کو ابھارا۔ یہ کیانی ہی ہے جو نہ صرف افغانستان میں امریکہ کی مدد کر رہا ہے اور پاکستان کے مسلمانوں کو تہہ تیغ کر رہا ہے بلکہ وہ بھارت کو اس خطے میں بالادستی دلوانے کے لئے بھی سرگرم عمل ہے۔ حال ہی میں سیاچن اور دفاعی بجٹ سے متعلق کیانی کے بیانات سے وہ ایک بھارتی این جی او کا ملازم زیادہ اور پاکستانی فوج کا سپہ سالار کم نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی سرپرستی میں پاکستان نے ہندوستان کو ایم ایف این سٹیٹس دیا، واہگہ پر تجارتی دروازہ کھولا، افغانسان تک رسائی دلوائی، کشمیر کو بالائے طاق رکھ کر بھارت کے ساتھ آزادانہ تجارت شروع کی اور اب سیاچن پر شکست تسلیم کر کے فوجیں واپس بلانے کی باتیں بھی کی جارہی ہیں تاکہ بزدل بھارتی فوجیوں کے مورال کو مضبوط بنایا جا سکے۔ کیانی آج کا یحیٰی خان ہے جو امریکی اشارے پر پاکستان کو تباہ کر رہا ہے۔ حزب التحریر فوج میں موجود مخلص افسروں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ آج کے یحیٰی خان سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے **حزب التحریر** کو مدد و نصرت فراہم کریں۔ **حزب التحریر** اعلان کرتی ہے کہ وہ امریکہ اور اس کے ایجنٹوں کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھے گی یہاں تک کہ اللہ کی مدد سے خلافت قائم ہو جائے۔

نوید بٹ

پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان

(منگل، 3 جمادی ثانی، 1433ھ)

□□□

کابینہ کی دفاعی کمیٹی کے فیصلے پا ستان میں امریکی تسلط کو بڑھانے کے لیے ہیں

وزیر اعظم گیلانی کی صدارت میں ہونے والی کابینہ کی دفاعی کمیٹی (DCC) کے فیصلے درحقیقت پاکستان پر امریکی تسلط (فٹ پرنٹ) کو نہ صرف برقرار رکھتے بلکہ مزید بڑھانے کے لیے کیے گئے ہیں۔ **حزب التحریر** دفاعی کمیٹی کے ان فیصلوں کی پر زور مذمت کرتی ہے اور انھیں مکمل طور پر مسترد کرتی ہے۔ یہ فیصلے مشرف کے دور سے جاری امریکہ کے ساتھ غیر قانونی اور غیر شرعی خفیہ تعاون کو قانونی شکل دے کر ان کو جاری رکھنے کی ایک کوشش ہے۔ کیا دفاعی کمیٹی کے یہ فیصلے کہ دہشت گردی کے خلاف مشترکہ کوششیں بڑھائی جائیں، انٹیلی جنس اداروں کے درمیان تعاون میں مزید اضافہ کیا جائے، پاکستان میں امریکی سفارتی اور انٹیلی جنس اہلکاروں کی موجودگی کو شفاف بنایا جائے اور نیٹو سپلائی لائن کے قوائد وضوابط طے کیے جائیں، پاکستان میں امریکی فٹ پرنٹ کو مزید بڑھانے کا باعث نہیں بنیں گے؟ سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غدار کبھی بھی نیٹو سپلائی لائن کی بندش یا پاکستان سے امریکی فٹ پرنٹ کا خاتمہ نہیں چاہتے تھے۔ لیکن ایبٹ آباد اور سلالہ چیک پوسٹ پر حملے کے بعد افواج پا ستان اور عوام میں امریکہ کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کے خاتمے اور سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غداروں کے خلاف اٹھنے والی نفرت کو ٹھنڈا کرنے کے لیے نیٹو سپلائی لائن کی جزوی بندش کا ڈرامہ رچایا گیا۔ اب پانچ مہینے گزر جانے اور ربر سٹمپ پارلیمنٹ کا کاندھا استعمال کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی جارہی ہے کہ سیاسی و فوجی قیادت نے پاکستان میں امریکی مداخلت کے آگے بند باندھ دیا ہے۔ کابینہ کمیٹی کے یہ فیصلے پرانی شراب کو نئی بوتل میں ڈال کر پیش کرنے کے مترادف ہے۔ سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غداروں نے سلالہ چیک پوسٹ پر شہید ہونے والے افسران اور جوانوں کے خون کا سودا کر دیا ہے۔ **حزب التحریر** امت اور افواج پاکستان کے مخلص افسران کو بتا دینا چاہتی ہے کہ یہی وہ سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غدار ہیں جنھوں نے پہلے اسلام کے خلاف امریکی جنگ شامل ہونے کے لیے یہ عذر دیا تھا کہ امریکہ کشمیر، معیشت کی مضبوطی اور پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی حفاظت میں مدد دے گا۔ لیکن یہ تمام دعوے جھوٹے نکلے۔ یہی وہ سیاسی اور فوجی قیادت میں موجود غدار ہیں جنہوں نے پاک فوج کے جوانوں کو قبائلی علاقوں میں اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف لڑنے پر آمادہ کرنے کے لیے بھارتی مداخلت کا واویلا مچایا۔ لیکن اس مسئلے کو آج تک کسی عالمی فورم پر یا بھارت کے ساتھ دو طرفہ مذاکرات تک میں نہ اٹھایا۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ بلوچستان اور قبائلی علاقوں میں بھارتی مداخلت کی بات ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت امریکہ اور بھارت کی مرضی سے کی جارہی تھی تاکہ فتنے کی جنگ شروع کی جا سکے اور بعد ازاں جب یہ بھڑک اٹھے تو "انڈین فیکٹر" کو خاموشی سے دفنا دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اب جبکہ پورے فاٹا میں آپریشن ہو چکے ہیں یکا یک بھارت کو ایم ایف این سٹیٹس دے دیا گیا۔ اسے تجارتی راہداری بھی مہیا کر دی گئی۔ چند اشیاء کے علاوہ باقی اشیاء کی تجارت کی اجازت بھی دی جارہی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان کو بھارت کا مرہون منت بنانے کے لئے اس سے

بجلی اور تیل بھی درآمد کرنے کی بات کی جارہی ہے تاکہ حکمران یہ کہہ کر کشمیر سے دستبرداری اختیار کر سکیں کہ ہم بھارت کے خلاف کیسے کھڑے ہو سکتے ہیں جب ہماری بجلی اور تیل تو وہاں سے آتا ہے۔ اس غداری میں ''فرینڈلی اپوزیشن'' بھی شامل ہے جس میں سب سے آگے نواز شریف اور شہباز شریف ہیں۔ حال ہی میں نواز شریف کی طرف سے کارگل پر شکست تسلیم کر کے فوجیں واپس بلانے کی بڑ اور سپلائی لائن کھولنے کی حمایت نے ثابت کر دیا ہے کہ پی پی پی اور پی ایم ایل این دونوں امریکہ کے مفادات کے تحفظ میں مکمل ہم آہنگ ہیں۔ **حزب التحریر** افواجِ پاکستان میں موجود مخلص افسران سے مطالبہ کرتی ہے کہ فوری طور پر زرداری اور کیانی کی غداری کو روکیں اور **حزب التحریر** کو نصرۃ دے کر خلافت کا قیام عمل میں لائیں۔ پھر خلافت امت اور افواج کو متحرک کر کے پاکستان کو امریکی اور بھارتی تسلط سے ہمیشہ کے لیے نجات دلائے گی۔

شہزاد شیخ

پاکستان میں حزب التحریر کے ڈپٹی ترجمان

(جمعرات، 27 جمادی الاول، 1433ھ)

جنرل کیانی نے حزب التحریر کے ترجمان نوید بٹ کو اغواء کرنے کے لیے اپنے غنڈے بھیج کر یہ ثابت کر دیا کہ اس کے پاس اپنے دفاع کے لیے سچائی پر مبنی ایک لفظ بھی نہیں

آج نمازِ جمعہ سے کچھ ہی دیر قبل، سادہ کپڑوں میں ملبوس پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں کے اہلکاروں نے، پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان نوید بٹ کو ان کے چھوٹی عمر کے معصوم بچوں کے سامنے یرغمال بنا لیا، جب وہ انہیں سکول سے واپس گھر لا رہے تھے۔ ایجنسی اہلکار انہیں اپنی ڈبل کیبن جیپ میں ڈال کر لے گئے اور ان کے بچوں کو سڑک پر بے یار و مددگار چھوڑ گئے۔ یہ جنرل کیانی کی ایجنسیوں کی طرف سے حزب التحریر کے شباب کو پے در پے گرفتار کرنے کے سلسلے کا تازہ ترین واقعہ ہے۔ وہ ایجنسیاں جسے کیانی یوں استعمال کر رہا ہے جیسا کہ وہ اس کے ذاتی ملازم ہیں کہ جن کا کام کیانی کے تخت و تاج کی حفاظت کرنا ہے۔ کیانی ظلم و جبر کے استعمال پر اس لیے اتر آیا ہے کیونکہ حزب التحریر کی طرف سے بے نقاب کرنے کے جواب میں کیانی کے پاس اپنی صفائی بیان کرنے کے لیے سچائی پر مبنی ایک لفظ بھی نہیں۔ حزب التحریر پاکستان میں امریکہ کے اہم ایجنٹ جنرل کیانی کو اس کی ہر غداری پر بے نقاب کر رہی ہے، خواہ یہ ریمنڈ ڈیوس کا معاملہ ہو یا ایبٹ آباد پر امریکی حملہ ہو یا پاکستان کی مسلح افواج سے ان مخلص فوجی افسران کی چھانٹی کرنا ہو کہ جو امریکہ کے ساتھ گٹھ جوڑ پر کیانی کا محاسبہ کرتے ہیں یا سلالہ چیک پوسٹ پر نیٹو حملہ ہو یا افغانستان پر قابض افواج کی خاطر نیٹو سپلائی لائن کو دوبارہ کھولنا ہو یا ''نارملائزیشن'' کے نام پر پاکستان کو بھارت کی ذیلی ریاست بنانے کے لیے سیاچن میں پاکستان کے فوجی جوانوں کے خون کا سودا کرنے کا عمل ہو۔

کیانی جیسے جابر اپنے خلاف احتجاج کے کسی بھی لفظ کو ناجائز اور غیر قانونی سمجھتے ہیں اور اسے بیرونی طاقتوں کی سازش قرار دیتے ہیں جبکہ وہ خود بیرونی ایجنڈے کی پیداوار ہیں۔ وہ دن رات کفار کی صحبت میں بیٹھتے ہیں، وہ کفار جو انہیں حکم دیتے ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنین کے ساتھ جنگ کریں اور استعماری کفار کے مفادات کو پورا کریں، اور یہ جابر حکمران کفار کے ان احکامات کو بجا لاتے ہیں۔ کیانی اور اسلامی دنیا کے دیگر غدار حکمران اس بات کو جان لیں کہ وہ اسلام اور اس کی ریاستِ خلافت کے قیام کی طرف امت کے بڑھتے ہوئے قدموں کو ہرگز نہیں روک سکتے۔ پوری مسلم دنیا میں مسلمان غداروں کے خلاف اسلام کی خاطر کھڑے ہو رہے ہیں، اور اب یہ مسلمان چین سے نہیں بیٹھیں گے اور نہ ہی انہیں دوبارا سلایا جا سکتا ہے۔

حزب التحریر پاکستان کی افواج میں موجود اہلِ قوت و نصرت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور امت کے ساتھ اپنی وفاداری کو ثابت کریں نہ کہ کفار کی ڈکٹیشن کے ساتھ۔ اے افواجِ پاکستان کے افسران حضرات! جب تک آپ کی قیادت کی صفوں میں غدار موجود ہیں کہ جن کے دلوں میں استعمار کے پنجے سے نجات کے لیے امت کا ساتھ دینے کی بجائے مغرب کے دارالحکومتوں میں بسنے کی تمنا رچی ہوئی ہے، امتِ مسلمہ اپنے دشمنوں کے ہاتھوں ذلت اور مایوسی سے ہی دوچار رہے گی۔ حزب التحریر آپ کو اس بات کی طرف بلاتی ہے کہ آپ مغرب کے اتحادی بننے کو اہمیت دینے کی بجائے اللہ کی خوشنودی کو اہمیت دیں۔ یہی وہ وقت ہے کہ آپ خلافت کے قیام کے لیے حزب التحریر کو نصرت دیں، جو کہ غداروں کو ان کے قبیح جرائم کی سزا دے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ط اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ج وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ﴾

''اور مت خیال کرنا کہ یہ ظالم جو عمل کر رہے ہیں اللہ ان سے بے خبر ہے۔ وہ ان کو اُس دن تک مہلت دے رہا ہے جب آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی (اور لوگ) سر اوپر اٹھائے دوڑ رہے ہوں گے، خود اپنی طرف بھی ان کی نگاہیں لوٹ نہ سکیں گی اور اُن کے دل (خوف کے مارے) ہوا ہو رہے ہوں گے'' (ابراہیم: 42-43)

شہزاد شیخ

پاکستان میں حزب التحریر کے ڈپٹی ترجمان

(جمعہ، 20 جمادی ثانی، 1433ھ)

''سرمایادارانہ نظام کا زوال اور متبادل کے طور پر اسلامی معاشی نظام''

سرمایہ دارانہ نظام کے زوال کے آثار تو ہر آنکھ دیکھ رہی ہے، لیکن اس نظام کا متبادل پیش کرنے کی صلاحیت چند ہی لوگوں کے پاس ہے۔ اس حوالے سے حزب التحریر اسلام کے معاشی نظام کو خصوصاً امتِ مسلمہ اور عمومی طور پر ہر انسان کے لئے سرمایادارانا نظام کے ظلم سے نجات کے لئے متبادل کے طور پر پیش کرنے میں پیش پیش ہے۔ اس سلسلے میں حزب التحریر کے رکن جناب تیمور بٹ نے پا ستان کے معزز تاجروں کے سامنے ''سرمایا دارانہ نظام کا زوال اور متبادل کے طور پر اسلامی معاشی نظام'' کے موضوع پر خطاب کیا جو کہ تحریری شکل میں درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم

السلام علیکم!

مجھے خوشی ہے کہ آج مجھے یہ موقع ملا کہ میں اُن لوگوں سے مخاطب ہوں جو کہ اُس نزز پیشے کے سے تعلق رکھتے ہیں جو اللہ کے نبی ﷺ کا پیشہ تھا۔ جو عشرہ مبشرہ میں سے کئی صحابہؓ جیسا کہ ابوبکر صدیق ؓ، عثمان ؓ اور عبدالرحمٰن ابن عوف ؓ کا پیشہ تھا۔ اور میں شکریہ ادا کروں گا آپ کے ادارے کے ہدیداران کا کہ انہوں نے مجھے یہ اعزاز بخشا کہ میں ایک اہم ترین موضوع یعنی سرمایا دارانہ نظام کا زوال اور متبادل کے طور پر اسلامی معاشی نظام پر آپ سب کے سامنے کچھ خیالات کا اظہار کر سکوں۔

زیز سامعین!

آج کے دور میں ہماری زندگیوں میں معاشی پہلو نہایت درجہ اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے اور اب یہ اتنا اہم ہو گیا ہے کہ قومیں اپنی اقتصادی طاقت کو اپنی قوت کا معیار سمجھتی ہیں کہ جو دنیا کے معاملات کے متعلق فیصلوں پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ بعض ملکوں کا تو یہ ماننا ہے کہ سابقہ سویت یونین (USSR) کی ناکامی اور بالآخر اُس کی ٹوٹ پھوٹ بھی اس کی اقتصادی ناتوانی کے سبب ہوئی جس کے نتیجے میں وہ دنیا کی دوسری سب سے بڑی قوت ہونے کی حیثیت کھو بیٹھا۔ اسی تصور کی سب سے اہم مثال امریکہ ہے جس کا ساری دنیا پر بے پناہ اثر و رسوخ، اس کی اپنی بے انتہا اقتصادی قوت کے باعث ہوا ہے کیونکہ امریکہ ساری دنیا کے کمزور ممالک کے سرمایہ پر قابض ہے جس سے وہ تجارت، صنعت اور اس سے متعلقہ تمام معاشی سرگرمیوں پر اپنا شکنجہ کس سکتا ہے اور اُنھیں اپنے مفاد کے مطابق طے کرتا ہے۔

اس حوالے سے، معیشت کے مختلف نظاموں کی بنیادوں کو سمجھنا از حد ضروری ہے تا کہ دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق ہم درست ماڈل کو اپناتے ہوئے ایک تاریک مستقبل کی بجائے ایک روشن مستقبل کی طرف گامزن ہوں۔ دنیا کی معیشت پر نظر ڈالنے والا شخص دیکھ سکتا ہے کہ آج دنیا میں سرمایا دارانا معاشی ماڈل کارفرما ہے اور تقریباً تمام مغربی ممالک اور بیشتر مشرقی ممالک، جن میں مسلم ممالک بھی شامل ہیں، اسی ماڈل کے مطابق اپنی معیشت چلا رہے ہیں۔

سرمایادارانا معاشی نظام دین کو دنیا سے جدا کرتے ہوئے آزادیءِ ملکیت (freedom of ownership) کی بنیاد پر مبنی ہے جس میں سرمایا دار طبقہ اصل طاقت رکھتا ہے۔ جس میں پیسہ اِسی طبقہ کے ہاتھوں میں مرتکز ہو کر رہ جاتا ہے نتیجتاً امیر اور زیادہ امیر ہوتا جاتا ہے اور غریب مزید غربت میں دھنستا جاتا ہے۔

یہ اسی نظام کی بدولت ہے کہ آج اس نظام کی سب سے بڑی علمبردار ریاست، امریکہ، میں بے روزگاری پھیلی ہوئی ہے یہاں تک کہ وہاں دن دھاڑے بڑے بڑے شاپنگ سٹورز میں mob lootings کی طرز پر ڈاکے ڈل رہے ہیں۔ امریکہ کا قرضہ پندرہ ٹریلین ڈالرز سے تجاوز کر چکا ہے اور یہ قرض اسی نظام کی وجہ سے ہر منٹ میں بڑھ رہا ہے۔ آج امریکہ میں ایک بڑی تعداد حکومتی سپورٹ پر زندہ ہے، جسے وہ food stamps کہتے ہیں، اور یہ کہنا زیادہ مبالغہ آرائی نہیں ہوگی کہ یہ food stamps امریکہ کا بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام ہے۔ آج ہر آٹھواں امریکی جوان اور ہر چوتھا امریکی بچہ ان food stamps پر زندگی گزار رہے ہیں۔

اور مشہورِ زمانہ occupy wall street تحریک جس میں امریکی عوام اس capitalist نظام کے خلاف سڑکوں پر، پارکوں میں باہر نکلے کھڑے ہیں اور چیخ چیخ کر، یہاں تک کہ جانیں تک دے کر اس نظام کے خلاف آواز بلند کر رہے ہیں۔ غور کریں تو ان لوگوں کا احتجاج کسی ایک حکمران یا سیاسی جماعت وغیرہ کے خلاف نہیں، بلکہ ان کے بینرز پر ''capitalism isn't working'' اور ''capitalism is organized crime'' اور ''we are 99%'' وغیرہ درج ہے۔ یہ تحریک اس نظام کے زوال کی جانب ایک واضح قدم ہے؛ جن لوگوں پر یہ نظام کئی دہائیوں سے نافذ ہو رہا ہے، آج وہی لوگ اس نظام سے چھٹکارا پانے کے لئے سراپاء احتجاج ہیں۔ اور یورپ کے حالات بھی کچھ مختلف نہیں۔ گریس، برطانیہ، اٹلی، سپین ایک کے بعد ایک ملک اس بحران میں معاشی زوال کا سامنا کر رہا ہے اور وہاں بھی لوگ سڑکوں پر احتجاج احتجاج کی آواز بلند کر رہے ہیں۔

اور اس سب سے بڑھ کر، سرمایا دارانہ نظام کے زوال کی سب سے بڑی دلیل اس نظام کی علمبردار حکومتوں کا، معاشی بحرانوں سے نکلنے کے لئے، اس نظام کے بنیادی اصولوں سے روگردانی کرتے ہوئے اس بات کی اجازت دینا ہے کہ حکومتیں معاشی سرگرمی میں مداخلت کریں۔ یہ نظام فری مارکیٹ اور لبرل اکانومی کی بنیاد پر استوار ہے اور اس نظام کا کلاسیکل

موقف یہی ہے کہ معاشی مارکیٹ حکومتی دخل اندازی سے بالکل مبرّا ہو۔اس بحران میں امریکہ کی حکومت نے ، جو اس ماڈل کی علمبردار ہے، بینکوں کو ڈوبنے سے بچانے کے لئے کئی Bail-out plan دئے جن میں ان بینکوں کو حکومت کی طرف سے پیسہ دیا گیا جبکہ یہ عمل اس نظام کے ان اصولوں سے متناقض ہے۔ آج بھی یورپ اسی طرح کے bail out plans کے ذریعے اپنی بحران زدہ معیشت کو بچانے میں مصروف ہے۔ کہنے کو یہ bail out plans معیشت کو بچانے کی کوشش ہے،لیکن حقیقت میں یہ سرمایادارانا نظام کی نظریاتی ناکامی اور زوال کی دلیل ہے۔

اور ہمارے اس ملکِ پاکستان میں بھی یہی سرمایادارانا نظام نافذ ہے اور یہاں کے معاشی حالات بھی ابتری کا شکار ہیں۔آج اگر ہم پاکستان کے معاشی حالات پر نظر ڈالیں تو ہمیں بجلی اور گیس کے بحران، تیل کی قیمتیں،کھانے پینے کی چیزوں کی قیمتیں آسمانوں سے بات کرتی نظر آتی ہیں۔ہم رکشہ ڈرائیور علی کی کہانی سنیں جس نے غربت سے تنگ آکر اپنے بچوں سمیت زہر کھا لیا یا اس ماں کی بات کریں جو تین دن روٹی نہ ملنے کی وجہ سے اپنے بچوں سمیت ٹرین کے سامنے لیٹ گئی؟؟ کیا اس کی وجہ وسائل کی کمی ہے؟ یا ایسے اذہان کی کمی ہے جو ان وسائل کو استعمال میں لاسکیں؟؟؟ ہرگز نہیں، نہ تو پاکستان میں وسائل کی کمی ہے اور نہ ذہین آبادی کی۔

پاکستان کی آبادی دنیا کی چھٹی بڑی آبادی ہے۔اور وہ بھی ایسی آبادی جس کا I.Q Level دنیا میں چوتھے نمبر پر ہے۔دنیا کی دسویں بڑی لیبر فورس پاکستان کے پاس ہے۔اور جہاں تک وسائل کی بات ہے تو یہ ملکِ پاکستان ہے، جو کہ دنیا کی چوتھی بڑی سونے کی کان کا حامل ہے۔جس میں پورے ایشیا کے سب سے بڑے گیس کے ذخائر ہیں۔جس میں کوئلے کے اتنے ذخائر ہیں کہ کویت اور سعودی عرب کے تیل سے زیادہ توانائی پیدا کی جاسکے۔جس میں یورینیم، copper (دنیا میں ساتویں نمبر پر)، زنک، جپسم، فاسفیٹ، نمک، aluminium ،لوہا اور کئی اور وسائل موجود ہیں۔جس میں دنیا کی چوتھی بڑی زرعی زمین ہے۔جس کے پاس گرم پانی تک رسائی کے لئے بندرگاہیں موجود ہیں۔ یہ تمام وسائل اکٹھے، نہ برطانیہ کہ پاس ہیں، نہ فرانس کے پاس ہیں، نہ چین کے پاس نہ روس کے پاس، نہ سوئٹزرلینڈ کے پاس نہ جرمنی کے پاس۔اور اس سب کے باوجود ہمیں یہ باور کروایا جاتا ہے کہ ہم غریب ہیں، بھکاری ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ اس آبادی اور ان وسائل کو استعمال کرنے والا نظام وہی کرپٹ سرمایا دارانا نظام ہے۔اور آج پاکستان کی معاشی بدحالی بنیادی طور پر اس سرمایادارانا معاشی نظام کا نتیجہ ہے۔

پاکستان کی آبادی دنیا کی چھٹی بڑی آبادی ہے۔اور وہ بھی ایسی پاکستان کی آبادی دنیا کی چھٹی بڑی آبادی ہے۔اور وہ بھی ایسی آبادی جس کا I.Q Level دنیا میں چوتھے نمبر پر ہے۔

لیکن سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے ہونے والی متعدد تباہیوں کے باوجود مغربی ممالک اور ان کی دیکھا دیکھی ہمارے حکمران اسی نظام کی کامیابیوں اور طرزِ زندگی کے مداح ہیں اور وہ اس نظام کے ساتھ اپنی وابستگی برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ان کی آنکھیں اِس نظام کی چمک دمک سے چندھیا چکی ہیں اور انہوں نے اپنے اذہان کو اس کی تہذیب اور نظاموں سے بھر رکھا ہے اور وہ اندھادھند اس کی تقلید کرتے چلے جارہے ہیں۔اگرچہ بیسویں صدی میں اس سرمایا دارانا نظام کو کمیونزم (جس کو سوشلزم بھی کہا جاتا ہے) کی طرف سے چیلنج کا سامنا رہا لیکن سویت یونین میں اس نظام کی ناکامی کے بعد سرمایادارانا نظام کے حامیوں نے علی الاعلان یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ اب اس دنیا کے لئے صرف سرمایادارانا نظام ہی بہترین معاشی نظام ہے اور اس نظام کا کوئی حریف ہے اور نہ ہی اس کا کوئی متبادل ہو سکتا ہے۔ اس خیال نے انہیں صحیح موقف کو پہچاننے سے عاری اور غیر جانب داری سے سوچنے سے قاصر کر دیا ہے۔سرمایہ دارانہ نظام پر ایک گہری نظر رکھنے والا مبصر صاف دیکھ سکتا ہے کہ کہ وہ لوگ جو اس فکر کی زد میں آگئے ہیں، انھیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا﴾''

ان کے قلوب ایسے ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں، اور ان کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں اور ان کے کان ایسے ہیں جن سے وہ سنتے نہیں۔(اعراف: آیت: 179)

حقیقت یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام موجودہ بحران سے نمٹنے میں بری طرح ناکام ہو گیا ہے، اور اس کی جگہ اب کسی دوسرے نظام کو نافذ کرنا ہی درست حل ہے۔کیمونزم کی ناکامی کے بعد، سرمایا دارانا نظام کا متبادل صرف ایک ہی نظام بن سکتا ہے، اور وہ ہے اسلام کا معاشی نظام۔ صرف اسلام کا اقتصادی نظام ہی ایسی معیشت کو جنم دے سکتا ہے جو بحرانوں اور تباہیوں سے مبرا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكاً﴾

جو میرے ذکر (یعنی قرآن) سے منہ پھیرے گا اس کی معیشت تنگ ہو جائے گی۔

(طہٰ: آیت: 123,24)

بے شک آج کے معاشی بحران، قرآن وسنت میں دئے گئے اسلامی نظام کے عدم نفاذ کا نتیجہ ہیں۔ اسلام کا یہ عظیم اقتصادی نظام اللہ تعالیٰ کا وضع کردہ ہے جو خالق بھی ہے اور مدبر بھی، جو سب کچھ جاننے والا ہے اور اپنی مخلوق کی ہر حاجت کا علم رکھنے والا ہے اور اس بات سے بھی آگاہ ہے کہ اس کی مخلوق کے لیے کیا چیز خیر کا باعث ہے۔اسی نظام میں انسان

کیلئے خوشحال زندگی کی ضمانت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾

”کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا، اور وہ باریک بین اور باخبر بھی ہو؟“ (الملک: آیت: 14)

یقیناً تمام مسلمانوں کا یقین ہے کہ قرآن وسنت سے نکلنے والا نظام دنیا کے تمام نظاموں سے بہتر نظام ہے۔ لیکن سوال یہ ہے، کہ وہ نظام ہے کیا۔ کیا قرآن وسنت کوئی معاشی نظام دیتا بھی ہے؟؟؟ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں سے اسلامی معاشی نظام کی تفصیلات کو چھپا کر رکھا گیا ہے اور اسلام کو صرف چند مخصوص عبادات سے متعلق مباحثوں تک محدود کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ نماز میں ہاتھ کہاں باندھنے ہیں، نماز میں رفع یدین کرنا ہے یا نہیں کرنا، روزہ میں ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کر سکتے ہیں یا نہیں، کیا خون بہنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یعنی اسلام کو دین کی بجائے صرف مذہب بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

مسلمانوں کے اذہان میں اسلامی معاشی نظام کا خاکہ صرف سود سے پاک بینکاری (جو بھی برآئے نام ہی سود سے پاک ہے) اور زکواۃ تک محدود کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ اسلامی معاشی نظام کی مکمل تفصیلات موجود ہیں، جن کے نفاذ سے ایک حکومت اپنی پوری معاشی پالیسی بنا سکتی ہے اور اپنا معاشی نظام احسن طریقے سے چلا سکتی ہے۔ اسلام کے معاشی نظام میں Taxation کی تفصیلات ہیں یعنی کونسے ٹیکس لگائے جا سکتے ہیں اور کونسے ٹیکس لگانا حکومت کے لئے ناجائز ہے۔ اسی طرح کرنسی کی تفصیلی قوانین ہیں کہ کیا ڈالر بیک کرنسی ہو سکتی ہے یا نہیں اور آیا کہ سونے اور چاندی کے reserves سے زیادہ کرنسی چھاپی جا سکتی ہے یا نہیں۔ پرائیوٹائزیشن کے بارے میں قوانین کیا ہیں یعنی کن وسائل کی پرائیوٹائزیشن ہو سکتی ہے اور کن وسائل کی نجکاری منع ہے۔ سٹاک ایکسچینج سے پیدا ہونے والے بحرانوں کا حل کیا ہے۔ زمین کی تقسیم اور ملکیت کے قوانین کیا ہیں اور ان جیسے باقی تمام موضوعات۔

اس تقریر کا ایک اہم مقصد اس نظام کی ایسی جھلک سامعین کے سامنے رکھنا ہے کہ آج کے بعد جب ان سے یہ سوال کیا جائے کہ اگر سرمایہ دارانہ نظام کرپٹ نظام ہے تو اس کی جگہ کونسا نظام لے سکتا ہے؟ تو ان کے پاس ایک موثر جواب ہو کہ ”اسلام کا معاشی نظام“۔ یہ ممکن نہیں کہ اس مختصر وقت میں اسلام کے اقتصادی نظام کو مکمل طور پر بیان کیا جا سکے، لہٰذا یہاں صرف اسلام کے معاشی نظام کا ایک عمومی خاکہ پیش نظر ہے کہ جس سے موجودہ نظام کے مقابلے میں اسلام کے معاشی نظام کی جھلک سامنے آ جائے اور یہ واضح ہو جائے کہ صرف اسلام کا اقتصادی نظام ہی وہ نظام ہے جو انسانیت کیلئے خوشحال زندگی کا ضامن اور بحرانوں سے نجات کی واحد سبیل ہے۔

1۔ اسلامی معاشی نظام میں معدنی وسائل، توانائی کے وسائل، پانی کے ذخیرے اور ان جیسے عوامی نوعیت کے وسائل کی نجکاری (privatization) حرام ہے۔

موجودہ نظام میں آپ کبھی بھی بجلی، گیس، پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں کمی نہیں دیکھ پائیں گے۔ کیونکہ سرمایہ دارانہ نظام میں ان عوامی وسائل کو نجکاری (Privatisation) کے ذریعے چند سرمایہ داروں (غداروں اور ان کے حواریوں) کے حوالے کر دیا جاتا ہے، جو اپنے ذاتی مفاد کے لیے ان وسائل کا استحصال کرتے ہیں، جبکہ ان وسائل کی بے پناہ مالیت پورے معاشرے میں خوشحالی لا سکتی ہے۔ اس پالیسی کی بدولت گزشتہ چند سالوں میں بجلی کی قیمت میں کئی گناہ اضافہ ہو چکا ہے، انڈسٹری تباہ ہو رہی ہے اور بے روزگاری میں بے پناہ اضافے کی وجہ سے لاکھوں نوجوان ناامیدی کے عالم میں سڑکوں پر مارے مارے پھر رہے ہیں۔

اسلامی معاشی نظام میں عوامی اثاثہ جات نہ تو پرائیویٹ ہاتھوں میں دیے جا سکتے ہیں اور نہ ہی حکومت انہیں ریاستی ملکیت بنا سکتی ہے۔ حقیقت میں عوام ہی ان اثاثوں کے مالک ہوتے ہیں، اور حکومت محض عوام کی طرف سے ان کے انتظام اور دیکھ بھال کا اختیار رکھتی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا:

((الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ الْمَاءِ وَالْكَلَاءِ وَالنَّارِ))

”مسلمان تین چیزوں میں برابر کے شریک ہیں، پانی، چراگاہیں اور آگ“۔

اور آگ میں توانائی کے ذرائع جیسا کہ تیل، گیس اور بجلی بھی شامل ہیں۔

چنانچہ اسلامی معاشی نظام میں توانائی کے تمام ذرائع، یعنی تیل اور گیس کے کنویں، کوئلے کی کانیں اور بجلی پیدا کرنے کے کارخانوں کی نج کاری ہرگز نہیں کی جائے گی۔ شاید لوگوں کو اس تصور سے یہ تاثر ملے کہ یہ تو (nationalisation) کی سوچ ہے لیکن یہ تاثر درست نہیں۔ اسلام کے حکم کے مطابق ان وسائل کی ملکیت ریاست کے پاس نہیں اور ریاست ان وسائل کو ریاستی منافع کے لیے بھی استعمال نہیں کرے گی، بلکہ یہ یقینی بنایا جائے گا کہ پورا معاشرہ اس کا فائدہ حاصل کرے کیونکہ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق ان وسائل کی اصل ملکیت تمام عوام کی ہے۔ پس اسلام کے اس حکم کے نفاذ سے تیل اور بجلی کے نرخوں میں خاطر خواہ کمی آئے گی، اور نہ صرف عوام سکھ کا سانس لیں گے بلکہ تباہ شدہ انڈسٹری اور زراعت کے شعبوں کو نئی زندگی بھی ملے گی۔ اسلام، حکومت پر یہ بھی لازم قرار دیتا ہے کہ عوامی وسائل کی برآمد سے حاصل ہونے والے سرمائے کو خلافت کے ہر شہری پر اسکے رنگ، نسل، زبان، جنس اور مذہب سے بالاتر ہو کر خرچ کیا جائے۔

2۔ اسلامی معاشی نظام میں اللہ تعالی کی طرف سے مقرر کردہ محصولات کے علاوہ، اپنی مرضی سے نئے ٹیکس لگانا حرام ہے۔

آج کے نظام میں ٹیکسوں نے عوام کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ اور کاروبار نہ ہونے کے برابر ہوتا جا رہا ہے کیونکہ سرمایہ دارانہ نظام میں حکمران کے پاس جب چاہے اور جیسے چاہے ٹیکس لگانے کا ظالمانہ اختیار ہوتا ہے۔ پچھلے ساٹھ سالوں میں مختلف حکومتیں ٹیکسوں کو مسلسل بڑھاتی رہی ہیں۔ اسوقت 'جی ایس ٹی' اور دوسرے بلواسطہ (indirect) ٹیکس حکومتی آمدن کے 50 فی صد سے تجاوز کر چکے ہیں، جس

کے نتیجے میں کروڑوں عوام شدید غربت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔اس طرح کے تمام ٹیکسز جن کا بوجھ عوام پر پڑتا ہے بالآخر عوام کی طاقت خرید کو متاثر کرتے ہیں جس کی وجہ سے عوامی خرچ میں کمی آتی ہے جو تجارت میں سست روی کا باعث بنتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ﴾

ٹیکس لینے والے جنت میں نہیں جائے گا (مسند احمد)۔

اسلامی نظام میں حکمران کو،عوام پر،اپنی مرضی یا ورلڈ بنک اور IMF کے اصرار پر ٹیکس لگانے کی اجازت ہی نہیں۔اسلامی معاشی نظام میں سرکاری خزا نے کے محصولات (sources of revenue) صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے متعین کردہ ہوتے ہیں اور حکمران کے لئے اپنی مرضی اور منشا پر ٹیکس لگانا حرام ہوتا ہے۔اسلام میں عوام کی انفرادی ملکیت قابلِ حرمت ہے اور ریاست ٹیکس کے نام پر عوام کی جیبوں پر ڈاکہ نہیں ڈال سکتی۔یہ صرف اللہ ہی کا اختیار ہے کہ وہ یہ طے کرے کہ کون سے محصولات جائز ہیں اور کون انہیں ادا کرے گا۔ اسلام میں محصولا ت کا منفرد نظام ہے جس کے ذریعے مسلمان ہو یا غیر مسلم صرف اُس صورت میں ٹیکس ادا کرے گا اگر وہ ٹیکس دینے کی صلاحیت رکھتا ہوگا۔ان محصولات میں زرعی پیداوار پر عائد ہونے والا عشر اور خراج اور صنعتی پیداوار پر لاگو ہونے والی زکوٰۃ اور عوامی ملکیت جیسا کہ تیل،گیس،سونے اور تانبے سے حاصل ہونے والی آمدن وغیرہ شامل ہیں۔

3۔اسلامی معاشی نظام میں سونے یا چاندی کے reserves کی قدر سے زیادہ کرنسی چھاپنا حرام ہے۔

آج کی سرمایہ دارانہ پالیسی کے مطابق محض کاغذی کرنسی (Fiat Currency) جاری کی جاتی ہے جس کی بنیاد کسی حقیقی دولت پر نہیں ہے ،اور حکومت کی طرف سے زیادہ سے زیادہ کاغذی نوٹ چھاپنے کی وجہ سے آپ کی جیبوں میں موجود روپے کی قدر میں مسلسل کمی واقع ہو رہی ہے اور مہنگائی میں اضافہ ہو رہا ہے۔وہ ایک روپیہ کہ جس سے،برصغیر پر انگریز کے قبضہ سے قبل، ایک تولہ چاندی خریدی جاسکتی تھی،آج سرمایہ دارانہ نظام کے دوسو سال کے نفاذ کے بعد اسی ایک روپیہ کی قیمت ایک تولہ چاندی کے نوسوویں حصے سے بھی کم ہو چکی ہے۔اسلامی معاشی نظام ہر سکے اور نوٹ کو سونے اور چاندی سے منسلک کرنے کو فرض قرار دیتا ہے۔سول ا للہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ سونے کے دینار کا وزن 4.25 گرام ہو اور چاندی کے درہم کا وزن 2.975 گرام ہو اور سونے اور چاندی کو کرنسی کے طور پر اختیار کیا جائے۔اسی حکم کے نفاذ کی بدولت کئی ہزار سال تک اشیاء کی قیمتیں متوازن رہیں گی۔

اسلام میں محصولا ت کا منفرد نظام ہے جس کے ذریعے مسلمان ہو یا غیر مسلم صرف اُس صورت میں ٹیکس ادا کرے گا اگر وہ ٹیکس دینے کی صلاحیت رکھتا ہوگا

4۔اسلام کے معاشی نظام میں زمین کے قوانین۔

پاکستان کی آبادی کا بیشتر حصہ دیہاتوں میں آباد ہے اور زرخیز زرعی وسائل سے مالامال ہے،مگر موجودہ استعماری نظام میں کسان اپنی زمین کے اصل مالک نہیں ہیں بلکہ زمین کے مالکان کو کاشت کاری کا کرایہ ادا کرتے ہیں،یوں زمین کی ملکیت کو زمین کی پیداوار سے جُدا کر دیا گیا ہے۔ اپنی ضروریات کی وجہ سے غریب کسانوں کو مجبوراً روزگار کے لیے شہروں کا رخ کرنا پڑتا ہے۔ اسلام کا معاشی نظام زمین کی ملکیت کو اس کی کاشت سے منسلک کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَنْ أَعْمَرَ أَرْضاً لَيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ﴾

''جس کسی نے ایسی زمین کو کاشت کیا جو کسی کی ملکیت میں نہیں،تو وہ اُس کا زیادہ حقدار ہے''۔

اسلام نے یہ حکم بھی دیا ہے کہ اگر کوئی زمین لگاتار تین سال تک کاشت نہ کی جائے،تو اُسے مالک سے واپس لے لیا جائے۔ عمر بن الخطابؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا:(من احیا ارضا میتة فھی لہ ،و لیس لمحتجر حق بعد ثلاث سنین) ''جس نے بنجر زمین کو آباد کیا وہ اسی کی ہے اور تین سال کے بعد حد بندی کرنے والے کا کوئی حق نہیں'' (کتاب الخراج)۔اس حکم کی بدولت زمیندار اپنی زرعی زمین کو مکمل استعمال میں لائیں گے جس کے نتیجے میں پیداوار میں اضافہ ہو گا۔علاوہ ازیں اسلام کے حکم کے مطابق محض بنجر زمین کو کاشت کرنا ہی ان لوگوں کو اس زمین کا مالک بنا دے گا۔اس طرح صرف چند مہینوں میں زمین کی کاشت میں اضافہ ہو گا اور دیہات کے عوام کی زندگی میں بہتری آئے گی۔

یہ تھی اسلامی معاشی نظام کی ایک جھلک اور آج جب capitalist معاشی نظام اپنی ناانصافیوں کی بنیاد پر زوال کا شکار ہے ان اسلامی قوانین کے نفاذ میں ہم سب کو کردار ادا کرنا ہوگا۔اور اس سلسلے میں پہلا قدم ان افکار کو زبان زدِ عام کرنا ہے اور ان کے بارے میں ایک شعور بیدار کرنا ہے۔جس طرح آج ٹی فورمز پر سود سے پاک بنکاری پر بات ہو رہی ہے اسی طرح کرنسی کا سونے اور چاندی پر مبنی ہونے،توانائی کے وسائل کی پرائیوٹائزیشن کے ممنوع ہونے،اسلام کے زمین کی ملکیت کے بارے میں تصورات،اسلامی ٹیکسز کے نظام جیسے موضوعات پر کئی فورمز پر بات کرنا ہوگی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى ○ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكاً﴾

اب تمہارے پاس جب کبھی میری طرف سے ہدایت پہنچے،تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے،تو وہ نہ بہکے گا نہ تکلیف میں پڑے گا،اور ہاں! جو میرے ذکر (یعنی قرآن) سے روگردانی کرے گا اس کی معیشت تنگ ہو جائے گی۔(طہٰ: آیت: 123,24)

□□□

اسلام کا نظامِ حکومت صرف خلافت ہے اور ہمیں اسی کی قیادت کے لیے مقابلہ کرنا چاہیے، جبکہ باقی تمام نظام کفر ہیں

مصر میں صدارتی انتخابات کا دروازہ کھلتے ہی بہت سے مسلمان صدارت کی دوڑ میں شامل ہو گئے ہیں۔ کچھ اُمیدوار تو مخلص ہیں، لیکن اکثریت کی نیت ٹھیک نہیں جن میں سرِ فہرست وہ لوگ ہیں جو پچھلی حکومت کا حصہ رہے ہیں، جنہوں نے اُس نظام کے تحت کام کیا، حکومت کے اسلام اور مسلمان دشمن کاموں میں شامل رہے اور امریکی اور یہودی مفادات کی خاطر مصر کو کمزور رکھا۔

ہم یہ بیان اس لئے جاری کر رہے ہیں، تا کہ اللہ کے حضور ذمہ داری کا بوجھ سر سے اُتار سکیں، نیز ان اُمیدواروں کی جانب سے سرزد اس گناہ سے اللہ تعالیٰ کی مغفرت طلب کریں، چاہے یہ اپنے آپ کو مصر والوں کیلئے بطور اسلام پسند پیش کریں یا کوئی اور۔

ہم مصر کی سرزمین کنانہ پر موجود امت پر بھی یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں، جنہوں نے اللہ کی شریعت کے نفاذ کے ذریعے ایک باعزت اور باوقار زندگی پانے اور کنانہ کی سرزمین میں عمومی عدل و انصاف کے قیام کے لیے ان اُمیدواروں سے اپنی اُمیدیں وابستہ کر رکھی ہیں۔

اے مسلمانو! اے مصرِ کنانہ کے لوگو!

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی کتاب قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

﴿اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾

"آج کفار تمہارے دین سے نا اُمید ہو گئے ہیں، خبردار تم ان سے مت ڈرنا، صرف مجھ سے ڈرنا، آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی۔ اور تمہارے لیے صرف اسلام کو بطورِ دین پسند کیا۔" (المائدۃ: 3)

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ﴾

"اور ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی' جو ہر چیز کو کھول کھول کر بیان کرتی ہے۔" (النحل: 89)

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ﴾

"اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کے ذریعے فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ ہی کافر ہیں۔" (المائدہ: 44)

اور اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

((کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفه نبی ، وانه لا نبی بعدی وستکون خلفاء فتکثر ، قالوا فماتأمرنا ؟ قال فوا ببیعة الاول فالاول واعطوھم حقھم فان اللہ سائلھم عما استرعاھم))

"بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرتے تھے۔ جب کوئی نبی وفات پاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا' جبکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے' بلکہ بڑی کثرت سے خلفاء ہوں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا: آپ (ﷺ) ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "تم ایک کے بعد دوسرے کی بیعت کو پورا کرو اور انہیں ان کا حق ادا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعایا کے بارے میں پوچھے گا' جو اُس نے انہیں دی۔" (مسلم)

اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((من خلع یداً من طاعة لقی اللہ یوم القیٰمة لا حجة له ومن مات ولیس فی عنقه بیعة مات میتة جاھلیة))

'جس کسی نے اللہ کی اطاعت سے ہاتھ کھینچا، وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اُس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی' اور جو کوئی اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں (خلیفہ کی) بیعت (کا طوق) نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔" (مسلم)

اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الآخر منھما))

"جب دو خلفاء کی بیعت کی جائے تو ان میں سے دوسرے کو قتل کر دو۔" (مسلم)

اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((من أتاکم وامرکم جمیعا علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم ویفرق جماعتکم فاضربوا عنقه کائناً من کان))

"جب تم ایک امام کے نیچے متحد ہو اور کوئی آئے اور تم میں تقسیم ڈالنا اور تمہاری طاقت کو کمزور کرنا چاہے، تو اُس کی گردن اُڑا دو، چاہے وہ کوئی بھی ہو"۔

چنانچہ حکمِ شرعی یہ ہے کہ مسلمانوں کا ایک ہی خلیفہ ہونا فرض ہے اور یہ بھی کہ ان کی ایک ریاست ہو، یعنی خلافت۔ مسلمان تیرہ سو سال سے زائد عرصے تک اسی بنیاد پر قائم حکومتی نظام کو پہچانتے اور دیکھتے چلے آئے ہیں، اور یہی وہ نظام ہے جس کی بشارت رسول ﷺ نے دی جب آپ ﷺ نے فرمایا:

((ثم تکون خلافة علیٰ منھاج النبوة))

"پھر نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت قائم ہوگی"

دین اسلام کے کامل ہونے کے باوجود کیا ہمیں چوپائیوں کی طرح مغربی جمہوری خود ساختہ اور متعفن و بدبودار نظاموں کی طرف ہانکا جا رہا ہے؟ اور کیا ہم

اس عظیم الشان کام کو چھوڑ دیں جس کا اللہ نے حکم دیا ہے ،یعنی اُمت مسلمہ کو ایک ریاست اور ایک حکومتی نظام میں اکٹھا کرنا؟ اور ہم لوگوں کی خواہشات، آراء اور متضاد مفادات کا نشانہ بنتے رہیں۔

اے مسلمانو! اے مصر کنانہ کے لوگو!

یقیناً اقامت خلافت اور اس کیلئے کام کرنا دین کے ان امور میں سے ہے جنھیں معلوم بالضرورۃ کہتے ہیں (یعنی ہر مسلمان کا ان کو جاننا ضروری ہے)۔ اس کے علاوہ دیگر نظام حکومت (خصوصاً جمہوری نظام جو آج کنانہ کی سرزمین پر نافذ ہے، اور جس میں صدارت کے حصول کیلئے لوگ مقابلہ کر رہے ہیں) کفریہ نظام ہیں کیونکہ یہ غیرا ملامی عقیدہ پر مبنی ہیں۔ اس کی بنیاد سرمایہ دارانہ عقیدہ ہے، یعنی دین کی زندگی سے جدائی کا عقیدہ۔ یہ ایک ایسا نظام ہے جہاں لوگ اپنے فیصلے خود کرتے ہیں، اور قانون سازی اور نظام کی تشکیل میں اکثریتی رائے کی بنیاد پر عوام ہی اتھارٹی رکھتے ہے، قطع نظر اس کے کہ یہ قوانین حرام ہوں یا حلال۔ چنانچہ اس نظام میں کسی امر کا قانوناً درست ہونا، جمہور (اکثریت) کی رائے پر مبنی ہے اس لئے اس کا نام جمہوری نظام رکھا گیا ہے۔ چاہے یہ پارلیمانی نظام حکومت ہو جس میں حکومت کے اختیارات وزراء کی کابینہ کے پاس ہوتے ہیں نہ کہ صدر۔ یا پھر یہ صدارتی نظام ہو جس میں صدر کو صدر مملکت اور وزیر اعظم کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ یا پھر مخلوط نظام حکومت ہو جس میں صدر اور وزیر اعظم کے مابین اختیارات کو تقسیم کیا گیا ہو۔ اس لئے یہ ایسا نظام ہے جس میں اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلے نہیں ہوتے، اور اس وجہ سے یہ کفر نظام ہے۔ اس نظام کو اپنانا، نافذ کرنا، اور کچھ وقت کے لیے بھی اس کو برقرار رکھنا مسلمان کے لیے حرام ہے، چہجائیکہ اس نظام کی قیادت کی جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

"(اے محمد ﷺ) آپ کے رب کی قسم! یہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک یہ آپ ﷺ کو اپنے باہمی اختلافات میں فیصلہ کرنے والا نہ بنالیں، پھر جب آپ ﷺ فیصلہ کر دیں تو یہ اپنے اندر کوئی گرانی محسوس نہ کریں، بلکہ اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں" (النساء: 65)

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ م بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ﴾

"اور یہ کہ (آپ ﷺ) ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ (احکامات) کے مطابق فیصلہ کریں اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔ اور ان سے محتاط رہیں کہ کہیں یہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ

> **اس نظام کے مکروہ چہرے کو چھپانے کے لیے چاہے اس پر اسلامی لحاف پہنایا جائے یا ا ملامی دلیل دی جا ئے، یہ ہمیشہ سیکولر جمہوری نظام ہی رہے گا**

بعض (احکامات) کے بارے میں آپ ﷺ کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔ اگر یہ لوگ منہ پھیر لیں تو یقین کریں کہ اللہ کا ارادہ یہی ہے کہ انہیں ان کے بعض گناہوں کی سزا دے اور ا ثر لوگ نافرمان ہیں" (المائدہ: 49)

اے مسلمانو! اے مصر کنانہ کے لوگو!

اس نظام کے مکروہ چہرے کو چھپانے کے لیے چا ہے اس پر اسلامی لحاف پہنایا جا ئے یا اسلامی دیبل دی جائے، یہ ہمیشہ سیکولر جمہوری نظام ہی رہے گا۔ مزید برآں، یہ وہی نظام ہے جس تلے آپ نے ساٹھ سال سے زائد عرصہ تک مصائب اور مصیبتیں اُٹھائیں۔ اور وہ مسلمان جو اس نظام تلے رہ چکے ہیں، انہوں نے کافر ممالک کے ایجنٹ حکمرانوں کی صورت میں صرف ذلت ورسوائی اور کافر مغرب کی غلامی کے سوا کچھ نہیں حاصل کیا۔

اے مسلمانو! اے مصر کنانہ کے لوگو!

یقیناً اسلام کا نظام حکومت خلافت ہی ہے جسکا اللہ رب العالمین نے حکم دیا ہے۔ مسلمان اس نظام کے علاوہ کسی اور نظام سے نہ تو آشنا تھے اور نہ ہی اس سے ذرا بھر بھی انحراف کیا۔ اللہ کی شریعت کو زندگی کے تمام شعبوں میں مکمل طور پر نافذ کرنے کا یہی واحد راستہ ہے، اور اسی طریقے سے ہی اسلامی دعوت کو تمام دنیا کے سا منے، بذریعہ دعوت وجہاد، پیش کیا جاتا ہے۔ اور یہی مسلمانوں کی وحدت، عزت، طاقت اور تمام دنیا میں عدل وانصاف کی بالا دستی کا واحد رستہ ہے۔

حز ب التحریر آپ کو دعوت دیتی ہے کہ آپ لوگ خلافت کے قیام کیلئے عملی اقدام کریں اور دنیا وآخرت میں اللہ جل شانہ کی رضا مندی وخوشنودی حاصل کریں۔ حزب التحریر آپ کو اس حکومت کی سازشوں سے خبردار کرتی ہے، جس کا اختتام نہیں ہوا، بلکہ یہ انقلاب کو ختم کرنے کے لیے سرگرمِ عمل ہے تاکہ آپ کو دھوکہ دیا جائے۔ سو آپ اس انقلاب کو جاری رکھیں یہاں تک کہ خلافت قائم ہو جائے۔

﴿فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ۝ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ﴾

"تو جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے، نہ تو وہ بھٹکے گا اور نہ ہی تکلیف میں پڑے گا۔ جو میرے ذکر سے اعراض کرے تو اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کے دن بھی ہم اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے" (طٰہٰ: 124)

۲۳ مارچ ۲۰۱۲	حزب التحریر
30 ربیع الآخر 1433	ولایہ مصر

ترکی اور یورپ کے درمیان گیس پائپ لائن کا معاملہ

سوال: 22 فروری 2012 کو روسی صدر نے گیس کمپنی 'Gazprom' کو 'South Stream' پائپ لائن منصوبے پر کام شروع کرنے کے احکامات جاری کیے۔ یہ پائپ لائن ترکی کی بحری حدود استعمال کرتے ہوئے، سالانہ 63ارب مکعب فٹ گیس، یورپ تک پہنچائے گی۔ اس سلسلے میں 28 دسمبر 2011 کو 'South Stream' منصوبے کے بارے میں معاہدے پر دستخط ہوئے تھے، جو مغرب کے حمایت یافتہ منصوبے Nabucco کے مقابلے میں تیار کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کس بات نے ترکی کو آمادہ کیا کہ وہ روسی منصوبے 'South Stream' کو قبول کرے، جبکہ وہ اسے رد کر چکا تھا، اور اب اسے 'Nabucco' منصوبے کی بجائے اختیار کیا ہے؟ کیا یہ ترکی اور روس کے مابین ڈیل کے نتیجے میں ہوا، جس کا ضامن امریکہ ہے؟ اور اگر یہ بات درست ہے تو پھر Nabucco منصوبے کا کیا مستقبل ہے؟

جواب: ترکی کے موقف کی تبدیلی کی وجہ 'Nabucco' منصوبے اور 'South Stream' منصوبے کی حقیقت ہے اور وہ عوامل جو ان دونوں منصوبوں کے ساتھ کارفرما ہیں۔

ا۔ 'Nabucco' گیس پائپ لائن:

'Nabucco' پائپ لائن کی لمبائی 3900 کلومیٹر اور حجم 31ارب مکعب فٹ ہے۔ یہ منصوبہ امریکہ کی رضا مندی سے، یورپی یونین اور ترکی کے اشتراک سے شروع ہوا، اور اس کا مقصد BlackSea کے سرحدی ممالک سے گیس کو ترکی پہنچانا اور پھر بلغاریہ، رومانیہ اور ہنگری کے ذریعے آسٹریا تک پہنچانا ہے۔ یہ پائپ لائن ترکی میں اِرزرم سے شروع ہو کر آسٹریا میں قدرتی گیس کے ہیڈکوارٹرز Baumgartenan der 'march' پر ختم ہوتی ہے۔ چونکہ یہ پائپ لائن روس سے نہیں گزرتی، اس لیے روس 'Nabucco' منصوبے کو 'روس مخالف' سمجھتا ہے۔ اس منصوبے کے آغاز میں ترکمانستان، جس کے پاس قدرتی گیس کے چوتھے بڑے ذخائر ہیں، سے گیس برآمد کرنے کا منصوبہ تھا مگر ترکمانستان پر روسی اثر ورسوخ کی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو سکا۔ اس وجہ سے 2008 کے آغاز سے متبادل ذرائع پر غور جاری تھا اور بالآخر توجہ آذربائیجان کی گیس کی طرف مرکوز ہوئی۔

اس منصوبے کی شروعات فروری ۲۰۰۲ میں ہوئی، جب ترکی کمپنی 'Boattash' اور آسٹریا کی کمپنی 'C MV' کے مابین پہلے مذاکرات منعقد ہوئے تھے۔ اور جون 2002ء تک یہ کمپنیاں پانچ ہو چکی تھیں (آسٹریا کی OMV، ہنگری کی MOL، بلغاریہ کی Bulgargaz، رومانیہ کی Transgaz اور ترکی کی BOTAS)۔ ان کمپنیوں نے Nabucco پائپ لائن تعمیر کرنے کے لیے رضامندی کے پروٹوکول پر دستخط کیے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد اکتوبر 2002 میں باہمی تعاون کے معاہدے پر دستخط کیے گئے۔ دسمبر 2003 میں یورپی یونین نے اس منصوبے کی Feasibility Study، مارکیٹ تجزیے، تکنیکی اور معاشی تجزیے کے لیے 50فیصد امداد فراہم کی۔ ۲۸ جون ۲۰۰۵ کو ان پانچ کمپنیوں کے مابین 'مشترکہ منصوبے' کے معاہدے پر دستخط ہوئے۔ 'Nabucco' پائپ لائن کے متعلق وزارتی بیانات (Ministerial Statement) پر ۲۶ جون ۲۰۰۶ کو ویانا میں دستخط ہوئے۔ ۱۲ ستمبر ۲۰۰۷ کو یورپی کمیشن کی طرف سے جوزلیس وین آرٹسن کو 'Nabucco' منصوبے کا ڈائریکٹر مقرر کیا گیا۔ فروری ۲۰۰۸ کو جرمنی کی کمپنی RWE بھی اس معاہدے کا حصہ بن گئی۔

۱۱ جون ۲۰۰۸ کو پہلے معاہدے پر دستخط ہوئے جس کی بدولت Nabucco پائپ لائن آذربائیجان کے ذریعے بلغاریہ پہنچے گی۔

۱۹ جنوری ۲۰۰۹ کو ترکی کے وزیراعظم رجب طیب اردگان نے بیان دیا کہ اگر ترکی کی یورپی یونین میں شمولیت کے بارے میں جاری مذاکرات میں پیش رفت نہ ہوئی تو ترکی 'Nabucco' منصوبے سے الگ ہو سکتا ہے۔ ۲۷ جنوری ۲۰۰۹ کو بوڈاپسٹ میں 'Nabucco Summit' کا اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں European Investment Bank اور European Bank for Reconstruction and Development کے صدور نے اعلان کیا کہ وہ Nabucco پائپ لائن منصوبے کے لیے درکار فنڈز مہیا کرنے کے لیے تیار ہیں۔

۲۹ جنوری ۲۰۰۹ کو آذربائجان کے صدر الہام آلیو Ilham Aliav نے اعلان کیا کہ آذربائجان اگلے پانچ سال میں اپنی گیس کی پیداوار کو دگنا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ نئی پائپ لائن کی سپلائی کو یقینی بنایا جا سکے۔

۱۳ جولائی ۲۰۰۹ کو ترکی کے دارالحکومت انقرہ میں منعقد Nabucco Summit میں ترکی، آسٹریا، بلغاریہ، رومانیہ اور ہنگری کے وزرائے اعظم نے ایک معاہدے پر دستخط کیے جس کی رو سے پائپ لائن کو ان ممالک سے گزرنے کی اجازت دی۔ ترکی کی خواہش ہے کہ وہ اس منصوبے کے ذریعے یورپی یونین میں شمولیت کے قریب ہو سکے، کیونکہ اس منصوبے کے ذریعے ترکی پورے یورپ کے لیے توانائی کا مرکز بن سکتا ہے۔

دوم: South Stream پراجیکٹ

یہ پائپ لائن روسی گیس کو BlackSea سے بلغاریہ، یونان، اٹلی اور آسٹریا تک پہنچائے گی اور یہ

منصوبہ ۲۰۱۵ تک مکمل ہونے کا امکان ہے۔ یہ منصوبہ روس نے Nabucco منصوبے کے مقابلے میں شروع کیا ہے کیونکہ اس منصوبے میں روس کو نظرانداز کیا گیا ہے، اور روس اسے دانستہ قانونی جارحیت سمجھتا ہے۔

اس منصوبے کا اعلان ۲۳ جون ۲۰۰۷ کو روس اور اٹلی کے مابین روم میں معاہدے کے بعد ہوا، جس میں اٹلی کی کمپنی Eni Paolo Scaroni اور روسی کمپنی Gazprom شامل تھے۔

۲۲ نومبر ۲۰۰۷ کو دونوں کمپنیوں میں حتمی معاہدہ ماسکو میں طے پایا۔ یورپی یونین کو اس معاہدے پر راضی کرلینا روس کی بڑی کامیابی ہے۔ اس منصوبے اسود میں اپنی سمندری حدود استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔

اخبار ''مشرقِ وسطی'' کے مطابق ، روسی وزیراعظم پوٹن نے ۲۸ دسمبر ۲۰۱۱ کو اعلان کیا کہ ترکی نے South Stream پائپ لائن کو Black Sea میں اپنی سمندری حدود سے گزرنے پر رضا مندی ظاہر کر دی ہے۔ روسی نیوز ایجنسی انٹر فیکس کے مطابق، یہ اعلان ماسکو میں روسی وزیراعظم پوٹن نے، ترک وزیر توانائی Taner Yildiz کی موجودگی میں، ترک کمپنی BOTAS اور روسی کمپنی Gazprom کے درمیان معاہدے کی تقریب کے دوران کیا۔ South Stream کی Wintershall کے نمائندہ کے طور پر پائپ لائن بچھا ئے اور بعدازاں اسے چلا ئے گی۔ چاروں کمپنیوں کے کوٹہ کا تناسب یوں تھا: Gazpraom 50%, Eni 20%, Electricite 15%، Wintershall 15%

South Stream منصوبہ Nabucco منصوبے کے بلمقابل ہے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ South Stream منصوبے کی لاگت لگ بھگ 19 سے 24 ارب یورو ہے، جو کہ Nabucco منصوبے کی لاگت سے تقریباً دوگنا ہے، جس کی لاگت کا تخمینہ 12 ارب یورو ہے۔

اس منصوبے کا مقصد مغربی یورپ کو روسی گیس

South Stream منصوبہ روس، اٹلی، جرمنی اور فرانس کا مشترکہ پراجیکٹ ہے، جس کے ذریعے وسطیٰ ایشیاء کے Caspian Sea میں موجود قدرتی گیس کو BlackSea میں موجود South Stream سے جوڑا جائیگا، اور جنوبی اور وسطی یورپی صارفین کو گیس مہیا کی جائیگی

پر روس اور بلغاریہ نے ۱۸ جنوری ۲۰۰۸ کو، جبکہ روس اور ہنگری نے ۲۵ جنوری ۲۰۰۸ کو اور روس اور یونان نے ۲۹ اپریل ۲۰۰۸ کو دستخط کیے۔

۱۵ مئی ۲۰۰۹ کو روس، اٹلی، بلغاریہ، سربیا اور یونان نے South Stream پائپ لائن تعمیر کرنے کے معاہدے پر دستخط کیے۔ اس کے بعد 14 نومبر 2009ء کو روس اور سلووینیا نے اور ۲ مارچ ۲۰۱۰ کو روس اور کروشیا نے اس معاہدے پر دستخط کیے۔

ترکی نے اس منصوبے کی مخالفت کی اور اپنا اور یورپی یونین کا اثر و رسوخ استعمال کیا، جبکہ ان دونوں کے پیچھے امریکہ تھا، تاکہ Nabucco منصوبے کو پروموٹ کیا جائے۔ تاہم دیکھنے میں آیا کہ اگرچہ منصوبے کے معاہدے کے پہلے ڈرافٹ کے معاملے پر روس اور ترکی میں تنازعہ کھڑا ہو گیا لیکن بعدازاں، ۲۸ دسمبر ۲۰۱۱ کو ترکی نے اس معاہدے کی حمایت کا اعلان کر دیا اور اس پائپ لائن کو بحیرہ منصوبہ روس، اٹلی، جرمنی اور فرانس کا مشترکہ پراجیکٹ ہے، جس کے ذریعے وسطی ایشیاء کے Caspian Sea میں موجود قدرتی گیس کو BlackSea میں موجود South Stream سے جوڑا جائیگا، اور جنوبی اور وسطی یورپی صارفین کو گیس مہیا کی جائیگی۔ اس معاہدے کے ذریعے یہ پائپ لائن عالمی گہرے سمندر کی بجائے ترکی کے نسبتاً کم گہرے سمندر میں سے گزر سکے گی۔

رائٹرز Reuters کے مطابق روسی وزیراعظم پوٹن نے 28 دسمبر 2011ء کو ماسکو میں کہا'' میں ترک حکومت کا انتہائی شکور ہوں کہ اُس نے معاشی زون یعنی ترکی میں South Stream منصوبے کی تعمیر کا فیصلہ کیا ہے''۔

۱۳ اکتوبر ۲۰۱۱ کو South stream Transport AG نامی کمپنی کو اس منصوبے میں شامل کیا گیا کہ وہ روس کی Gazprom، اٹلی کی Eni، فرانس کی Electricite اور جرمنی پہنچانا ہے، جو کہ BlackSea کے نیچے سے گزرتے ہوئے بلغاریہ، ہنگری، سربیا اور سلوواکیہ تک پہنچے گی۔ اس منصوبے کے نتیجے میں چار پائپ لائن بچھائی جائیں گی، جن میں سے ہر ایک کی لمبائی 940 کلومیٹر ہوگی۔ اور اس منصوبے کے ذریعے سالانہ 63 ارب مکعب فٹ گیس کی ترسیل ممکن ہوگی۔

یہ منصوبہ 2015ء کے اختتام تک مکمل ہو جا ئے گا اور یہ Nabucco منصوبے سے مقابلہ کرے گا جس کا مقصد، روس کو نظرانداز کرتے ہو ئے، Caucasus کی گیس کو ترکی اور بلکان سے ہوتے ہوئے مغربی یورپ تک پہنچانا ہے۔

3) اوپر بیان کیے گئے حقائق یہ بتاتے ہیں کہ **Nabucco منصوبہ روس کو نظرانداز کرتے ہوئے، ترکی کے ذریعے یورپ کو گیس کی ترسیل ممکن بنانے کے لیے تھا۔ ترکی اس منصوبے کی بھرپور حمایت کر رہا تھا اور خواہش رکھتا تھا کہ اس کے ذریعے وہ یورپی**

یونین میں شامل ہونے کے مقدمے کو مضبوط بنائے، کیونکہ اس منصوبے کے بعد ترکی Caspian Sea سے یورپ کو گیس کی ترسیل کے لیے سب سے اہم ملک بن جائے گا۔ جبکہ South Stream منصوبہ ایک روسی منصوبہ ہے اور اس کا مقصد Nabucco منصوبے کو کمزور کرنا اور اسے بے وقعت بنانا ہے۔

یہ ترکی کے مفاد میں ہے کہ وہ یورپ کو گیس کی ترسیل کے بڑے حصے پر اپنا کنٹرول قائم رکھے، اور یہ کنٹرول South Stream منصوبے کے ذریعے ممکن نہیں ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس بات نے ترکی کو آمادہ کیا کہ وہ South Stream منصوبے پر دستخط کرے؟ جبکہ وہ جانتا ہے کہ یہ South Stream منصوبہ درحقیقت Nabucco منصوبے کہ بالمقابل ہے، بلکہ اُس کی افادیت کو ختم کرنے کے لیے ہے؟

ترک حکومت نے منصوبے کی سخت مخالفت کے بعد اب اسے قبول کرنے کی یہ توجیہہ پیش کی کہ یہ فیصلہ روس کی Samsun Geyhan گیس پائپ لائن پر رضامندی کے نتیجے میں کیا گیا ہے۔ لیکن یہ توجیہہ دو وجوہات کی بنا پر کمزور نظر آتی ہے:

اول: South Stream منصوبہ بنیادی طور پر Nabucco پائپ لائن منصوبے کی مخالفت میں تیار کیا گیا تھا۔ روس Nabucco منصوبے کو ختم کرانا چاہتا ہے نہ کہ Samsun Geyhan گیس لائن کو۔ ہر سیاسی مبصر اس بات سے واقف ہے کہ South Stream منصوبہ Nabucco منصوبے کی مخالفت میں ہے۔

دوم: Samsun Geyhan پائپ لائن ترکی کی دو بندرگاہوں کے بیچ سے گزرتی ہے۔ ترکی اس کی تکمیل بغیر کسی مخالفت کے آسانی سے کر سکتا ہے۔ اُسے صرف اس پائپ لائن سے گیس کی ترسیل کے لیے کچھ چھوٹے معاملات طے کرنا ہوں گے۔ مگر ترکی نے اس معاملے کو ایسے پیش کیا کہ جیسے روس نے Samsun Geyhan منصوبے پر رضامندی ظاہر کی اور بدلے میں ترکی South Stream منصوبے پر آمادہ ہوا۔

اصل میں سخت مخالفت کے بعد South Stream منصوبے پر ترکی کی رضامندی کے پیچھے کچھ اور وجوہات ہیں۔ ترکی کی طرف سے یہ رضامندی اُس معاہدے کے بعد دیکھنے میں آئی، جب امریکہ نے نیٹو کی طرف سے ترک حکومت سے ترکی میں دفاعی میزائل ریڈار لگانے کی اجازت مانگی اور ترکی نے اس قبول کرلیا۔ اس معاملے کی تفصیل ذیل ہے:

2011 کے خزاں میں امریکہ کی طرف سے میزائل شیلڈ بنانے کا معاملہ سامنے آیا، جس کا ایک حصہ بڑے ریڈار تھے۔ شروع میں امریکہ کی کوشش تھی کہ یہ ریڈار مشرقی یورپی ممالک میں نصب کیے جائیں۔ اوبامہ کے اقتدار میں آنے کے بعد، نیٹو کی طرف سے یہ ریڈار ترکی میں نصب کرنے کا منصوبہ بنایا گیا کیونکہ ترکی نیٹو کا حصہ ہے۔ اس منصوبے کے ذریعے ریڈاروں کی مدد سے جنوب مشرقی سمت میں کئی ہزار کلومیٹر تک جاسوسی کی جاسکے گی۔ ترکی کی حکومت نے ۹ جنوری ۲۰۱۱ کو اپنی سرزمین پر ریڈار نصب کرنے پر رضامندی کا اعلان کیا، اور یہ ریڈار یورپ میں نیٹو کی دفاعی میزائل شیلڈ کا حصہ ہوں گے۔

ترکی کی وزارتِ خارجہ نے اس بارے میں بیان دیا: ''ترکی، نیٹو کے تحت امریکہ کی طرف سے اپنی سرزمین پر ریڈار نصب کرنے کا خیر مقدم کرتا ہے۔ یہ ہمارے ملک کے دفاع میں اہم سنگ میل ہے، جو کہ نیٹو کے نئے سٹریٹیجک تصور سے ہم آہنگ ہے، یعنی اپنی اور ترکی کی دفاعی صلاحیت کو مضبوط کرنا''۔

ترک نیوز ایجنسی اناتولیہ نے ترک وزارت خارجہ کے ترجمان کی جانب سے، دارالحکومت انقرہ سے ۶۵۰ کلومیٹر جنوب مشرق میں واقع مالاطیہ شہر میں، اس ریڈار کی تنصیب کے بارے یہ بیان چھاپا کہ اُس نے دونوں افواج یعنی ترک اور امریکی فوج کے درمیان اس معاملے پر ثالثی کی۔

ترکی اُن پانچ یورپی ممالک میں سے ایک ہے جس نے اس امریکی دفاعی میزائل سسٹم کی تنصیب کے لیے اپنی سرزمین مہیا کی ہے۔ اس کے علاوہ پرتگال، پولینڈ، سپین اور رومانیہ بھی امریکہ کو اپنی سرزمین استعمال کرنے کی اجازت دے چکے ہیں۔

امریکی ریڈار ترکی میں نصب ہیں، جن کا کام دشمن کی طرف سے داغے گئے میزائل کا پتہ لگانا ہے، جبکہ اس کے میزائل سسٹم پولینڈ اور رومانیہ میں ہیں، اور اس کے آپریشن دفاتر جرمنی میں واقع ہیں۔ اس کے علاوہ، چار Anti Ballistic میزائل سپین کے شہر روٹا میں نصب ہیں۔

ترکی کی طرف سے ریڈار نصب کرنے کی اجازت دینے کی توجیہہ بیان کرتے ہوئے ترکی کے صدر عبداللہ گل نے ٹی وی انٹرویو میں کہا: ''نیٹو نے اس دفاعی سسٹم کو کئی یورپی ممالک میں نصب کرنے کا فیصلہ کیا۔ ترکی نے نیٹو کا ممبر ہونے کی وجہ سے اپنے پر عائد ذمہ داری کو دیکھتے ہوئے، اپنے ملک میں ان ریڈار کو نصب کرنے کی اجازت دی''۔ اُس نے مزید کہا: ''چند ماہ قبل، ملک کے مشرق میں نصب کیے گئے ریڈار سسٹم کا مقصد نیٹو ممالک کو Ballistic میزائل کے خطرے سے بچانے کے لیے دفاعی اقدامات کو مضبوط کرنا ہے''۔

تاہم ترکی کی طرف سے دفاعی میزائل سسٹم کی تنصیب پر آمادگی کی وجہ سے روس سے ترکی کے تعلقات خراب ہو گئے۔ ترکی کے اس اقدام کے جواب میں پوٹن نے اپنے بیان میں کہا ''روس مغربی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لیے، خاص طور پر اس کی میزائل شیلڈ کا جو کہ مشرق میں یورپ میں نصب کی گئی ہے اور جنوب میں ترکی میں، اپنے آپ کو جدید ہتھاروں سے لیس کرے گا''۔

4) اس معاملے پر روس اور ترکی کے درمیان تعلقات کشیدہ ہو گئے اور ترکی کی رضامندی کے خلاف روسی عہدیداروں کی طرف سے متعدد بیانات دیے گئے:

ماسکو میں قائم Centre of Strategic Interest کے ساتھ منسلک ساوکن نیکولئی نے ترکی

کے ریڈار نصب کرنے کے اعلان پر تبصرہ کرتے ہوئے 9 جنوری 2011 کو کہا ''ترکی میں دفاعی شیلڈ قائم کرنے کا نیا منصوبہ، جس میں ریڈار نصب کرنا بھی شامل ہے، پورے جنوبی روس کا احاطہ کرتا ہے، خاص طور پر Black Sea اور Caucasus جہاں روس کی متعدد فوجی اڈے موجود ہیں اور یہ سسٹم نیٹو کے کنٹرول میں ہوگا''۔

۱۰ اکتوبر 2011 کو روس کے وزیر خارجہ سرگئی لاروو نے دفاعی شیلڈ کے معاملے پر اپنی حکومت کی مخالفت کو دوہراتے ہوئے یہ بیان دیا کہ اگر یہ دفاعی شیلڈ قائم ہوئی تو روس اس کے خلاف جارحانہ کاروائی کرے گا۔ روس ہی وہ واحد ملک ہے جو نیٹو کے اس اقدام کا ہدف ہے اور اس کے ہتھیار متاثر ہونگے۔ آسٹریلوی میگزین کو انٹرویو دیتے ہوئے اس نے کہا ''ہمیں بتایا گیا ہے کہ یہ سسٹم ہمارے خلاف نہیں ہے، مگر انہوں (نیٹو) نے باضابطہ معاہدہ سے انکار کیا ہے۔ ہم بہت کم قیمت اور تھوڑی کوشش سے اس کے خلاف کاروائی کر سکتے ہیں''۔ (الجزیرہ، جرمنی)

11 نومبر 2011 کو روسی صدر دمتری مدودوو نے کہا ''اگر معاملات روس کے مفادات کے خلاف مزید آگے بڑھے، تو ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ ہم ہتھیاروں کی روک تھام کے معاہدے پر عملدرآمد روک دیں۔ پھر روس مغرب اور جنوب میں جدید ترین اقدامی ہتھیار نصب کرے گا، جو اُن یورپی ممالک کو نشانہ بنائیں گے جہاں یہ شیلڈ نصب کی گئی ہے''۔ (EUR نیوز)

۲۹ نومبر 2011 کو بی بی سی نے خبر شائع کی کہ امریکہ کی جانب سے یورپ میں میزائل شیلڈ کے اعلان کے جواب میں روس نے اپنے مغربی علاقے میں جدید میزائل جاسوسی سسٹم (Missile Early Warning System) نصب کر دیا ہے۔

اور روسی صدر نے Kalningrad، جو یورپ کا سرحدی علاقہ ہے، میں قائم ریڈار یونٹ کے دورے کے موقع پر اس سسٹم کو باقاعدہ چالو کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ اس یونٹ میں جدید Voronezh-DM ریڈار سسٹم نصب ہے۔ صدر نے یہ بھی اعلان کیا کہ یورپ میں دفاعی شیلڈ کی تنصیب کے جواب میں روس اپنے یورپی بارڈر پر میزائل نصب کرے گا۔ روسی نیوز ایجنسی انٹرفیکس نے صدر مدودوو کا یہ بیان شائع کیا ''اگر اُنہوں نے ہمارے اس قدم کو نظر انداز کر دیا، تو ہم اگلا دفاعی قدم اُٹھائیں گے، جس میں سخت جواب دینا اور بھرپور طاقت کا استعمال شامل ہے''۔ صدر کا اشارہ جدید Alexander میزائل کی طرف تھا، جو زمین سے زمین پر نشانہ بنانے والا جدید ترین میزائل ہے۔

۲۹ نومبر 2011 کو اخبار Russia Today نے صدر کا یہ بیان شائع کیا ''روس نے میزائل حملے کی پیشگی اطلاع کے لیے ریڈار سسٹم نصب کر دیا ہے۔ اُس نے باقاعدہ اعلان کیا کہ یہ سسٹم یورپ کے خلاف نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ روس نے یہ اقدام یورپ میں اسی طرز کے دفاعی سسٹم کی تنصیب کے جواب میں کیا ہے۔

> **سرگئی نے روس نیٹو ملاقات کے بعد یہ اعلان کیا کہ روس اپنی سرزمین پر یورپی دفاعی میزائل سسٹم کا کوئی بھی حصہ نصب کرنے کی اجازت نہیں دیگا**

7 دسمبر 2011 کو روسی چیف آف جنرل سٹاف نے بیان دیا ''یورپ کی طرف سے دفاعی شیلڈ کے اعلان کے بعد روس کے پاس اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں کہ وہ بھی اپنے دفاع کو مضبوط کرے۔ روس ایک نئی نیوکلیر ہتھیاروں کی دوڑ کا مخالف ہے۔

نکولئی ماکروف کا خیال تھا کہ یورپ میں دفاعی شیلڈ کا قیام، روس اور نیٹو کے مابین کشیدگی کو جلدی اور خطرناک حد تک بڑھا دے گا۔

روسی وزیر خارجہ نے ۷ دسمبر 2011 کو لتھوانیہ کے دارالحکومت ولنیس میں یہ بیان دیا کہ روس کو نیٹو کی طرف سے باضابطہ یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ یورپ میں دفاعی شیلڈ کا قیام روس کو دھمکی نہیں ہے۔ یہ بیان اُس وقت دیا گیا جب یورپی وزراء خارجہ نے ۷ اور ۸ دسمبر 2011 کے نیٹو اجلاس میں روس کے ساتھ 'معاملات ٹھنڈے کرنے' کے لیے سفارتی کوششیں کیں۔ اور سفارتی ذرائع نے بتایا کہ نیٹو ممالک ایک مرتبہ پھر یہ اعلان کریں گے کہ دفاعی میزائل شیلڈ کا منصوبہ مکمل ہوگا اور اس کا ہدف روس نہیں ہے۔

روسی صدر نے پریگ کا ایک روزہ دورہ شروع کیا اور وہاں وہ یورپی دفاعی شیلڈ پر روسی موقف پر بات کرے گا۔ اسی دوران روس نے Kaliningrad کے علاقے میں دفاعی میزائل سسٹم نصب کرنے کا آغاز کر دیا ہے، تاکہ دونوں اطراف طاقت کے توازن کو برقرار رکھا جا سکے۔

سرگئی نے روس نیٹو ملاقات کے بعد یہ اعلان کیا کہ روس اپنی سرزمین پر یورپی دفاعی میزائل سسٹم کا کوئی بھی حصہ نصب کرنے کی اجازت نہیں دیگا۔ ترکی میں ایسے ریڈار کے نصب ہونے کے بارے میں، جو کہ روس کے بڑے حصے کی جاسوسی کر سکے گا، بات کرتے ہوئے اس نے کہا: روس نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنی صلاحیت کی بنیاد پر اپنا دفاع یقینی بنائے گا''۔

5) ترکی اور روس میں، ریڈار کی ترک علاقے میں تنصیب کے اعلان پر، کشیدگی میں پچھلے سال کے اواخر میں کمی واقع ہوئی، خاص طور پر ترکی کی جانب سے ۲۸ دسمبر 2011 کو منصوبے پر رضامندی کے اعلان کے بعد اور اس کے بعد ریڈار اور میزائل سسٹم کے بارے میں مسلسل بیانات سامنے آئے۔

فروری ۲۰۱۲ کے آغاز میں کمیٹی برائے Euro Atlantic دفاع نے یہ تجویز پیش کی کہ امریکہ، نیٹو اور روس کو، علاقائی تنازعات، توانائی کے شعبہ اور دفاعی میزائل پروگرام کے معاملے پر آپس میں تعاون

کرنا چاہیے۔ اس تجویز کے مطابق امریکہ، روس اور نیٹو کو آپس میں میزائل حملے کی پیشگی اطلاع کے لیے، ریڈار اور سیٹلائیٹ کے بارے میں جاسوسی (Intelligence) کا تبادلہ کرنا چاہیے۔ اس طرح، ہر فریق دوسرے کو کسی بھی حملے کی واضح تصویر پیش کرے۔ لیکن ہر فریق، کسی بھی میزائل کو گرانے کی پوری ذمہ داری لے گا اور اپنے Anti Ballistic میزائل کا بھی ذمہ دار ہوگا۔

۷ مارچ 2012 کو Russia Today کے مطابق، روسی وزیر دفاع ریابکوف نے بتایا کہ روس اور نیٹو کے درمیان تعلقات کشیدہ ہیں۔انہوں نے کہا 'ہم فوجی تناظر میں Anti ballistic میزائل سسٹم کے بارے میں اقدامات کر رہے ہیں'۔ اُنہوں نے کہا 'ہمیں اُمید ہے کہ ہم بہتری کی طرف بڑھیں گے' اور مزید کہا 'مئی کے ماہ میں شکاگو میں ہونے والے نیٹو اجلاس میں روس کی شرکت کے متعلق فیصلہ ابھی زیرِ غور ہے'۔

روسی وزیر دفاع اناتولی سردیوکوف نے کہا کہ روس مئی کے مہینے میں میزائل سسٹم کے معاملے پر عالمی کانفرنس منعقد کرے گا اور تمام فریقین کو مدعو کرے گا۔ یہ بیان انہوں نے یوکرائن کے وزیر دفاع ڈمٹری سولوماٹن سے ۷ مارچ 2011 کو ملاقات کے بعد کیا۔ اُس کے الفاظ میں روس 'تمام فریق ممالک' کے نمائندوں کے ساتھ ساتھ غیر سرکاری اداروں کو بھی مدعو کرے گا۔

اور روسی وزارت دفاع کے ذرائع کے مطابق یہ کانفرنس مئی کی 3 اور 4 تاریخ کو منعقد کی جائے گی اور کانفرنس کا عنوان 'خلائی اور دفاعی کانفرنس' ہوگا۔

وائٹ ہاؤس کی جانب سے جاری بیان کے مطابق صدر اباما اور نو منتخب صدر پوٹن کے درمیان ٹیلیفون کال پر ہونے والی بات چیت میں اس عزم کا اعادہ کیا گیا کہ دونوں ممالک آئندہ سالوں میں تعلقات کو مثبت سمت میں آگے بڑھائیں گے۔ بیان میں مزید کہا گیا کہ دونوں رہنماؤں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ایسے تمام معاملات جن میں دونوں ممالک کا اختلاف ہے، بشمول Anti Ballistic میزائل سسٹم، پر بات چیت کو آگے بڑھانا چاہیے (۱۰ مارچ 2012، الجزیرہ)۔

روسی صدر کی طرف سے اُس کے اسسٹنٹ نے روسی نیوز ایجنسی RIA Novosti کو بتایا کہ صدر اوباما نے صدر پوٹن سے ٹیلیفون کال پر اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ دونوں رہنماؤں کے مل کر کام کرنے کے حق میں ہیں۔

6) اس طرح روس کی طرف سے ترکی میں ریڈار کی تنصیب کے معاملے پر موقف میں نرمی آئی ہے۔ لیکن روس کی جانب سے Anti Ballistic میزائل سسٹم کے خلاف جارحانہ کاروائی کے موقف میں نرمی کے باوجود، اب تمام نظریں روس اور نیٹو کے درمیان ہونے والے مذاکرات پر ہیں، تاکہ یہ معاملہ بات چیت اور کانفرنسوں کے ذریعے خاموشی سے حل ہو جائے۔

اس لیے ترکی کی جانب سے South Stream منصوبے پر رضا مندی دراصل روس سے ڈیل کا نتیجہ ہے، تاکہ روس کی جانب سے ترکی میں ریڈار کی تنصیب کی مخالفت کو ختم کیا جائے۔

7) یہ بات قابل ذکر ہے کہ ترک حکومت کی جانب سے امریکی ریڈار کی تنصیب کے حق میں پیش کیا گیا جواز بالکل غلط ہے۔

اگر یہ ریڈار ترک فوج کے کنٹرول میں ہوتے، اور امریکہ اور نیٹو کا اُن پر کسی قسم کا کنٹرول نہ ہوتا، تو پھر یہ قدم درست تھا، کیونکہ یہ مسلمانوں کی سیکورٹی اور اُن کے دفاع کو مضبوط کرنے کی طرف ایک قدم تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ﴾ "اور تم ان کے خلاف بھرپور تیاری کرو"

لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے!

یہ منصوبہ دراصل امریکی منصوبہ ہے، جس کے ذریعے ان ریڈار کو نیٹو کے تحت ترکی میں نصب کیا گیا ہے اور ترکی کا کہنا ہے کہ اُس نے نیٹو کا ممبر ہونے کی حیثیت سے اس پر رضامندی ظاہر کی ہے۔ اس منصوبے کا اصل مقصد امریکی اور یورپی استعماری کفار کے دفاع کو مضبوط بنانا ہے۔

یہ بات واضح ہے کہ ترکی میں ریڈار کی تنصیب کا فائدہ دراصل امریکہ کو ہے اور یہ بات یورپ میں امریکہ کی ساتویں فوج کے کمانڈر مارک ہیڈلنگ کے اُس بیان سے ظاہر ہے جو انہوں نے 27 فروری 2012 کو اس موضوع پر اپنے پہلے بیان کے طور پر دیا، جب وہ مالاٹیہ میں نصب شدہ ریڈار پر مقیم امریکی فوجی اور دیگر اہلکاروں کے متعلق بتا رہے تھے۔ انہوں نے کہا 'ہماری افواج جنوب ترکی میں قائم شدہ ریڈار سٹیشن پر مکمل طور پر قیام پذیر ہیں'۔ اُنہوں نے یہ بیان مونٹیگرو کے دارلحکومت پوڈگوریکا میں دیا۔ انہوں نے مزید کہا: ''میں صرف زمینی ائیر ڈفنس یونٹ کی تصدیق کر سکتا ہوں۔ مگر ہم امریکی نیوی اور فضائیہ سے مسلسل رابطے میں ہوتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم میزائل ڈیفنس کی طرف درست سمت میں بڑھ رہے ہیں''۔

اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ ریڈار سسٹم کا مکمل کنٹرول امریکی نیوی اور فضائیہ کے پاس ہے۔ اس طرح استعماری کفار کو اسلامی سرزمین میں اختیار فراہم کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو مومنین پر ہرگز کوئی راستہ (اختیار یا غلبہ) نہیں دیا'' (النساء: 141)

ترکی کا نیٹو سے معاملہ برابری پر مبنی نہیں ہے، بلکہ یہ معاملہ حقیقتاً کمانڈر اور ماتحت کا ہے۔ اور اگر یہ معاملہ برابری کی بنیاد پر بھی ہو تو بھی یہ اسلام کے مطابق جائز نہیں ہے۔ کیونکہ کفار کی مدد کرنا حرام عمل ہے اور بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((انا لا نستعين بمشرك)) "بیشک ہم مشرکین سے مدد نہیں لیتے"

((لا تستضيئوا بنار المشركين))

" مشرکین کی آگ سے روشنی بھی مت لو "

۱۸ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ

۱۱ مارچ 2012

□□□

تحریر: ابن نصرۃ

'خلیفہ ہی ریاست ہے'

دینِ اسلام میں مسلمان، اپنے میں سے ایک شخص کو خلیفہ چنتے ہیں جسے پہلے بیعتِ انعقاد اور پھر بیعتِ اطاعت دے جاتی ہے۔ خلیفہ ہی ریاستِ خلافت میں اسلام کے مکمل نفاذ اور پوری دنیا تک اسلام کو پہنچانے کا کا واحد ذمہ دار ہوتا ہے۔ وہی مسلمانوں کا 'امام' ہے اور 'امیر المومنین' بھی۔ مسلم اُمت اس کی اطاعت کا وعدہ کرتی ہے، جب تک کہ وہ اس عقد کو پورا کرے جسے اس کے سپرد کیا گیا ہے۔ اگر وہ اسلام کے نفاذ سے روگردانی کرے، تو اُمت پر فرض ہے کہ وہ اُسے درست کرنے کے لیے اُس کا محاسبہ کرے۔ اور اگر وہ درست نہ ہو تو اسے ہٹانا بھی فرض ہے، خواہ اس کے لیے طاقت کا استعمال ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

اس بھاری ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے اسلام نے خلیفہ کو ریاست پر وسیع تر اختیارات بھی عطا کیے ہیں۔ ریاست کے تمام ادارے اور ستون، خلیفہ ہی سے اپنے اختیارات تفویضاً لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے، کہ اسلام کے مطابق، 'خلیفہ ہی ریاست ہے'۔ خلیفہ کے اختیارات میں مندرجہ ذیل امور شامل ہیں:

۱۔ ریاست میں قوانین کے نفاذ کے لیے اسلامی احکامات کی تبنی کرنا۔

۲۔ تمام داخلی حکومتی امور، ریاستی ادارے، صوبے، انتظامی معاملات اور داخلی امن وامان کے امور کا انتظام و انصرام۔ اس میں اداروں کے سربراہوں اور والیوں کی تقرری بھی شامل ہے۔

۳۔ تمام خارجہ امور کا انتظام و انصرام، دوسرے ممالک سے تعلقات، معاہدے، اعلانِ جنگ اور سفیروں کا تقرر وغیرہ۔

۴۔ تمام فوجی اداروں پر براہِ راست اور مکمل کمانڈ، بشمول کمانڈروں کی تقرری اور افواج کی نقل وحرکت وغیرہ۔

۵۔ عدلیہ کی تقرری اور نگرانی، بذریعہ قاضی القضاء، بشمول قاضی عام، عوامی مجسٹریٹ وغیرہ۔

۶۔ ریاست کے تمام مالی معاملات کی نگرانی، بشمول ریاستی آمدن اور اخراجات وغیرہ۔

ان اختیارات میں سے ہر ایک، قرآن وحدیث سے شرعی دلیل پر مبنی ہے اور یہ اختیارات رسول ﷺ کی اس عام حدیث سے بھی ثابت ہیں ''امام ایک مسئول ہے اور وہ اپنی مسئولیہ کا ذمہ دار ہے''۔

مونٹسکیو اور طاقت کا توازن:

اسلامی ریاست میں خلیفہ کے پاس اتنے اختیارات کے جمع ہونے کو مغربی ریاستی تصور کے حامی اُن مفکرین کی جانب سے شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے، جو اختیارات کی علیحدگی پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ تصور سب سے پہلے فرانسیسی مفکر مونٹسکیو نے 1748ء میں اپنی تصنیف 'قوانین کی روح' (The spirit of the Laws) میں پیش کیا تھا۔ اُس کے مطابق حکومت تین مختلف امور سرانجام دیتی ہے؛ قانون سازی، انتظامیہ اور عدلیہ۔ اپنی کتاب میں مونٹسکیو عثمانی خلافت پر تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے ''عثمانی خلافت میں سلطان کے پاس یہ تینوں اختیارات جمع ہو گئے ہیں'' اور اُس کے مطابق اس کا لازمی نتیجہ ''دہشت ناک جبر'' ہے۔ مونٹسکیو کے مطابق، انتظامیہ، عدلیہ اور مقننہ کو جدا کرنے سے ہر شاخ کا محاسبہ دوسری شاخیں کرسکیں گی۔ مثلاً اگر انتظامیہ اپنے اختیارات سے تجاوز کرتی ہے تو عدلیہ اور مقننہ اُس کا محاسبہ کریں گی۔ مغرب اس تصور کو مکمل طور پر اپنا چکا ہے اور اختیارات کی علیحدگی کی سوچ آج تمام جمہوری حکومتوں کی بنیاد ہے۔

امریکی آئین میں اختیارات کی علیحدگی کو کافی حد تک واضح انداز میں اپنایا گیا ہے۔ امریکی صدر انتظامیہ کا سربراہ ہے اور اُس کا انتخاب مقننہ، یعنی کانگرس سے بالکل جدا کیا جاتا ہے۔ عدلیہ کی قیادت سپریم کورٹ ہے جس میں تعینات ۹ ججوں کو صدر نامزد کرتا ہے مگر کانگرس اُن کی توثیق کرتی ہے اور اس کے بعد وہ تاحیات مقرر رہتے ہیں۔ ان حکومتی اداروں کی علیحدگی کے ساتھ ساتھ ان کے اختیارات کو بھی اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ اداروں کی علیحدگی میں توازن برقرار رہے۔ صدر کانگرس کی طرف سے منظور کیے گئے کسی بھی بل کو ویٹو کرسکتا ہے، مگر کانگرس پہلے سے زائد اکثریت ثابت کر کے اُسی بل کو پاس کرسکتی ہے۔ سپریم کورٹ اُسی بل کو قانونی لحاظ سے کالعدم قرار دے سکتی ہے۔ اس طرح کانگرس صدر کو معزول کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ اختیارات کی علیحدگی کی صورتیں، امریکی کانگرس کے دو ایوانوں کے درمیان، دو جماعتی سیاست میں دونوں جماعتوں کے درمیان، اور نہایت بڑی انتظامیہ میں مرکزی اداروں اور دیگر ریاستی اداروں کے درمیان ہیں۔ پورا نظام اندرونی محاسبے (Check and Balance) کے تصور پر قائم کیا گیا ہے، تاکہ نظام کو چند لوگوں کے ہاتھوں یرغمال ہونے سے بچایا جائے اور یہ نظام پورے معاشرے کی بہتری کے لیے کام کرے۔

محاسبہ، نہ کہ اختیارات کا توازن:

یہ سمجھنا ایک سنگین غلطی ہے کہ کوئی بھی نظامِ حکومت اپنا احتساب خود کرسکتا ہے اور اپنے آپ کو متوازن رکھ سکتا ہے۔ اگرچہ مغربی حکومتوں کی مختلف شاخوں کے درمیان حقیقی اختلافات موجود ہیں، مگر یہ تنازعات ایک مخصوص گروہ (Elite) کے ذاتی مفادات کی خاطر ہیں، نہ کہ عوام کو بھلائی پہنچانے کی خاطر۔ مثلاً، امریکی عوام کی اکثریت افغانستان اور عراق میں جنگ کے خلاف ہیں، مگر امریکی حکومت اپنے تمام اداروں اور شاخوں کے ساتھ اس جنگ کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اختیارات کی علیحدگی صرف اس امر کو یقینی بناتی ہے کہ مخصوص گروہ (Elite) کا ایک حصہ باقی تمام حصوں پر کنٹرول قائم نہ کرلے، مگر یہ عوام پر ایک مخصوص گروہ کے تسلط کو نہیں روک سکتی۔ درحقیقت، اختیارات کی علیحدگی حکمرانوں کے احتساب کو مزید مشکل بنا دیتی ہے۔ اگر کانگرس پر تنقید کی جائے، تو وہ کہتی ہے کہ مسئلے کی وجہ صدر ہے، اور اگر صدر کا محاسبہ کیا جائے تو وہ کانگرس پر اُنگلی اٹھاتا ہے۔ نتیجتاً، عوام اس سیاست سے تنگ آجاتے ہیں اور بالآخر اُسی پر خاموش ہوجاتے ہیں جو حکومت کی طرف سے اُنہیں نصیب ہوتا ہے۔

صرف اسلام ہی، خلیفہ کو شریعت کی پابندی کے لیے عوام کے سامنے جوابدہ ہونے کے ذریعے، ظلم پر مبنی حکومت کا تدارک کرتا ہے۔ خلیفہ کو وسیع تر اختیارات سونپ کر اسلام نے عوام کے لیے حکومت کا محاسبہ کرنا آسان بنا دیا ہے، کیونکہ ریاست میں کسی قسم کے ظلم وزیادتی کا ذمہ دار خلیفہ ہی ہے۔ وہ اپنے اوپر سیاسی دباؤ کو کم کرنے کے لیے کسی اور پر ذمہ داری نہیں ڈال سکتا۔ مزید برآں یہ، کہ خلیفہ کو شریعت کا پابند بنا کر اسلام نے ایک ایسا مستند پیمانہ مہیہ کر دیا ہے جس کی بنیاد پر

بقیہ صفحہ نمبر 42 پر>>>

اسماعیل خان

مذاکرات اور افغانستان کے مسئلے کا حل

صدر اوبامہ کی ایف پاک سٹریٹیجی میں تہہ شدہ منصوبے کے مطابق امریکہ اپنے آخری ہدف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ جو کہ مذاکرات کے ذریعے اختیارات کی منتقلی ہے اور جس میں امریکی فوج کا انخلاء بھی شامل ہے۔اس حکمت عملی کے مطابق گزشتہ سال کے اواخر اور رواں سال کے آغاز سے ہی افغانستان میں امریکہ کے اسلامی مزاحمتی گروپوں کے ساتھ مذاکرات کی خبریں میڈیا میں گردش کر رہی ہیں۔ ۲ فروری ۲۰۱۲ء کو امریکی ڈیفنس سیکریٹری لیون پینیٹا نے ایک بیان میں کہا: امریکی افواج ۲۰۱۳ء کے وسط تک افغانستان میں لڑاکا کاروائیاں چھوڑ دیں گی اور صرف مشاورت اور معاونت کا کردار ادا کریں گی۔ اور اسی بیان میں پینیٹا نے کہا: 'امریکی صدر اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ امریکی افواج ۲۰۱۴ء کے بعد بھی افغانستان میں مزاحمتی سطح تک (counter terrorism) ٹریننگ، مشاورت اور معاونت کریں گی۔' اس سے پہلے گزشتہ ہفتے، فرانسیسی فوجیوں کی ہلاکت سے پیدا ہونے والی صورتحال کے بعد، فرانس کے صدر سرکوزی اس بات کا اعلان کر چکے ہیں کہ فرانس ۲۰۱۴ء کی ڈیڈ لائن سے ایک سال قبل ہی اپنی افواج افغانستان سے واپس بلا لے گا۔

ان تمام حالات میں مزاحمتی گروپوں میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ اس بدلتی ہوئی صورتحال میں مذاکرات کی حقیقت اور اس کا افغانستان کے اوپر اثر کا جائزہ لینا انتہائی ضروری ہے۔ سب سے پہلے یہاں پر اس ابہام کو دور کرنا ضروری ہے کہ امریکی انخلاء سوویت انخلاء کی مانند نہیں ہے۔ جب ۱۹۸۹ء میں سوویت یونین نے افغانستان سے انخلاء کیا تو یہ انخلاء سوویت یونین کی خارجہ پالیسی میں ایک مکمل اور یکسر تبدیلی کے نتیجے میں واقع ہوا۔ یہاں تک کہ سوویت یونین نے افغانستان میں اپنی حمایت یافتہ حکومت کی سپورٹ تک ختم کر دی اور اس کو مجاہدین کا تن تنہا مقابلہ کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ جبکہ امریکہ کی خارجہ پالیسی کے اندر کوئی بڑی تبدیلی واقع نہیں ہو رہی بلکہ امریکہ یوریشیا میں بدستور عزائم رکھتا ہے اور مذاکرات دراصل انہی مفادات کے تحفظ کے لیے ہیں۔ امریکہ اس خطے میں مستقل موجودگی رکھنا چاہتا ہے جس کا مطالبہ وہ ان مذاکرات میں کر رہا ہے۔

مذاکرات کا مقصد دراصل بدستور کمزور ہوتی ہوئی امریکی معیشت کو سہارا دینا ہے اور افغانستان میں جنگی اخراجات کو کم کرنا ہے۔ اور افغانستان میں امن قائم کرنے کی ذمہ داری افغان فوج کے کندھے پر ڈالنا ہے۔ ساتھ ہی مذاکرات کے ذریعے امریکی عوام کو یہ تاثر دینا ہے کہ اسامہ بن لادن کی ہلاکت اور القائدہ نیٹ ورک کی اعلیٰ قیادت کو ختم کرنے کے بعد امریکہ یہ جنگ جیت چکا ہے اور افغانستان سے امریکی انخلا کی راہ ہموار ہو گئی ہے جسکو اوبامہ اپنی آنے والی صدارتی مہم میں اپنے حق میں استعمال کرے گا۔ اور یہ تاثر دینا کہ جنگ اپنے آخری مرحلے میں داخل ہو چکی ہے اور بس اب صرف اختیارات مقامی فوج کے حوالے کرنے کا معاملہ باقی ہے۔

مذاکرات کا سب سے اہم مقصد افغانستان میں استعمار پرور جمہوری نظام کو بچانا ہے اور زیادہ سے زیادہ جماعتوں کو اس نظام کے اندر شامل کرنا ہے جسکو ہم (Politics of Inclusion) یعنی شمولیت کی سیاست بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس سارے عمل سے مزاحمتی گروپوں کے اندر دراڑیں پیدا کرنا مقصود ہے جسکے اثرات نظر آنا شروع ہو گئے ہیں جب حزب اسلامی کے سربراہ نے ایک غیر ملکی خبر رساں ادارے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ تمام جماعتوں کو مل کر مذاکرات کرنے چاہیں تاکہ افغانستان کو خانہ جنگی سے بچایا جا سکے۔ ساتھ ہی انہوں نے طالبان کے افغانستان سے باہر مذاکرات کرنے کو تنقید کا نشانہ بنایا اور کہا کے حزب اسلامی صرف افغانستان کے اندر ہونے والے مذاکرات میں ہی شرکت کرے گی۔

بحیثیت مسلمان ہونے کے ناطے ہمارے اوپر صرف اور صرف شریعت اسلامی سے رہنمائی حاصل کرنا واجب ہے۔ جہاں تک شرعی حکم کا تعلق ہے تو یہ بالکل واضح ہے کہ حربی کفار جنہوں نے طاقت کے بل بوتے پر مسلم سرزمین پر قبضہ کیا ہو، سے کوئی مذاکرات نہیں کیے جا سکتے اور نہ ہی ان سے کسی قسم کا کوئی معاہدہ کیا جا سکتا۔ ان کے ساتھ معاملہ صرف جہاد ہی کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ جہاد کے ذریعے سے انہیں مسلم سرزمین سے نکال باہر کرنا ملحقہ مسلم علاقوں (پاکستان، ایران) کی افواج پر بدرجہ اولیٰ فرض ہے۔ ان افواج کی قیادت کے اندر موجود غداروں نے امریکہ کے کہنے پر ان افواج کو ایسا کرنے سے روک رکھا ہے۔

جہاں تک مذاکرات کی بات ہے تو یہ قطعاً مسلمانوں کے فائدے میں نہیں۔ جسطرح مشرق وسطیٰ کے اندر امریکی فوجی اڈوں کی موجودگی اور بحر ہند میں امریکی بحری بیڑے کی موجودگی پورے خطے کے لیے نقصان دہ ہے اسی طرح افغانستان کے اندر امریکہ کی مستقل موجودگی مسلم علاقوں کے اوپر امریکہ کا اثر و رسوخ بڑھانے کا باعث بنے گی۔

بعض لوگ اس سوچ کے حامی ہیں کہ کمزوری کی سطح سے اور مضبوطی کی سطح سے مذاکرات کرنے میں فرق ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اب جنگ میں مسلمانوں کا پلڑہ بھاری ہے۔ لہٰذا اب امریکہ کو اس خطے سے نکالنے کے لیے مذاکرات کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ مذاکرات کے ذریعے امریکہ کو اس خطے سے نکالنے کی بات، یہ تسلیم کرنا ہے کہ گوریلا جنگی حکمت عملی کے ذریعے آپ دشمن کو کمزور تو کر سکتے ہیں مگر اس پر پوری طرح غلبہ پا کر اس کو باہر نکالنا ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب گوریلا گروہوں کے اندر مذاکرات کی سوچ جڑ پکڑ رہی ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ امریکہ بھی اس کمزوری سے واقف ہے اور اس کمزوری کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے کہ کچھ مطالبات مزاحمتی گروپوں کے تسلیم کر لیے جائیں اور کچھ مطالبات اپنے منوا لیے جائیں۔ طالبان کی مذاکرات کے لیے یہ پیشگی شرط

کہ طالبان شریعت کے خلاف کوئی بھی شرط قبول نہیں کریں گے جسے امریکہ نے بھی قبول کر لیا ہے ایک نہایت مزاحقہ خیز بات ہے۔وہ مذاکرات جوخود ہی شریعت کے خلاف ہیں میں یہ شرط رکھ دینا کہ شریعت کے خلاف کوئی شرط قبول نہیں کی جائے گی شریعت کے ساتھ مذاق کے علاوہ کچھ نہیں۔

جہاں تک مزاحمتی گروپوں کے مفادات کی بات ہے تو یہ ایک عامیانہ سوچ پر مبنی ہے کہ جیسے تیسے امریکہ کو اس خطے سے نکال دیا جائے اور افغانستان میں امریکہ نواز نظام کو قائم رہنے دیا جائے جس میں ان کا بھی 'کچھ حصہ' ہو۔ یہ بات افغانستان کے اندر بسنے والے لوگوں کو ہر گز قبول نہیں جو ہر دور کے اندر استعمار کے خلاف جدوجہد کرتے رہے ہیں۔اور یہ عمل افغانستان کی اسلامی سرزمین کے لیے نہایت خطرناک ہے کیونکہ یہ افغانستان کو مزید دس سال کے لیے خانہ جنگی میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔

جہاں تک مذاکرات سے وابستہ امریکی مفادات کا تعلق ہے تو یہ مندرجہ ذیل ہیں:

(ا) افغانستان میں اپنی بغل بچہ حکومت قائم کرنا جو کے امریکہ کے مفادات کے خلاف کام نہ کرے۔ اسی مقصد کے حصول کے لیے امریکہ طالبان سے بات چیت کر رہا ہے اور ان کی تمام پیشگی شرائط قبول کر رہا ہے۔اور مذاکرات کے لیے فضا کو سازگار بنانے کے لیے (Confidence Building Measures) لے رہا ہے۔جن میں طالبان رہنماؤں کا نام مطلوب دہشتگردوں کی لسٹ سے نکالنا اور قطر میں ان کے لیے دفتر کھولنا جیسے اعمال شامل ہیں۔

(ب) یوریشیا پر نظر رکھنے اور اس خطے پر اثر ورسوخ بڑھانے کے لیے مستقل فوجی اڈوں کے قیام کی منظوری لینا جن کے دفاع کی ذمہ داری مقامی حکومت پر ہو۔اس سلسلے میں کافی پیش رفت ہو رہی ہے۔

(ج) وسطی ایشیا سے ملحق اہم سپلائی روٹس کا تحفظ جسکے ذریعے امریکہ وسطی ایشیا کے اندر (Caspian Sea) کے گیس اور تیل کے ذخائر تک آسانی سے رسائی حاصل کر سکے۔اور یوں روس اور چین کے مقابلے میں اپنی گرفت کو ان وسائل پر مضبوط کرنا۔ افغانستان کے مسئلہ کا حل صرف خلافت قائم کر کے خلافت کی قابل افواج کے ذریعے نہ صرف افغانستان بلکہ مشرق وسطیٰ کو بھی شر انگیز امریکی موجودگی سے پاک کرنا اور امریکی فوجی اڈوں کو ختم کرنا ہے۔اور اللہ کے اذن سے خلافت کی قابل افواج ایسا ہی کریں گی انشااللہ۔ بیشک اللہ کے رسول ﷺ نے سچ کہا جب انہوں نے فرمایا:

"امام ایک ڈھال ہے جسکے پیچھے سے لڑا جاتا ہے اور تحفظ حاصل ہوتا ہے"

ریاست خلافت نہ صرف اس خطے کو امریکی تسلط سے آزاد کرائے گی بلکہ اس علاقے میں قرآن وسنت کی بابرکت حکمرانی کا آغاز کرے گی جو خراسان کے اس علاقے کو امن وترقی کا گہوارہ بنا دے گی۔

□□□

بقیہ: "خلیفہ ہی ریاست ہے"

مسلمان خلیفہ کے اعمال اور کارکردگی کو پرکھ سکتے ہیں جبکہ مغربی ممالک میں قانون ساز اسمبلیاں، تقریباً مکمل طور پر مخصوص (Elite) طبقے کے کنٹرول میں ہونے کی بنا پر، اپنے مفادات کے لیے قوانین میں تبدیلیاں کر لیتے ہیں۔

مونٹسکیو کے الزامات کیبا وجود، اسلام کی حکمرانی کا دور، اُس وقت بھی، کرہ ارض پر سب سے بڑھ کر برداشت کے اصولوں پر مبنی حکمرانی کے لئے مشہور تھا۔وہ برداشت، جو مغرب کے تعصب اور جانبداری، جو کہ مغربی معاشروں میں آج پہلے سے بھی زیادہ بڑھ چکی ہیں، سے شدید متضاد تھی۔مغرب میں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ برداشت اور آزادی ایک ہی ہیں؛ وہ آزادی کے نام پر طرزِ زندگی کی اجازت دیتے ہیں مگر مذہب کی بنیاد پر قائم طرزِ زندگیکو سختی سے روکتے ہیں، جیسا کہ ان مسلمان عورتوں کو روکنے سے صاف ظاہر ہے جو اسلامی لباس زیب تن کرنا چاہتی ہیں۔غالباً آج مسلمان عورتیں ان مغربی حکومتوں کے اس رویے کو "دہشت ناک جبر" سمجھنے میں حق بجانب ہیں۔مغربی طرزِ حکومت ایک مخصوص گروہ (Elite) کی حکومت ہے اور اُن کے آزادی اور جمہوریت کے اصول انسان کے بنائے ہوئے ہیں، جن کا مقصد موجودہ صورتحال کا تسلسل ہے۔جمہوریت اپنے اصل نظریہ، یعنی عوام کی طاقت وحکمرانی، میں دنیا میں کہیں بھی قابلِ عمل نہیں ہے۔طاقت ور ہر نظام میں کمزور پر تسلط جمائے گا جب تک تمام لوگ ایک ایسے قانون پر ایمان نہیں لاتے، جس کو تبدیل نہ کیا جا سکے۔

جب مسلمانوں کے خلیفہ الثانی عمر فاروقؓ نے مسلمانوں سے سوال کیا کہ اگر وہ اسلام کے نفاذ میں کوتاہی کریں تو وہ کیا کریں گے؟ تو بظاہر ایک سادہ اور کمزور نظر آنے والے شخص نے جواب دیا کہ وہ انہیں تلوار کے زور پر سیدھا کریں گے۔یہ جواب رسول ﷺ کی تعلیمات کے عین مطابق تھا، کہ اگر حکمران اسلام کی صریح خلاف ورزی کریں تو ان کے خلاف کھڑا ہوا جائے۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ حکمران کے محاسبے کا پہلا طریقہ سیاسی دباؤ اور عدالتوں سے رجوع کرنا نہیں، بلکہ حکمرانوں کو یہ پتہ ہونا چاہیے کہ اگر انہوں نے کفر کے نفاذ پر اصرار کیا اور نصیحت کو رد کر دیا، تو اُس کے خلاف تلوار بھی استعمال کی جائے گی۔اسلام، مغرب کے کھوکھلے نعروں کے بر عکس، ظلم سے نجات کا حقیقی حل بتاتا ہے۔سادہ الفاظ میں، مغربی حکومتیں اپنے مخصوص گروہ (Elite) کے مفادات کے لیے دنیا میں جنگیں کرتی ہیں اور اُن کے کمزور عوام انہیں روکنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

بیسویں صدی کے آغاز میں مسلمانوں کے عثمانی خلیفہ سلطان عبدالحمید کو مغربی تاریخ میں ایک ظالم آمر حکمران کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔اُن کا کہنا ہے کہ عبدالحمید نے ایک مطلق العنان آمر کے طرز پر حکومت کی، مگر وہی لوگ اس پہلو کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ اُن کی حکومت کا اختتام کس طریقے سے ہوا۔جو گروہ عبدالحمید کے خلاف خفیہ سازش کر رہا تھا، اُن لوگوں نے خلیفہ کو ہٹانے کے لیے ریاست ہی کے عدالتی نظام کو استعمال کیا۔ایک وفد خلیفہ کی خدمت میں اُن کے رہائشی مرکز میں رات کے وقت ایک سادہ کاغذ کے ساتھ حاضر ہوا، اور انہیں شیخ الاسلام کی طرف سے اُن کی معزولی کا فتویٰ پڑھ کر سنایا گیا۔یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک مطلق العنان آمر عدالتی حکم کے ذریعے معزول ہو جائے؟ مسلمانوں کی خلافت، ریاست میں احتسابی کمزوری کی وجہ سے ختم نہیں ہوئی۔مسلمانوں کی خلافت سیاسی اور فکری کمزوری کی وجہ سے ختم ہوئی۔مسلمانوں نے ریاست کو چھوڑ دیا، اس سے پہلے کہ ریاست نے مسلمانوں کو چھوڑا۔

ہر ریاست کو عوام کے سامنے جوابدہ ہونا چاہیئے؛ خلافت کا نظام حقیقی احتساب پر مبنی ہے، جبکہ مغرب اپنے عوام کو احتساب check and (balance) کے نام پر دھوکہ دیتا ہے۔مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اسلام کے درست دین ہونے پر کامل یقین رکھتے ہوئے، آج کے دور میں، اسلامی شریعت پر درست ضابطہ حیات ہونے پر بھی کامل یقین رکھیں۔

□□□

کیا پاکستان وسائل کی کمی کی وجہ سے کمزور ریاست ہے؟

پاکستان کے بنیادی وسائل پر ایک نظر

رقبہ: 803,940 SqKm (دنیا میں 34th نمبر پر)

آبادی: (2008) 17,28,00000 (دنیا میں 6th نمبر پر)

ساحل: 1046 کلومیٹر، 650 میل

افرادی قوت (Labor Force): دنیا میں 10th نمبر پر۔

(Source: CIA World Fact Book)

قدرتی وسائل:

۱۔کوئلہ: پاکستان کے پاس دنیا کا سب سے بڑا کوئلے کا ذخیرہ موجود ہے، جبکہ جو کوئلہ نکالا جا رہا ہے، پاکستان اس میں دنیا میں 4th نمبر پر ہے۔ سندھ میں موجود تھر میں دنیا کا سب سے بڑا کوئلے کا ذخیرہ ہے، جو 9000Sqkm پر محیط ہے۔ اس کا حجم اندازاً 175 ارب ٹن ہے، جو 618 ارب بیرل تیل کے برابر ہے۔ یہ پاکستان کی توانائی کی ضروریات کو صدیوں تک پورا کر سکتا ہے۔ یہ سعودی عرب اور کویت کے مجموعی تیل سے زائد ہے (اگر ہم کوئلے اور تیل کا اُن سے حاصل توانائی کے مطابق موازنہ کریں)۔

ایک اخباری رپورٹ کے مطابق، اگر صرف اس ذخیرے کا 2% استعمال کیا جائے، تو پاکستان 40 سال کے لیے 20,000 میگاواٹ بجلی بنا سکتا ہے۔ تو آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اگر اسے مکمل استعمال کر لیا جائے، تو پھر صورتحال کیا ہوگی؟

."[http://www.thenews.com.pk/top_story_detail.asp?Id=12859

۲۔قدرتی گیس: دنیا میں 30th نمبر پر، اور ایشیا میں 6th نمبر پر۔

۳۔سونا اور تانبا: دنیا کے بڑے سونے اور تانبے کے ذخائر میں سے ایک، پاکستان کے علاقے چاغی، بلوچستان میں واقع ہے۔ ریکوڈک کے اس منصوبے میں تقریباً 12.3 ملین ٹن تانبا اور تقریباً 20.9 ملین اونس سونا موجود ہے، جس کی مالیت 18 ارب ڈالر ہے۔

[http://www.mineweb.com/mineweb/view/mineweb/en/page36?oid=39325&sn=Detail]

پاکستان تانبے کی پیداوار میں 7th نمبر پر ہے۔

زراعت:

۱۔نہری نظام: دنیا میں سب سے بڑا نہری نظام، جو روس سے تین گناہ بڑا ہے۔

۲۔دریا: پاکستان میں کئی دریا موجود ہیں، جو تقریباً ملک کے ہر علاقے میں ہیں۔

۳۔قابل کاشت زمین: پاکستان میں 1,97,00,000 ایکڑ قابل کاشت زمین موجود ہے، جس میں سے تقریباً آدھی کاشت ہو رہی ہے (Agriculture Survey of Pakistan - 2004/05)

۴۔گندم کی پیداوار: سالانہ 22 ملین میٹرک ٹن، جو کہ پورے براعظم افریقہ سے زائد اور جنوبی امریکہ کے برابر ہے۔

۵۔زرعی اجناس میں پاکستان کی عالمی Ranking :

No	Item	Rank	No	Item	Rank	No	Item	Rank
1	بھینس کا دودھ	2	18	گوبھی	8	35	خربوزہ	14

2	چنے	2	19	تیل کے بیج	9	36	انڈے	14
3	بھینس کا گوشت	2	20	پالک	9	37	مٹر	14
4	بکری کا گوشت	2	21	گندم	9	38	سورج مکھی بیج	14
5	Roots/Tubers	2	22	بھیڑ کا گوشت	10	39	تازہ پھل	15
6	بھنڈی	3	23	پستہ	10	40	حلوہ کدو	15
7	خوبانی	4	24	تمباکو	10	41	ارنڈ	16
8	بکری کا دودھ	4	25	شہتوت	11	42	گائے کا دودھ	17
9	آم	4	26	سرسوں کا بیج	11	43	پٹ سن	17
10	کھجور	5	27	بینگن	12	44	باجرہ	17
11	پیاز	5	28	مالٹا	12	45	ناشپاتی	18
12	Pimento	5	29	چاول	12	46	Safflower Seed	18
13	مرچیں	5	30	Tang Mand	12	47	تازہ سبزیاں	18
14	گنا	5	31	پٹ سن ریشے	13	48	تھوم	20
15	دالیں	6	32	دالیں	13	49	میوہ جاتNuts	20
16	جوس والے پھل	7	33	اوون	13	50	اخروٹ	20
17	تل	7	34	بادام	14			

ٹیکنالوجی:

انٹرنیٹ کا استعمال: دنیا میں 17th نمبر پر

ٹیلی فون کا استعمال: دنیا میں 34th نمبر پر

موبائل صارفین: دنیا میں 8th نمبر پر

وائی فائی نیٹورک: دنیا میں 1st نمبر پر

(Source: World Factbook-2007/08)

سائنسدان اور انجینیر:

1978 میں پا ستان میں 465 PHDs تھے، اور سائنسدان اور انجینیر کی تعداد 140,000 تھی۔ ا ب 2007 میں PHDs کی تعداد 5011 ہے، تو سائنسدان اور انجینیر کا اندازہ آپ خود لگالیں۔ تقریباً 15 لاکھ۔

افواج:

2008 میں پاکستان میں 921,000 افراد افواج پا ستان میں حاضر سروس تھے، اور تقریباً 528,000 مزید ریزرو میں شامل ہیں۔

سروس	حاضر سروس	ریزرو
آرمی	550,000	528,000
بحریہ	24,000	0
فضائیہ	45,000	0

پیراملٹری	302,000	0
کوسٹ گارڈ	Classified	Classified
کُل	921,000	528,000

Source: Wikipedia

فوج میں حاضر سروس افراد (620,000) کے لحاظ سے پاکستان دنیا میں 7th نمبر پر ہے۔ ایران 8th، ترکی 9th، مصر 12th اور شام 13th نمبر پر ہے۔

لڑ نے کے قابل افراد:

پاکستان میں لڑ نے کے قابل افراد کی تعداد 2,94,00,000 ہے، اور ان لوگوں کو 3 to 6 ماہ میں فوج کے لیے تیار کیا جا سکتا ہے۔ (CIA World Fact Book 2007)

فوجی ساز وسامان:

ٹینک (Tank)	2451
Frigates	7
Corvette	5
آبدوز (Sub Marine)	5
لڑاکا طیارے (Fighter Aircrafts)	523
ایٹمی ہتھیار (Nuclear Weapons)	33-60
Un-Manned Aerial Vehicle	2 Squadron

Source: Wikipedia

پا ستان کو صرف ایک مخلص قیادت اور آزاد نظام کی ضرورت ہے، یعنی خلافت:

ا۔ پاکستان نے افغانستان کی جنگ میں امریکہ کو ضروری ایندھن مہیا کیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق، افغانستان میں استعمال ہونے والے تیل پا ستان کی ریفائنریاں مہیا کر رہی ہیں۔ (http://www.energytribune.com/articles.cfm?a id=785)۔ پاکستان کا امریکہ کے خلاف واضح موقف اپنانے کے لیے صرف یہی حقیقت جان لینا کافی ہے۔

۲۔ پا ستان میں معدنیات اور قدرتی وسائل کی بہتات موجود ہے۔ بلوچستان کا صوبہ معدنیات، تیل اور گیس کے ذخائر سے مالا مال ہے، مگر ان کو استعمال کرنے والا کوئی نہیں۔

۳۔ کسی بھی ترقی کرتی ہوئی قوم کے لیے توانائی کے ذرائع بہت اہمیت رکھتے ہیں، کیونکہ ان کے بغیر انڈسٹری کا پھیلاو ممکن نہیں۔ جرمنی اور جاپان جیسے ممالک کو توانائی کی کمی کی وجہ سے علاقوں پر قبضہ کرنا پڑا، مگر پاکستان کو اس قسم کی کوئی کمی نہیں، کیونکہ ہمارے پاس کوئلہ اور گیس کے بیش بہا ذخائر موجود ہیں۔

۴۔ پاکستان انتہائی اہم شعبوں میں خود کفالت حاصل کر چکا ہے مثلاً آبدوز کی تیاری، ٹینک، لڑاکا طیارے، گولیاں، بندوقیں، کروز اور بیلسٹک میزائل، فریگیٹس اور بحری جہاز وغیرہ۔ Pakistan Aeronautical Complex دنیا کا تیسرا بڑا اسمبلی پلانٹ ہے، جہاں طیارے تیار کیے جا رہے ہیں۔

۵۔ پاکستان میں سیکٹر اور ملٹری انڈسٹری کا بنیادی انفراسٹرکچر موجود ہے۔ پا ستان کو صرف اپنی صلاحیت کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ پا ستان آج بھی ایٹمی ہتھیار، ڈرون طیارے، بیلسٹک میزائل اور بنیادی خلائی پروگرام چلا رہا ہے۔ خلافت کے قیام کے بعد، جب اس قوم کے پاس ایک مقصد حیات موجود ہوگا اور حکمرانوں کے پاس عالمی سوچ، تو بہت جلد ہم ایک اہم عالمی طاقت بن سکتے ہیں، انشاء اللہ۔

□□□

محمد اسمٰعیل یوسانتو (انڈونیشیا میں حزب التحریر کے ترجمان)

پارلیمنٹ کے مکمل اجلاس کا فیصلہ انڈونیشیا میں تیل اور گیس کی برلائزیشن کو مزید تقویت دے گا

۳۱ مارچ کو ختم ہونے والے پارلیمنٹ کے مکمل اجلاس میں ۲۰۱۲ کے ریاستی بجٹ کی شق 7، سطر 6a پر اتفاق کیا گیا، جو کہتی ہے: ''جہاں تک انڈونیشیا کے خام تیل کی مستقل قیمت (ICP) کا تعلق ہے، تو گزشتہ چھ ماہ میں یہ قیمتیں عالمی قیمتوں سے اوسطً 15 فیصد زیادہ یا کم رہی ہیں۔ نظر ثانی شدہ ریاستی بجٹ قانون ۲۰۱۲ کے مطابق، حکومت کو اختیار ہے کہ وہ تیل کی قیمتوں اور اس سے متعلقہ پالیسیوں میں ردو بدل کرے''۔ نظر ثانی شدہ 'ریاستی بجٹ قانون ۲۰۱۲' میں، پارلیمنٹ اور حکومت نے 105 ڈالر فی بیرل کے مظابق انڈونیشیا کے خام تیل کی قیمت مقرر کردی ہے، جبکہ اس سے پہلے یہ ۹۰ ڈالر فی بیرل تھی۔ تو اگر تیل کی عالمی قیمتوں میں گزشتہ چھ ماہ میں اوسطً ۱۵ فیصد اضافہ یا کمی ہوئی ہو، تو حکومت خام تیل کی قیمت میں بھی ردو بدل کر سکے گی۔

وزارتِ توانائی و معدنیات کے اعداد و شمار کے مطابق انڈونیشیا کے خام تیل کی قیمت اوسطً 116.49 ڈالر فی بیرل تھی۔ جبکہ اکتوبر میں یہ قیمت 109.25، نومبر میں 112.94، دسمبر میں 110.7، جنوری میں 115.9، فروری میں 122.17 اور مارچ میں 128 ڈالر فی بیرل تھی گزشتہ چھ ماہ میں انڈونیشیا کے خام تیل کی قیمت میں اضافے کی شرح 10.94 فیصد ہے۔ چنانچہ حکومت کے فارمولا کے مطابق یکم اپریل سے تیل کی قیمتوں میں اضافہ نہیں ہوسکتا۔

لیکن یکم اپریل سے تیل کی قیمتوں میں اضافہ نہ کرنا صرف وقتی فیصلہ ہے۔ کیونکہ مندرجہ بالا شق کے مطابق اگر انڈونیشیا کے خام تیل کی قیمت مسلسل 4 ماہ تک 120 ڈالر فی بیرل سے زیادہ رہی تو حکومت کے پاس تیل کی قیمتیں بڑھانے کا اختیار ہو گا۔ اس کے برعکس، اگر یہی قیمتیں کم ہوتی رہیں، تو حکومت تیل کی قیمتوں میں کمی کرنے کی مجاز ہے۔

چنانچہ، پارلیمنٹ کا کل کا فیصلہ توانائی کے بحران کو ختم نہیں کرسکتا، بلکہ یہ انڈونیشیا میں لبرل طبقے کی طاقت کے حوالے سے دو نقات واضح کرتا ہے۔

اولاً یہ کہ حکومت تیل اور گیس کو خالصتاً ایک commodity کے طور پر لینے کا پختہ فیصلہ کر چکی ہے۔ اس طرح قیمتوں کے تعین کی پالیسی عالمی قیمتوں اور مارکیٹ قیمت سے منسلک ہوگئی ہے۔ اور یہ غیر قانونی ہے، کیونکہ تیل اور گیس کے قانون کے آرٹیکل ۲۸ شق ۲ کے مطابق تیل اور گیس کی قیمتوں کو مارکیٹ سے منسلک کرنے کو آئینی عدالت نے کچھ عرصہ قبل تبدیل کردیا ہے۔ اس لیے تمام حساب کو اس ترمیم کے مطابق مکمل کرنا ہوگا۔ مسئلہ یہ ہے کہ اصل پیداوار کتنی ہے؟ قیمت فروخت کیا ہے؟ اور سبسڈی کا تناسب کتنا ہے؟ اور کیا سبسڈی کا لفظ استعمال کرنا ٹھیک بھی ہے؟ ان کے جوابات کے بغیر ،تیل کے معاملے پر بحث کرنا بے نتیجہ ہے۔

دوئم یہ کہ انڈونیشیا اب درآمدی ملک بن کر رہ گیا ہے اور عالمی تیل کی قیمتوں میں اضافہ کے سنگین نتائج ہونگے۔ اگر انڈونیشیا مجموعی طور پر تیل برآمد کرنا والا ملک ہوتا، تو پرانی پیداوار (یعنی 1.5 ملین بیرل روزانہ) کے مقامی ضرورت سے زیادہ ہونے کی وجہ سے، عالمی تیل کی قیمتوں کا اثر مثبت ہوتا۔ لیکن تیل نکالنے کے سیکٹر کی نجکاری پیداوار بڑھانے میں رکاوٹ ہے، کیونکہ اب تیل کے کنویں بیرونی نجی کمپنیوں کی ملکیت میں ہیں۔

اس بارے میں حزب التحریر انڈونیشیا کا موقف یہ ہے:

۱۔ پارلیمنٹ کے مکمل اجلاس میں ۲۰۱۲ کے ریاستی بجٹ قانون کی شق 7، سطر 6 a میں اضافے کا فیصلہ، ملک میں تیل اور گیس کی لبرلائزیشن کو مزید مضبوط کرے گا۔ اس فیصلے میں تیل کے اصل مسئلے کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ حکومت نے یکم اپریل سے تیل کی قیمتوں میں اضافہ نہ کرنے کا فیصلہ تو کر دیا ہے، مگر یہ ایک وقتی فیصلہ ہے۔ اگر مستقبل میں تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہوا تو عوام کی طرف سے شدید ردعمل ہوگا، اور یہ بالکل ممکن ہے۔

۲۔ **حزب التحریر**، حکومت کی جانب سے ریاستی بجٹ قانون میں عالمی تیل کی قیمتوں میں اضافے کی صورت میں انڈونیشیا خام تیل کی قیمت میں اضافے کے منصوبے کو مسترد کرتی ہے۔ کیونکہ یہ ایک غیر منصفانہ پالیسی ہے اور عوام سے غداری ہے۔

۳۔ تیل کی قیمتوں میں اضافہ کرنا اور ایسی کوئی بھی پالیسی جو تیل اور گیس کی نجکاری کی طرف قدم ہو، اسلام سے متصادم ہے۔ اسلام کے مطابق تیل، گیس اور کوئی بھی قدرتی وسائل، عوامی ملکیت ہیں۔ ان کی دیکھ بھال حکومت عوامی بہبود کے لیے کرتی ہے۔ چنانچہ، تمام سرمایہ دارانہ پالیسیاں یعنی تیل اور گیس کی نجکاری، چاہے وہ Down stream سیکٹر میں ہو جس میں قیمتوں کا تعین شامل ہے، یا پھر Upstream سیکٹر میں ہو جس میں تیل اور گیس کی روزانہ کی پیداوار شامل ہے، ظالمانہ اور غداری پر مبنی پالیسی ہے اور اس فوراً ختم ہونا چاہیے۔ تیل اور گیس اور تمام قدرتی وسائل کو اسلامی شریعت کے مطابق دیکھ بھال ہونی چاہیے۔ نجات کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ خلافت کے قیام کے ذریعے مکمل شریعت کا نفاذ ہے۔

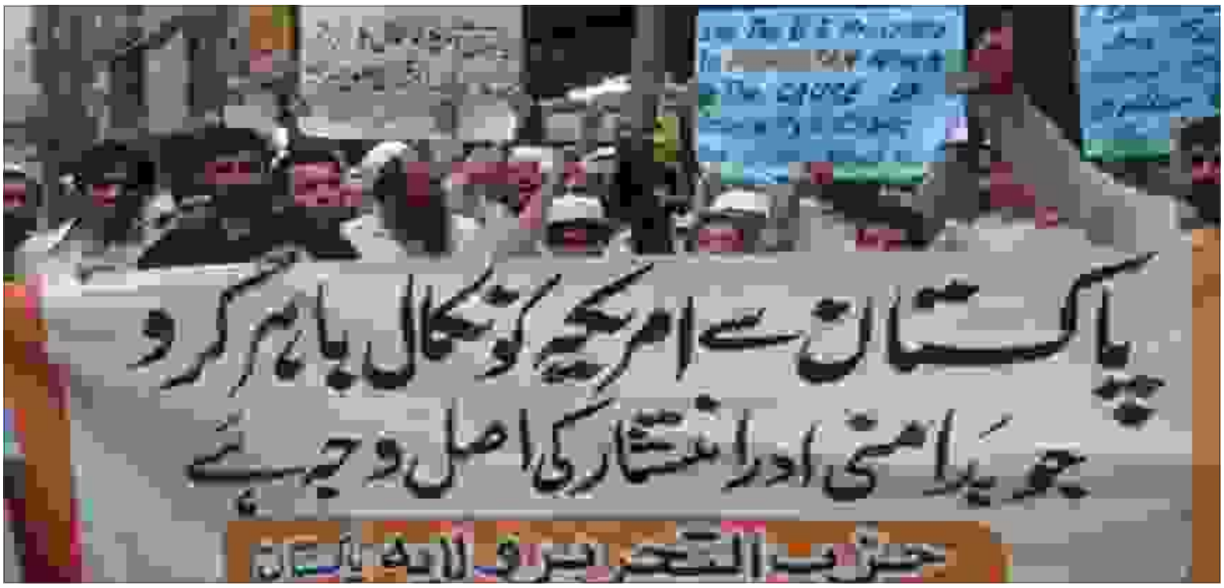
□□□

خلافت کے حامی سویلین اور فوجی افسروں کی چھانٹی کے خلاف حزب التحریر کے ملک گیر مظاہرے

حزب التحریر نے کراچی، لاہور، اسلام آباد اور پشاور میں خلافت کے حامی فوجی افسروں اور سویلین مسلمانوں کی نوکریوں سے برخاستگی کے خلاف مظاہرے کئے۔ مظاہرین نے کتبے اور بینر اٹھا رکھے تھے جس پر یہ نعرے تحریر تھے: ''فوجی وسیاسی قیادت میں امریکہ نواز غدّار خلافت کے حامی سویلین اور فوجی افسران کی چھانٹی کررہے ہیں'' اور پاکستان سے امریکہ کو نکال باہر کرو، جو بدامنی اور انتشار کی اصل وجہ ہے۔ حزب التحریر کے ممبران نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایجنٹ حکمران سویلین اور فوجی اداروں سے خلافت کے لئے کوشاں مسلمانوں کو نوکریوں سے نکال رہے ہیں۔ نیز رحیم یار خان کے مشہور ڈینٹل سرجن ڈاکٹر بدالقیوم بھی گزشتہ آٹھ ماہ سے حکومتی ایجنسیوں کے عقوبت خانوں میں اذیتیں سہ رہے ہیں۔ اسلام



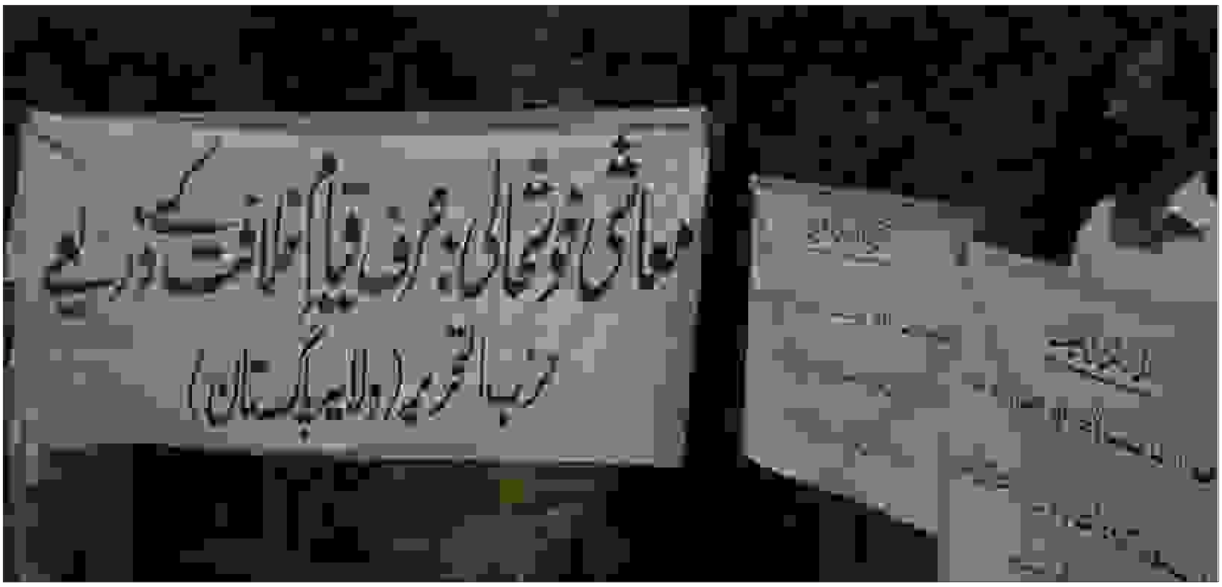
اسلام آباد میں حزب التحریر کے زیر اہتمام کیا جانے والا مظاہرہ



پشاور میں حزب التحریر کے اراکین احتجاجی مظاہرہ کر رہے ہیں

آباد سمیت دیگر شہروں میں حکومتی خفیہ ایجنسی کے اہلکار خلافت کے داعیوں کو نوکری سے نکالنے کے لئے پرائیویٹ اداروں کے سربراہان پر دباؤ ڈالتے ہیں اور انہیں مجبور کرتے ہیں کہ ان کی اعلیٰ کارکردگی کے باوجود انہیں نوکری سے فارغ کردیا جائے، محض اس لئے کہ وہ خلافت کے قیام کے ذریعے مسلم امت کی وحدت چاہتے ہیں۔ یہی معاملہ فوج میں بھی جاری ہے اور ہر اس فوجی افسر کو جو خلافت کے قیام کا حامی نظر آتا ہے، فوج سے فارغ کردیا جاتا ہے۔ یہ وہی فوجی اور سویلین غدار ہیں جنہیں انتشار پھیلاتے بلیک واٹر اور سی آئی اے کے اہلکار نظر نہیں آتے! یہ وہی غدار ہیں جو امریکہ کی رسد کھولنے کے لئے تلملا رہے ہیں۔ یہ وہی غدار ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو ڈرون حملوں سے بچانے کے بجائے امریکہ کو پیش کش کردی ہے کہ امریکہ ہدف بتائے اور پاکستان خود F-16 طیاروں سے بمباری کر کے مسلمان شہید کرے گا۔ یوں آقا کو نہ ہی زحمت اٹھانی پڑیگی اور نہ ہی خرچہ! یہ ہیں وہ غدار جنہوں نے پاک فوج کو کرائے کی فوج (Mercenary Army) بنا کر رکھ دیا ہے۔ مقررین نے کہا کہ جب تک ان غداروں کو اکھاڑ کر خلافت قائم نہ کی جائے گی پاکستان فوج کو امریکی یرغمالی سے نہیں نکالا جاسکتا۔ حزب التحریر ہی وہ مخلص پارٹی ہے جو پاکستان کے عوام اور پاکستان کی مضبوط فوج کو امریکہ کی غلامی سے نکالنے کے لئے سرگرم عمل ہے۔ بعد ازاں حزب التحریر کے ممبران خلافت کے قیام کے حق میں نعرے لگاتے ہوئے پرامن طور پر منتشر ہو گئے۔ مزید برآں عوام کو اسلامی نظام معیشت سے روشناس کروانے کے لئے **حزب التحریر** نے ملک بھر میں بیانات دیے۔ ان بیانات کا اہتمام پاکستان



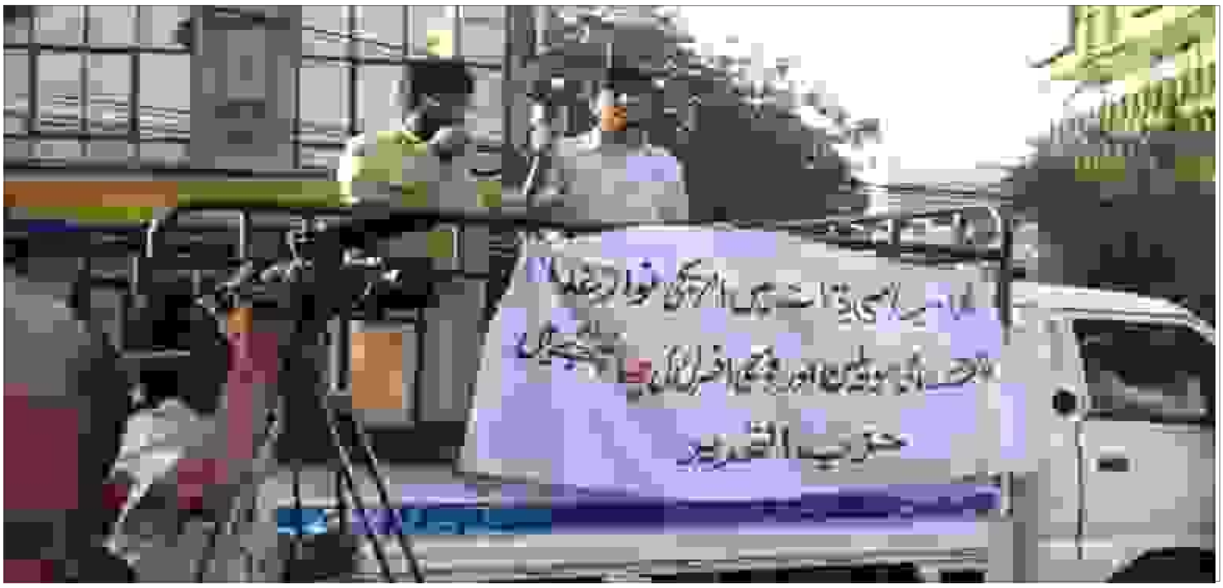


لاہور میں حزب کے زیراہتمام ہونے والے پبلک بیان کے مختلف مناظر

کے بڑے شہروں کی اہم مساجد کے باہر اور دیگر پبلک مقامات پر کیا گیا۔ ان بیانات کا سلسلہ تین دن تک جاری رہا جس میں مقررین نے ہزاروں لوگوں کو مخاطب کیا۔ مقررین نے امت کو باور کرایا کہ پاکستان کے اقتصادی مسائل کی وجہ وسائل کی کمی نہیں بلکہ وہ سرمایہ دارانہ نظام ہے جو ان وسائل کو منصفانہ طریقہ سے تقسیم نہیں کرتا بلکہ انہیں چند سرمایہ داروں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ انہوں نے کہا یہ اسلام ہی ہے جو ایسے احکامات دیتا ہے جن کی وجہ سے وسائل درست انداز میں تقسیم ہوتے ہیں اور طاقتور لوگوں کو کمزور عوام کا استحصال کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ مقررین نے ملکیت، ٹیکسیشن، زراعت اور کرنسی سے متعلق اسلامی احکامات کو اجاگر کیا انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مطابق تیل، گیس، بجلی اور معدنیات کی کانوں کی نجکاری نہیں کی جا سکتی اور اسلام انہیں عوامی اثاثہ جات قرار دیتا ہے۔ یوں اسلامی خلافت یہ تمام توانائی کے وسائل بغیر ٹیکس اور منافع لئے عوام اور انڈسٹری کو مہیا کریگی۔ اس کے نتیجے میں عوام کو فوری ریلیف اور انڈسٹری کو نئی زندگی ملے گی۔ اسی طرح اسلام میں متعین ٹیکس اور محاصل ہیں اور اسلام خلیفہ کو اپنی مرضی سے ٹیکس لگانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام میں تمام بالواسطہ ٹیکس حرام ہیں جو درحقیقت عام عوام کا استحصال کرنے پر منتج ہوتے ہیں۔ اسلام میں ٹیکس امراء سے لئے جاتے ہیں نہ کہ سرمایہ دارانہ نظام کی طرح غرباء سے۔ اِسی طرح پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان نوید بٹ کا حکومتی ایجنسیوں کی طرف سے اغواء کے خلاف بھی احتجاج سلسلہ جاری رہا۔

□□□





کراچی میں ہو نے والے مظاہرے کے مختلف مناظر

پاکستان میں امریکی محافظوں نے اب حزب التحریر کے ضعیف العمر رشتہ داروں کو تنگ کرنا شروع کر دیا ہے

یانی اور سیاسی و فوجی قیادت میں موجود اس کے ساتھی غنڈوں نے خلافت کے قیام کی پکار کے خلاف اعلان جنگ کے بعد اپنے غلیظ ہتھکنڈوں میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ حزب التحریر کے شباب کی گرفتاریوں، اغوا اور غائب کیے جانے کے باوجود خلافت کے قیام کی سرگرمیوں میں کسی قسم کی کمی نہ دیکھتے ہوئے اب کیانی اور سیاسی و فوجی قیادت میں موجود اس کے چند ساتھیوں نے حزب التحریر کے شباب کے بوڑھے والدین کو اپنے ظلم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا ہے۔ پشاور میں گرفتار کیے گئے حزب التحریر کے رکن کی ضمانت کی سماعت کے دوران پولیس نے انتہائی سرعت کے ساتھ ان کے والد کو اس الزام میں گرفتار کر لیا کہ وہ اس کار کے مالک ہیں جو رکن نے پمفلٹ کی تقسیم کے لیے مسجد پہنچنے کے لیے استعمال کی تھی۔ اسی طرح 29 مارچ کو لاہور ماڈل ٹاون میں واقع ایک گھر پر حکومتی غنڈوں نے اس وقت حملہ کیا جب وہاں پر ایک ہفتہ وار درس ہو رہا تھا۔ اس دن سے اس گھر کے بوڑھے مالک اب تک صرف اس لیے جیل میں ہیں کہ انھوں نے اپنے گھر کو اسلام کی ترویج کے لیے وقف کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: البركة في اكابركم "تمھارے بڑوں میں برکت ہے۔" خلافت کی زبردست افواج کو حکم تھا کہ وہ جنگ کے دوران بھی فار کے بوڑھوں سے لڑنے سے باز رہیں۔ تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ اتنی اعلیٰ دعوت کے حاملین کے بوڑھے والدین جن کے سر کے بال بھی سفید ہو چکے ہوں ان سے ایسا سلوک کیا جائے؟ یقیناً پاکستان کی موجودہ قیادت اس امت کی ان صفات و اقدار سے کوسوں دور ہو چکی ہے جو اس امت کی پہچان ہیں۔ مغربی تہذیب و ثقافت جو بوڑھوں کی ذمہ داری سے دست بردار ہونے کا سبق پڑھاتی ہے، کو مکمل طور پر قبول کر لینے والی کیانی کی انتظامیہ اپنے بوڑھوں کو جسمانی تشدد کا نشانہ بناتی ہے اور کسی حد کی پرواہ نہیں کرتی۔ اس کے علاوہ پوری مسلم دنیا میں موجود غدار حکمران مجموعی طور پر دنیا کی سب سے بڑی افواج رکھنے کے باوجود، جس کی تعداد تیس لاکھ سے زائد ہے، صلیبی قاتلوں کے ہاتھوں اپنے بوڑھوں، بچوں، عورتوں، شہداء کی لاشوں، قرآن اور نبی ﷺ کی شان کی بے حرمتی کے باوجود انگلی تک اٹھانا گوارا نہیں کرتے۔ تو پھر کیا یہ حکمران جو کفار کی خدمت بجا لانے کے لیے امت کی طاقت کو استعمال کرتے ہیں اس قابل ہیں کہ ایک ادنیٰ سپاہی بھی ان سے وفاداری کا عہد کرے چہ جائیکہ وہ معزز فوجی کمانڈر جن کی کمانڈ کے تحت ہزاروں سپاہی کام کرتے ہیں ان حکمرانوں سے وفاداری کا عہد نبھائیں؟ یہی وقت ہے کہ افواج میں موجود مخلص افسران آگے آئیں اور خلافت کے قیام کے لیے حزب التحریر کو نصرۃ دیں تاکہ اس امت، اس کی فوج اور دین اسلام کی عظمت و عزت کو بحال کیا جائے۔ یہی وقت ہے کہ آج کا سعدؓ آگے بڑھے کہ جس طرح نبی ﷺ کے وقت سعدؓ نے آگے بڑھ کر نبی ﷺ کو اسلامی ریاست کے قیام کے لیے نصرۃ دی تھی اور حالات کا رخ مسلمانوں کے حق میں پھیر دیا تھا۔ اے افواجِ پاکستان کے مخلص افسران! حزب التحریر آپ کو وہ الفاظ یاد کروانا چاہتی ہے جو نبی ﷺ نے سعدؓ کی بوڑھی والدہ سے ان کے بیٹے کے انتقال کے وقت کہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ليرقا (لينقطع) دمعك، و يذهب حزنك، فان ابنك اول من ضحك الله له واهتز له العرش "تمھارے آنسو تھم جائیں گے اور تمھارا غم کم ہو جائیگا اگر تم یہ جان لو کہ تمھارا بیٹا وہ پہلا شخص ہے جس کے لیے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مسکرائے اور اللہ کا تخت ہل گیا۔" (طبرانی)

تو اے عزیز افسران کون ہے تم میں سے جو سعد بننا چاہے گا؟

ہفتہ، 28 جمادی ثانی، 1433ھ

19/05/2012

پاکستان میں حزب التحریر کے ڈپٹی ترجمان

شہزاد شیخ